Spot CMYK#Waheed

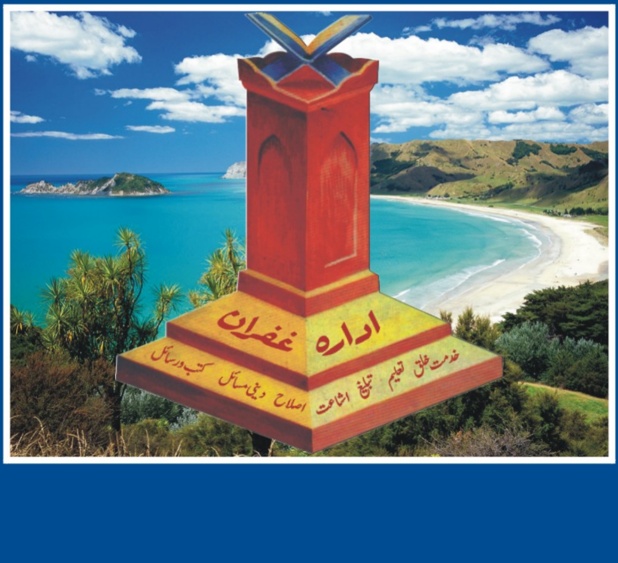

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ.............. 25 روپے
سالانہ................300 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ .... پُرتشدد مظاہرے، ہڑتالیں اور بائیکاٹ .... محمد رضوان صاحب ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۱۷، آیت نمبر ۲۲،۲۱) . توحید وعبادت کی تعلیم ... محمد رضوان صاحب ۹

درسِ حدیث .... استخارہ کی اہمیت وفضیلت اور اس کا طریقہ .... محمد یونس صاحب ۱۶

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ (قسط ۷) .... محمد رضوان صاحب ۲۱

ماہِ صفر .... // // ۲۵

ماہِ صفر: دوسری صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں .... طارق محمود صاحب/سعید افضل صاحب ۲۸

حضرت صالح علیہ السلام اور قومِ ثمود (قسط ۱۰) .... محمد امجد حسین صاحب ۳۲

صحابیٔ رسول حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ .... انیس احمد حنیف صاحب ۳۷

آدابِ تجارت (قسط ۱۰) .... جناب منظور احمد صاحب ۳۹

اللہ کے لئے محبت اور دوستی کرنا .... محمد ناصر صاحب ۴۴

مجلس ومحفل کے آداب (قسط ۱) .... محمد رضوان صاحب ۴۸

کامل شیخ کی پہچان (قسط ۲) .... // // ۵۰

مکتوباتِ مسیح الاُمّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط ۲۱) ..... ترتیب: محمد رضوان صاحب ۵۲

ضروری علمِ دین کے لئے عربی پڑھنا ضروری نہیں (تعلیماتِ حکیم الامت کی روشنی میں) .... // // ۵۴

علم کے مینار .... ہر چہ گیرد علّتی ...... (قسط ۳) .... محمد امجد حسین صاحب ۵۹

تذکرۂ اولیاء: .. شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ (تیسری وآخری قسط) .... جناب عبد السلام صاحب ۶۵

پیارے بچو! .... صاف ستھرے اور میلے کچیلے بچّے .... ابو ریحان صاحب ۶۸

بزمِ خواتین .... شادی کو سادی بنایئے (قسط ۸) .... محمد رضوان صاحب ۷۰

آپ کے دینی مسائل کا حل .... خواتین کا تبلیغی جماعت میں جانا .... ادارہ ۷۵

کیاآپ جانتے ھیں؟ .... بیل گاڑی سے ریل گاڑی تک (قسط ۲) .... محمد امجد حسین صاحب ۸۰

عبرت کدہ .... ہندوستان کا اسلامی عہد (قسط ۱۰) .... محمد امجد حسین صاحب ۸۵

طب وصحت .... شقیقہ (MIGRAINE) .... حکیم محمد فیضان صاحب ۸۹

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز .... محمد امجد حسین صاحب ۹۲

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں .... ابرار حسین ستی ۹۳

Hidden Dealing of Govt Employee About Rent With Owner of House. .... // // ۱۰۰

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر 2 کی اجمالی فہرست .... ابو ہریرۃ ۱۰۱

Idara Ghufran

اداریہ ﷺ محمد رضوان صاحب

پُر تشدد مظاہرے، ہڑتالیں اور بائیکاٹ

آج کل مختلف مواقع پر مسلمانوں کی طرف سے پر تشدد مظاہرے اور ہڑتالیں ہوتی رہتی ہیں اور کافروں کی مصنوعات سے بائیکاٹ کے اعلانات ہوتے رہتے ہیں، جس میں عوام بلکہ اہلِ علم کی بہت بڑی تعداد شریک ہوتی ہے، سرکاری وغیر سرکاری املاک تباہ ہوتی ہیں، مسلمانوں کی جانیں ضائع ہوتی ہیں اور مصنوعات کے بائیکاٹ کے نتیجہ میں اپنی ملکیت کے قیمتی اموال تلف اور ضائع کئے جاتے ہیں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تصنیفات اور مواعظ وملفوظات میں مذکورہ اور مروجہ تحریکات کے متعلق کافی مواد موجود ہے، اس کی روشنی میں ان چیزوں کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے:

''اب تو وہ زمانہ ہے کہ ہر شخص کی رفتار گفتار اور لباس سے انگریزیت جھلکتی ہے، سادگی کا نام ہی نہیں رہا، زبان سے نصرانیت اور انگریزیت کی برائی کرتے ہیں اور دل میں وہی باتیں رچی ہیں، ان ہی جیسا لباس ان ہی جیسی معاشرت اختیار کر رکھی ہے، مجھے تو ایک عالم کا قول پسند آیا کہ یہ لوگ نصرانیوں (عیسائیوں) کے مخالف ہیں اور نصرانیت (عیسائیت) کے حامی ہیں بات تو کام کی کہی، واقعی یہی ہو رہا ہے، غضب تو یہ ہے کہ اس فتنہ سے بعض علماء بھی نہ بچ سکے اور نصوص (قرآن وحدیث کے واضح احکامات وارشادات) کے خلاف کرنا شروع کر دیا ان کا طریقۂ کار بالکل نصوص کے خلاف ہو رہا ہے، لیکن کسی کا عمل تو حجت (دلیل) نہیں، جب کوئی تدبیر تدابیرِ منصوصہ کے خلاف اختیار کی جاوے گی اس کو تو ممنوع ہی کہا جاوے گا، بالخصوص جبکہ وہ فعل عبث یا مضر (بیکار یا نقصان دہ) بھی ہو تو اس کی حرمت میں پھر کیا شبہ ہوسکتا ہے، وہاں تو ''الضرورات تبیح المحظورات'' (کہ ضرورت اور مجبوری کے وقت ممنوع کام بھی جائز ہوجاتے ہیں) کا شبہ بھی نہیں ہوسکتا، مثلاً ہڑتال ہے، جلوس ہیں، ان میں وقت کا ضائع ہونا، روپیہ کا صرف ہونا، حاجتمند لوگوں کو تکلیف ہونا، نمازوں کا ضائع ہونا، کھلے مفاسد ہیں، تو یہ افعال کیسے جائز ہوسکتے ہیں؟ ایک صاحب نے عرض کیا کہ اگر نیت امدادِ حق کی ہو، فرمایا کہ

ان باتوں سے حق کو کوئی امداد نہیں پہنچتی ، دوسرے نامشروع فعل نیت سے مشروع نہیں ہوجاتا، یہ تو محض جاہ طلبی ہے کہ جلسے ہورہے ہیں، جلوس نکل رہے ہیں،گلوں میں ہار پڑ رہے ہیں،اور یہ سب بددینوں ہی سے سبق حاصل کئے ہیں اور سب یورپ ہی کی تقلید ہے اور مزاحاً فرمایا کہ ہار (مغلوبیت) تو پہلے ہی گلوگیر ہے پھر کامیابی (جیت) کہاں'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر ۵ ص ۱۵۶، ۱۵۷)

''ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر پچاس دنیوی مصلحتیں ہوں اور ایک دینی مفسدہ ہو تو مفسدہ ہی غالب سمجھا جاوے گا،عرض کیا گیا کہ جن نصوص میں جہاد کا حکم ہے یا صبر کا اس کے اعتبار سے حکم منصوص ہوتے ہوئے اپنی رائے سے اس کے خلاف ایک طریقہ کا اختیار کرنا کہ نہ وہ جہاد ہے نہ صبر ہے یہ مسکوت عنہ ہوگا یا اس کو منہی عنہ (ممنوع) کہیں گے، جواب فرمایا کہ باوجود ایسی ضرورتیں واقع ہونے کے متقدمین نے جب اس کو ترک کیا اختیار نہیں کیا تو یہ اجماع ہوگیا اسکے ترک پر،اس لئے ممنوع ہوگا، یہ احتمال بھی نہ رہا کہ نصوص کو ماٗول یا معلل کہہ لیا جاوے'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر ۵ ص ۱۵۶، ۱۵۷)

''جن چیزوں کی حاجت خیر القرون میں نہ ہوئی ہو اور خیر القرون کے بعد حاجت پیش آئی ہو اور نصوص ان کے خلاف نہ ہوں وہ تو مسکوت عنہا ہوسکتی ہیں لیکن ان چیزوں کی تو حاجت ہمیشہ ہی پیش آتی رہی پھر بھی نصوص میں صرف جہاد یا صبر ہی کا حکم ہے تو اس اعتبار سے یہ مسکوت عنہ نہ ہوگا منہی عنہ ہوگا کہ باوجود ضرورت کے متقدمین نے اس کو ترک کیا اختیار نہیں کیا تو اجماع ہوا اس کے ترک پر اس لئے ممنوع ہوگا۔

علاوہ ان سب باتوں کے ایک یہ بات باریک ہے جس کو سمجھ لینے کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہر کام کرنے کے لئے حدود کی ضرورت ہے ان تحریکات میں بھی ضرورت ہے سو اس کا تحفظ کون کرے گا یا کون کرائے گا؟............اگر تدابیر جدیدہ جائز بھی ہوں تب بھی اس کی ضرورت ہے کہ کوئی امیر ہو تا کہ حدود کی رعایت خود بھی کرے اور دوسروں سے بھی کرائے بلا امیر کے کچھ نہیں ہوسکتا'' (الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ ج ا ص ۱۲۸، ۱۲۹)

''ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ ان تحریکاتِ حاضرہ میں مصالح (فوائد) سے زائد مفاسد (نقصانات) ہیں اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک مفسدہ (نقصان) ہو اور پچاس مصلحت (فوائد) ہوں وہاں مفسدہ ہی غالب سمجھا جائے گا نہ کہ جہاں مفاسد غالب ہوں وہاں جواز کا حکم کیسے ہوسکتا ہے ،طیب اور خبیث کا مجموعہ خبیث ہی ہوگا'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلدنمبر۵ص۱۹۹)

''ان تحریکات میں شرکت کرنے والوں پر جو مجھ کو غصہ ہے اس کا اصلی سبب ان کی محبت ہے اس طرح سے کہ اپنے ہوکر پھر (شرعی) حدود سے تجاوز ،ایسا کیوں کرتے ہیں ،مجھ کو مقاصدِ شرعیہ اور سلطنتِ اسلامیہ اور مقاماتِ مقدسہ کی امداد اور تحفظ سے خدانہ کرے کیسے اختلاف ہوسکتا ہے اختلاف صرف طریقِ کار سے ہے کہ وہ ایسا اختیار کیا گیا کہ جس میں احکامِ شرعیہ کی پامالی کی گئی ہے'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلدنمبر۵ص۲۰۱)

''تحریکاتِ حاضرہ میں بڑا ہی ہڑبونگ لوگوں نے مچایا، باوجود اس کے کہ بابِ فتن حدیث میں موجود ہے اور تمام احکام بالتصریح (واضح طور پر) مذکور ہیں اور دونوں نمونے حضور ﷺ پر گذرے ہیں، پھر زیادہ کلام کی گنجائش کہاں ہے بس یہ دیکھنا کافی ہے کہ اگر مظالم سے بچنے پر قادر نہیں ہو اپنے کو مکی سمجھو، اور صبر کرو، اور اگر قادر ہو مدنی سمجھو اور قدرت سے کام لو، مگر اب تو یہ ہورہا ہے کہ یا تو مکی کی جگہ مکھی اور ذلیل بنیں گے اور یا مدنی کی جگہ بدنی اور پہلوان بنیں گے، اور خطرات میں پھنسیں گے ،شارع (نبی علیہ السلام) نے ہر چیز کا انتظام کیا ہے'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلدنمبر۲ص۲۲۲)

''میں دیکھتا ہوں کہ ان نئی چیزوں میں اکثر میں نور نہیں بلکہ ظلمت محسوس ہوتی ہے، اب یہ تحریکاتِ حاضرہ ہی ہیں ان کے سوچنے سے قلب (دل) پر ظلمت اور کدورت معلوم ہوتی ہے ،جس کی وجہ یہی ہے کہ اصولِ اسلام اور احکامِ اسلام پر اس کی بنیاد نہیں اس لئے اس میں ظلمت ہے'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ ج۳ص۳۲۱)

''ہر کام اصول سے ہوسکتا ہے بے اصول تو گھر کا بھی انتظام نہیں ہوسکتا ملک کا تو کیا خاک انتظام ہوگا، یہ ہیں وہ اصولی باتیں جن پر مجھ کو برا بھلا کہا جاتا ہے اور قسم قسم کے الزامات

وبہتان میرے سے تھوپے جاتے ہیں اورلوگ مجھ سے خفا ہیں اور وجہ خفا ہونے کی صرف یہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اصول کے ماتحت کام کرو، جوش سے کام مت لو، ہوش سے کام لو، جوش کا انجام خراب نکلے گا، حدودِ شرعیہ کی حفاظت رکھو، وہ ان باتوں کو اپنے مقاصد میں روڑا اٹکانا سمجھتے ہیں، میں کہتا ہوں اگر دین نہ رہا اور احکامِ اسلام کو پامال کرنے کے بعد کوئی کام بھی کیا تو وہ کام پھر دین کا نہ ہوگا، کیا یہ دین کی خیر خواہی اور ہمدردی کہلائی جاسکتی ہے؟

اے صاحبو! آج سے پہلے بھی تو اسلام اور مسلمانوں پر اس سے بڑے بڑے حوادث پیش آئے ہیں کہ اِس وقت اُس کا عشرِ عشیر بھی نہیں مگر انہوں نے اُس حالت میں بھی اصولِ اسلام اور احکامِ اسلام کو نہیں چھوڑا، سلف کے کارناموں کو پیشِ نظر رکھ کر کچھ تو غیرت آنا چاہئے تم تو معمولی معمولی باتوں میں احکامِ اسلام کو ترک کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہو، وہ حضرات عین قتال کے وقت بھی حدود کی حفاظت اور رعایت فرماتے تھے جس پر آج ہم کو فخر ہے، اب تم ہی فیصلہ کرلو کہ وہ تھے خیر خواہِ اسلام، ہمدردِ اسلام، جانبازِ اسلام یا تم؟ تحریکِ خلافت کے زمانے میں صاف الفاظ میں یہ کہا جاتا تھا کہ یہ مسائل کا وقت نہیں کام کرنے کا وقت ہے (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر ا ص ۱۳۳،۱۳۴)

''اب جو اِن باتوں پر تنبیہ کرے یا خاموش اور علیحدہ رہ کر خرافات کی شرکت سے اپنے دین وایمان کی حفاظت کرے اُس پر لعن طعن سب وشتم کیا جاتا ہے، غرض اصل چیز رعایت ہے (شرعی) حدود کی پھر اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو صبر کریں، اجی جان دینا تو مشکل نہیں مگر یہ تو اطمینان ہو کہ اپنے مصرف پر گئی جان بھی'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر ا ص ۱۳۴)

''جتھوں کا جیل میں جانا، پٹنا، بھوک ہڑتال وغیرہ کرنا خودکشی کے مرادف ہے اور اگر خودکشی سے کسی کو فائدہ پہنچے تب بھی تو باوجود موجبِ فوائد ہونے کے جائز نہیں، چہ جائیکہ کوئی فائدہ بھی نہ پہنچے، تو اس کا درجہ ظاہر ہے یعنی اگر یہ معلوم ہوجائے کہ خودکشی کرنے سے کفار پر اثر ہوگا تو کیا خودکشی کرنا جائز ہوجائے گا؟ اور یہ جیلوں میں جانا اور بھوک ہڑتال کرنا کیا خودکشی کا مرادف نہیں ہے، اگر کوئی نفع بھی خودکشی پر مرتب ہو تو یہ خود ہی اتنا زبردست نقصان ہے کہ

جس کا پھر کوئی بدل ہی نہیں، حضرت ہر منفعت کا اعتبار نہیں، اس کی تو بالکل ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ فلاں شخص کی جان بچ سکتی ہے اگر تم کنویں میں گر جاؤ، تو اُس کی جان بچانے کی غرض سے کیا کنویں میں گر جانا جائز ہوگا؟'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر ا ص ۱۲۴)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ:

''جتھے مقابلے کے لئے جاتے ہیں اور گرفتار ہوتے ہیں، خاموش مقابلہ کرتے ہیں، اگر حکومت کی طرف سے تشدد بھی ہو تو تب بھی جواب نہیں دیا جاتا ان صورتوں کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

آپ نے جواب میں فرمایا:

''عقلی دو ہی احتمال ہیں یا تو مقابلے کی قوت ہے یا قوت نہیں اگر قوت ہے تو گرفتار ہونے کے کیا معنیٰ؟ مقابلہ کرنا چاہئے اور جب مقابلہ نہیں کر سکتے تو یہ صورت عدمِ قوت (قوت نہ ہونے) کی ہے جیسا کہ ظاہر ہے تو عدمِ قوت (قوت نہ ہونے) کی حالت میں قصداً ایسی صورت اختیار کرنے کی کہ خود ضرب وحبس (قید اور مار پٹائی) میں مبتلا ہو، شریعت اجازت نہیں دیتی، بلکہ بجائے ایسے مخترع (خود ساختہ) مقابلہ کے مکارہ (ناگوار اُمور) پر صبر سے کام لینا چاہئے، خلاصہ یہ کہ اگر قوت ہے مقابلہ کرو، اگر قوت نہیں صبر کرو، ان دو صورتوں کے علاوہ تیسری کوئی صورت منقول نہیں، تو کیا ان تدابیر کو مسکوت عنہ کہا جائے گا؟

فرمایا کہ مسکوت عنہ وہ ہوگا جس چیز کی ضرورت خیر القرون میں واقع نہ ہوئی ہو بلکہ خیر القرون کے بعد اس کی حاجت پیش آئی ہو، اور باوجود ضرورت پیش آنے کے یہ تدابیرِ خاص اختیار نہ کی گئیں، اس کو مسکوت عنہ نہ کہیں گے، منہی عنہ کہیں گے۔ اس میں ہم لوگوں کو اجتہاد کی گنجائش نہیں، اب اس قاعدہ کے بعد یہ سمجھو کہ خیر القرون میں زیادہ وقت اسی قسم کا گزرا اور بہت زیادہ ضرورتیں مخالفین کے مقابلے کی پیش آئیں مگر باوجود ضرورت کے اور ضرورت بھی سخت ضرورت، پھر بھی ان تدابیر کو اختیار نہیں کیا گیا تو یہ تدابیر منہی عنہ (ممنوع) ہوں گی نہ کہ مسکوت عنہ'' (ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیۃ جلد نمبر ۵ ص ۱۹۴ و ۱۹۵)

مزید فرماتے ہیں:

''خیرالقرون میں دو ہی صورتیں تھیں کہ قوت کے وقت مقابلہ اور عدمِ قوت (قوت نہ ہونے) کے وقت صبر، اس کے سِوا سب من گھڑت تدابیر ہیں اس لیے ان میں خیر و برکت نہیں ہو سکتی اور جب خیر و برکت نہ ہو اور مسلمان ظاہراً کامیاب بھی ہو جائیں تو اس کامیابی پر کیا خوشی جو اللہ اور رسول کی مرضی کے خلاف تدابیر اختیار کر کے کامیابی حاصل کی جائے اور حسی کامیابی کا ہو جانا (ظاہری) تو کوئی کمال کی بات نہیں اس لیے کہ ایسی کامیابی کافروں کو بھی ہو جاتی ہے اور مسلمانوں کی اصل کامیابی تو وہ ہے کہ چاہے غلامی ہو مگر خدا راضی ہو اور اگر حکومت ہوئی اور اُن کی مرضی کے خلاف ہوئی وہ راضی نہ ہوئے تو فرعون کی حکومت اور تمہاری حکومت میں کیا فرق ہوا۔ بس ان کے راضی کرنے کی فکر کرو، ان سے صحیح معنیٰ میں تعلق کو جوڑو، احکام اور احکامِ اسلام کی پابندی کرو، ان بتوں کا اتباع تو بہت دن کر کے دیکھ لیا اب خدا کے سامنے سر رکھ کر اور اس سے اپنی حاجت اور ضروریات کو مانگ کر بھی دیکھ لو کہ کیا ہوتا ہے؟ (ملفوظات الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ جلد نمبر ۵ ص ۱۹۵ و ۱۹۶)

ایک زمانے میں طرابلس پر اٹلی کا قبضہ ہو جانے سے ہندوستان کے شہر دہلی میں ایک جلسے میں یہ کہا گیا کہ اٹلی کے ساتھ تجارتی لڑائی کریں اٹلی ساخت کے کل سامان کا استعمال چھوڑ دیں اور خرید و فروخت ترک کر دیں جو ایسا نہیں کرے گا وہ کافر ہے، اس سلسلہ میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے فتویٰ طلب کیا گیا جس کا آپ نے درجِ ذیل جواب تحریر فرمایا:

''کافر ہونے کی تو کوئی وجہ نہیں اور بلکہ بیع ناجائز بھی نہیں لیکن افضل یہی ہے، بشرطیکہ اپنا ضرر اور اتلافِ مال نہ ہو ورنہ افضل کیا جائز بھی نہیں'' (امداد الفتاویٰ ج ۳ ص ۸۸)

معلوم ہوا کہ اگر خدانخواستہ کوئی کافر قوم مسلمانوں کے ملک پر قابض ہو جائے تب بھی اُس قوم کی مصنوعات کی خرید و فروخت گناہ نہیں، زیادہ سے زیادہ اُن مصنوعات کی خرید و فروخت کا ترک کرنا افضل ہے لیکن اس میں بھی یہ شرط ہے کہ اس کی وجہ سے اپنا کوئی نقصان نہ ہو اور مال ضائع نہ ہو ورنہ افضل تو کیا جائز بھی نہیں۔

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط ۱۷، آیت نمبر ۲۱،۲۲) محمد رضوان صاحب

توحید وعبادت کی تعلیم

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ: اے لوگو عبادت کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ ۝ وہ رب ایسا ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت، اور برسایا آسمان سے پانی، پھر نکالا اس پانی کے ذریعہ سے پھلوں سے غذا کو تمھارے لئے۔ سو نہ ٹھہراؤ اللہ کا شریک، حالانکہ تم تو جانتے بھی ہو ۝

تفسیر وتشریح

توحید کی تعلیم

اس سے پہلے سورۃ بقرہ کی بیس آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے قبول کرنے نہ کرنے والے تین گروہوں یعنی مومنین، کافرین اور منافقین کے حالات کو الگ الگ بیان فرمایا۔ اس کے بعد مذکورہ اکیسویں اور بائیسویں آیتوں میں تینوں گروہوں کو عمومی انداز میں خطاب کر کے اس چیز کی دعوت پیش کی گئی ہے جس کیلئے قرآن مجید نازل ہوا یعنی ہدایت۔ اور وہ ہدایت جس کے لئے یہ کتاب نازل کی گئی دو اصولوں پر منقسم ہے (۱) ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت وبندگی، جس کا نام توحید ہے (۲) دوسرے رسالت۔

مذکورہ آیات میں پہلے اصول (یعنی وحدہٗ لاشریک کی عبادت جس کا نام توحید ہے) کا مضمون بیان فرمایا گیا ہے، مخلوق پرستی سے باز آنے اور ایک خدا کی عبادت کرنے کی طرف ایسے انداز سے دعوت دی گئی ہے کہ جس میں دعوے کے ساتھ اس دعوے کی واضح دلیلیں بھی موجود ہیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ: اے لوگو!

"**النَّاسُ**" عربی زبان میں انسان کے معنیٰ میں آتا ہے، اس لئے اس خطاب میں مذکورہ تینوں گروہ داخل

ہیں، اس کے بعد فرمایا۔

اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ ''عبادت کرو اپنے رب کی''

عبادت کے معنیٰ ہیں ''اپنی پوری طاقت کو مکمل فرمانبرداری میں خرچ کرنا اور خوف وعظمت کے پیشِ نظر نافرمانی سے دور ہونا، اور ''رب'' کے معنیٰ ''پروردگار'' کے ہیں جس کی تشریح سورہ فاتحہ میں ''رب العالمین'' کے ضمن میں گزر چکی ہے۔ یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ ''لفظ رب'' کے بجائے لفظ ''اللہ'' یا اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی اور نام بھی لایا جا سکتا تھا، مگر رب کے لفظ کا انتخاب فرمانے میں یہ حکمت ہے کہ اس مختصر جملے میں دعوے کے ساتھ دلیل بھی آ گئی، اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس ذات کا معبود ہونا اگر دعویٰ ہے تو اس ذات کا رب ہونا اس کے عبادت کے لائق اور معبود ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ عبادت کی مستحق صرف وہ ذات ہو سکتی ہے جو انسان کی تربیت و پرورش کی ذمہ دار ہو، اور یہ شان حق تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے، خلاصہ یہ کہ ہمیں جس ذات کی عبادت کی طرف دعوت دی گئی ہے اس کے سوا کوئی دوسری ہستی عبادت کی مستحق ہو ہی نہیں سکتی۔

مؤمن وکافر کو عبادت کا حکم دینے کا مطلب

اور اس جملہ میں کیونکہ خطاب متقی و فاسق مومن اور کافر ومنافق ہر ایک ہی کو ہے، لہٰذا اس جملہ کا مطلب ہر گروہ کی شان کے مطابق ہے چنانچہ جو یہ کہا گیا کہ **اُعْبُدُوْا رَبَّكُمُ**

کافروں کے حق میں اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ مخلوق کی پرستش وعبادت چھوڑ کر توحید اختیار کرو اور خالق کی پرستش وعبادت کرو۔

منافقوں کے حق میں اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ نفاق چھوڑ کر خالص توحید اختیار کرو۔

گناہگار مسلمانوں کے حق میں اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت وعبادت اختیار کرو اور گناہوں سے باز آؤ۔

اور متقی مسلمانوں کے حق اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ اپنی طاعت وعبادت پر قائم ودائم رہو اور اس میں ترقی کی کوشش کرو (معارف القرآن عثمانی ج ۱ ص ۱۳۳ ابتغیر)

ذاتی انعامات

اس کے بعد رب کی چند خاص صفات اور انسانوں پر ہونے والے دو قسم کے انعاموں کا ذکر کیا گیا ایک وہ

انعامات جن کا تعلق انسان کی ذات سے ہے اور دوسرے وہ انعامات جن کا تعلق انسان کے گردوپیش کی چیزوں سے ہے:

اَلَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ ''یعنی تمہارا پروردگار وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں''

مذکورہ جملہ میں رب کی ایسی صفت اور انعام کا تذکرہ ہے جس کا تعلق انسان کی ذات سے ہے، اور اس صفت کے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی مخلوق میں پائے جانے کا وہم وگمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ عدم سے وجود میں لانا، ماں کے پیٹ کی تاریکیوں اندھیریوں اور گندگیوں میں حسین وجمیل اور پاک وصاف انسان کی پرورش کرنا، یہ سب باتیں وہ ہیں جو وحدہٗ لاشریک ہی کی قدرت میں ہیں، کسی اور کے بس کی بات نہیں

یہ امت آخری امت ہے

مذکورہ آیت میں ''**خَلَقَکُمْ**'' ''یعنی جس نے پیدا کیا تم کو'' کے بعد جو یہ اضافہ فرمایا کہ:

''**وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ**'' ''یعنی اور پیدا کیا ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے''

غور طلب بات یہ ہے کہ یہاں صرف پہلے لوگوں کی پیدائش کا ذکر فرمایا ہمارے بعد میں پیدا ہونے والے لوگوں کا ذکر نہیں فرمایا چنانچہ ''**مِنْ قَبْلِکُمْ**'' فرمایا ''**مِنْ بَعْدِکُمْ**'' نہیں فرمایا۔

اس جملہ سے ایک تو اس طرف اشارہ ہے کہ تم اور تمہارے آباء واجداد یعنی تمام نوعِ انسانی کا خالق اور پروردگار وہی ذات ہے۔

دوسرے اس طرف اشارہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی دوسری امت یا دوسری ملت نہیں ہوگی، کیونکہ حضور ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی مبعوث ہوگا نہ کوئی نئی امت آئے گی۔

نیک عمل نجات اور جنت کا یقینی سبب نہیں

اس کے بعد اسی آیت کے آخری جملہ میں فرمایا:

''**لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ**'' ''تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ''

جس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے لئے دنیا میں گمراہی اور آخرت میں عذاب سے نجات پانے کی امید صرف اسی صورت میں ہوسکتی ہے جبکہ تم صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو، شرک سے باز آؤ، اور توحید اختیار کرو (معارف القرآن عثمانی ج ا ص ۱۳۴ بتغیر)

Idara Ghufran

اس جملہ میں لفظِ لَعَلَّ استعمال فرمایا ہے جو رجاء یعنی امید کے معنی میں آتا ہے اور ایسے مواقع پر بولا جاتا ہے جہاں کسی فعل کا وقوع اور وجود یقینی نہ ہو، ایمان وتوحید کے نتیجہ میں نجات اور جنت کا حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق یقینی ہے مگر اس یقینی چیز کو امید ورجاء کے عنوان سے بیان کرنے میں یہ حکمت ہے کہ انسان کا کوئی عمل اپنی ذات میں نجات وجنت کی قیمت اور اس کا بدل نہیں بن سکتا بلکہ اس کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، ایمان وعمل کی توفیق ہونا اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی علامت اور نشانی ہے، علت اور بنیاد نہیں (معارف القرآن عثمانی ج ۱ ص ۱۳۸ بتغیر)

گردوپیش کے انعامات

پھر دوسری آیت میں ''رب'' کی دوسری صفات وانعامات کا بیان اس طرح فرمایا گیا ہے:

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَاءً ص وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَاءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّکُمْ ج

یعنی رب وہ ذات ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت، اور برسایا آسمان سے پانی، پھر نکالا اس پانی کے ذریعہ سے پھلوں سے غذا کو تمھارے لئے۔

اس سے پہلی آیت میں رب کے ان انعامات کا ذکر تھا جو انسان کی ذات سے متعلق ہیں اور اس آیت میں رب کے اُن انعامات کا ذکر ہے جو انسان کے گردوپیش کی چیزوں سے متعلق ہیں، یعنی پہلی آیت میں ''انفسی'' اور دوسری میں ''آفاقی'' نعمتوں کا ذکر فرما کر نعمت کی سب قسموں کا احاطہ فرمایا گیا۔

ان گردوپیش اور ''آفاقی'' نعمتوں میں سے سب سے پہلی نعمت زمین کی پیدائش ہے، کہ اس کو انسان کے لئے فرش بنادیا، نہ پانی کی طرح نرم ہے، جس پر ٹھہرا نہ جاسکے، اور نہ لوہے، پتھر کی طرح سخت ہے کہ ہم اسے اپنی ضرورت کے مطابق آسانی سے استعمال نہ کرسکیں، بلکہ نرمی اور سختی کے درمیان ایسا بنایا گیا جو عام انسانی زندگی کی ضروریات میں کام دے سکے۔

''فراش'' کے لفظ سے یہ لازم نہیں آتا کہ زمین گول نہ ہو، کیونکہ زمین کا یہ عظیم الشان کرہ اتنا بڑا ہے کہ زمین پر کھڑے ہوکر آدمی کی حدِ نظر اس کی گولائی کو محسوس نہیں کرسکتی اور گول ہونے کے باوجود دیکھنے میں ایک سطح نظر آتا ہے، اور قرآن کا عام طرز یہی ہے کہ ہر چیز کی وہ کیفیت بیان کرتا ہے جس کو ہر دیکھنے والا عالم، جاہل، شہری، دیہاتی سمجھ سکے۔

دوسری نعمت یہ ہے کہ آسمان کو ایک مزیّن اور خوبصورت چھت بنادیا۔
تیسری نعمت یہ ہے کہ آسمان سے پانی برسایا، پانی آسمان سے برسانے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ بادل کا واسطہ درمیان میں نہ ہو بلکہ عام بول چال میں ہر اوپر سے آنے والی چیز کو آسمان سے آنا بولتے ہیں۔
خود قرآن مجید میں کئی مقامات میں بادلوں سے پانی برسانے کا ذکر موجود ہے، مثلاً ارشاد ہے:

اَأَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ (سورہ واقعہ پ ۲۷)

''کیا تم نے اتارا اس کو بادل سے یا ہم ہیں اتارنے والے''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَاَنْزَلْنَامِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَآءً ثَجَّاجًا (سورہ نبا، پ ۳۰)

''اور ہم ہی نے پانی بھرے بادلوں سے کثرت سے پانی برسایا''

چوتھی نعمت اس پانی کے ذریعہ پھل پیدا کرنا اور پھلوں سے انسان کی غذا پیدا کرنا ہے۔
پروردگارِ عالم کی چار مذکورہ صفات میں سے پہلی تین باتیں تو ایسی ہیں کہ ان میں انسان کی سعی وعمل تو کیا خود اس کے وجود کو بھی دخل نہیں، بے چارے انسان کا نام ونشان بھی نہ تھا، جب زمین اور آسمان پیدا ہو چکے تھے اور بادل اور بارش اپنا کام کر رہے تھے، ان کے متعلق تو کسی بیوقوف جاہل کو بھی یہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ یہ کام سوائے حق تعالیٰ کے کسی انسان یا بُت یا کسی اور مخلوق نے کئے ہونگے۔
ہاں زمین سے پھل اور پھلوں سے انسانی غذا نکالنے میں کسی سادہ لوح اور سطحی نظر رکھنے والے کو یہ شبہ ہوسکتا تھا کہ یہ انسانی سعی وعمل اور اس کی دانشمندانہ تدبیروں کا نتیجہ ہیں کہ وہ زمین کو نرم کرنے اور تیار کرنے میں، پھر بیج ڈالنے اور جمانے میں، پھر اس کی تربیت اور حفاظت میں اپنی محنت خرچ کرتا ہے لیکن قرآن مجید نے دوسری آیات میں اس کو بھی صاف کردیا کہ انسان کی سعی اور محنت کو درخت اُگانے یا پھل نکالنے میں قطعاً کوئی دخل نہیں، بلکہ اس کی ساری تدبیروں اور محنتوں کا حاصل ''رکاوٹوں کو دور کرنے'' سے زیادہ کچھ نہیں، یعنی انسان کا کام صرف اتنا ہی ہے کہ پیدا ہونے والے درخت کی راہ سے رُکاوٹیں دور کرے اور بس۔
غور کیجئے کہ زمین کا کھودنا، اس میں ہل چلانا، اس میں سے جھاڑ جھنکاڑ کو دُور کرنا، اس میں کھاد ڈال کر زمین کو نرم کرنا جو کاشتکاروں کا ابتدائی کام ہے، اس کا حاصل اس کے سِوا کیا ہے کہ بیج یا گٹھلی کے اندر سے جو نازک

کونپل قدرتِ خداوندی سے نکلے گی زمین کی سختی یا کوئی جھاڑ جھنکاڑ اس کی راہ میں حائل نہ ہو جائیں، بیج میں سے کونپل نکالنے اور اس میں پھول پتیاں پیدا کرنے میں اس بے چارے کاشتکار کی محنت کا کیا دخل ہے۔

اسی طرح کاشتکار کا دوسرا کام زمین میں بیج ڈالنا، پھر اس کی حفاظت کرنا، پھر جو کونپل نکلے اس کی سردی گرمی اور جانوروں سے حفاظت کرنا ہے، اس کا حاصل اس کے سِوا کیا ہے کہ قدرتِ خداوندی سے پیدا ہونے والے کونپلوں کو ضائع ہونے سے بچایا جائے، ان سب کاموں کو کسی درخت کے نکلنے یا پھلنے پھولنے میں موانع اور رکاوٹوں کے دور کرنے کے علاوہ اور کیا دخل ہے؟ البتہ پانی کے ذریعے سے جمنے والے بیج کی اور اس سے نکلنے والے درخت کی غذا تیار ہوتی ہے، اور اسی سے وہ پھلتا پھولتا ہے، لیکن پانی کاشتکار کا پیدا کیا ہوا نہیں، اس میں بھی کاشتکار کا کام صرف اتنا ہے کہ قدرت کے پیدا کئے ہوئے پانی کو قدرت ہی کے پیدا کئے ہوئے درخت تک ایک مناسب وقت میں اور مناسب مقدار میں پہنچا دے۔

آپ نے دیکھ لیا کہ درخت کی پیدائش اور اس کے پھلنے پھولنے میں اوّل سے آخر تک انسان کی محنت اور تدبیر کا اس کے سِوا کوئی اثر نہیں کہ نکلنے والے درخت کے راستے سے روڑے ہٹا دے، یا اس کو ضائع ہونے سے بچالے، باقی رہی درخت کی پیدائش، اس کا بڑھنا، اس میں پتے اور شاخیں پھر پھول اور پھل پیدا کرنا تو اس میں سوائے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے اور کسی کا کوئی دخل نہیں۔

اسی مضمون کو قرآن مجید نے اس طرح بیان فرمایا ہے:۔

اَفَرَاَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ، ءَ اَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ (واقعة)

بتلاؤ جو کچھ تم بوتے ہو اُسے تم اُگاتے ہو؟ یا ہم اُگانے والے ہیں؟

قرآن کے اس سوال کا جواب انسان کے پاس علاوہ اس کے اور کیا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی ان سب درختوں کو اُگانے والے ہیں۔

اس تفصیل سے یہ واضح ہو گیا کہ جس طرح زمین اور آسمان کی پیدائش اور برق و باراں کے منظّم سلسلۂ کار میں انسانی سعی و محنت کا کوئی دخل نہیں، اسی طرح کھیتی اور درختوں کے پیدا ہونے اور ان سے پھول پھل نکلنے اور ان سے انسان کی غذائیں تیار ہونے میں بھی اس کا دخل صرف برائے نام ہے اور حقیقت میں یہ سب کاروبار صرف حق تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کا نتیجہ ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں حق تعالیٰ کی ایسی چار صفات کا بیان ہے جو سِوائے اس کے اور کسی مخلوق میں

پائی ہی نہیں جاسکتیں (معارف القرآن عثمانی ج ا ص ۱۳۶ بتغیر)

یہ ساری دنیا ایک مکان کی طرح ہے، آسمان اس کی چھت ہے، زمین اس کا فرش ہے، سورج، چاند اور ستارے وسیارے اس کے مکان کی شمع اور چراغ ہیں، طرح طرح کے پھل اور مختلف قسم کی نعمتیں دسترخوان پر رکھی ہوئی چیزیں ہیں، تمام، درخت و پتھر اور چرند و پرند انسان کے خدمت گار اور غلام ہیں اور یہ مکان انسان کے رہنے کے لئے ہے، پس جو پاک ذات انسان کو عدم سے وجود میں لائی اور پھر اس کی بقاء وترقی کے سامان پیدا فرمائے، عبادت واطاعت اور بندگی کے لائق اور مستحق بھی وہی ذات ہے۔اس کے ساتھ کسی کو شریک اور ساجھی مت سمجھو اور اس سے بڑا کوئی ظلم نہیں کہ انسان کے وجود اور اس کے بقاء وترقی کے سارے سامان وانتظامات تو اللہ تعالیٰ پیدا کریں اور غافل انسان دوسروں کی چوکھٹوں پر سجدہ کرتا پھرے اور دوسری چیزوں کی بندگی میں مشغول ہوجائے (معارف القرآن ادریسی ج ا ص ۹۶ ومعارف القرآن عثمانی ج ا ص ۱۳۶ بتغیر)

اسی لئے غافل انسانوں کو دوسری چیزوں کی بندگی سے نجات دلانے کے لئے آخر میں ارشاد فرمایا گیا:

فَلاَ تَجۡعَلُوۡا لِلّٰہِ اَنۡدَادًا وَّاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ

سو نہ ٹھہراؤ اللہ کا شریک، حالانکہ تم تو جانتے بھی ہو

یعنی جب تم نے یہ جان لیا کہ تم کو نیست سے ہست کرنے والا، تمہاری تربیت اور پرورش کے سارے سامان مہیا کر کے ایک قطرہ سے حسین جمیل حساس اور عاقل انسان بنانے والا، تمہارے رہن سہن کے لئے زمین اور دوسری ضروریات کے لئے آسمان بنانے والا، آسمان سے پانی برسانے والا، پانی سے پھل اور پھل سے غذا تیار وفراہم کرنے والا حق تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں تو عبادت وبندگی کا مستحق دوسرا کون ہوسکتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کا مقابل وشریک یا ساجھی وساتھی ٹھہرایا جائے (معارف القرآن عثمانی ج ا ص ۱۳۷ بتغیر)

درسِ حدیث محمد یونس صاحب

احادیث مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

استخارہ کی اہمیت وفضیلت اوراس کا طریقہ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَۃَ فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا کَمَا یُعَلِّمُنَا السُّوْرَۃَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یَقُوْلُ اِذَاھَمَّ اَحَدُکُمْ بِالْاَمْرِفَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ مِنْ غَیْرِالْفَرِیْضَۃِ ثُمَّ لِیَقُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُوَلَااَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآاَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَ االْاَمْرَخَیْرٌلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّلِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْلِیَ الْخَیْرَحَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ قَالَ وَیُسَمِّیْ حَاجَتَہٗ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُ ،کِتَابُ التَّھَجُّدْ ص ۱۵۵)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ (کرنے) کی تعلیم اس طرح دیتے تھے جیسے قرآن پاک کی کوئی سورت سکھاتے تھے (چنانچہ) آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی ایک کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ دو رکعت (نفل استخارہ کی نیت سے) پڑھے پھر یہ دعا پڑھے (یعنی اللّٰھم انی استخیرک ....الخ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اے اللہ میں آپ سے آپ کے علم کے واسطے سے خیر طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کے واسطے سے قدرت طلب کرتا ہوں اور میں آپ سے آپ کے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں اس لئے کہ آپ (ہر چیز) پر قدرت رکھتے ہیں اور میں (آپ کی مرضی کے بغیر کسی چیز پر) قدرت نہیں رکھتا اور آپ (سب کچھ) جانتے ہیں اور میں (کچھ) نہیں جانتا اور آپ (تو) غیب کی باتوں سے بھی

Idara Ghufran

خوب باخبر ہیں، اے اللہ! اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ کام (یہاں اس کام کا تصور کیا جائے جس کے لئے استخارہ کیا جارہا ہے) میرے لئے میرے دین میں، میری دنیا میں اور میرے انجامِ کار کے لحاظ سے یا آپ ﷺ نے فرمایا: اور میرے کام کی جلدی اور تاخیر کے اعتبار سے بہتر ہے تو آپ اسے میرے لئے مقدر فرما دیجئے اور میرے لئے اسے آسان فرما دیجئے پھر میرے لئے اس میں برکت رکھ دیجئے اور اگر آپ کے علم میں ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین میں، میری دنیا میں، اور میرے انجام کے لحاظ سے یا آپ ﷺ نے فرمایا: اور میرے کام کی جلدی اور تاخیر کے اعتبار سے بُرا ہے تو اس کو مجھ سے پھیر دیجئے اور مجھے (یعنی میرے دل کو) اس سے پھیر دیجئے اور میرے لئے جہاں کہیں خیر مقدر ہو اسی کو مہیا فرما دیجئے پھر مجھے اس پر راضی فرما دیجئے راوی کہتے ہیں کہ (یہ دعا کرتے وقت) اپنی ضرورت کو متعین کر لینا چاہئے (صحیح بخاری، کتاب التہجد ج ا ص ۱۵۵)

تشریح: مذکورہ بالا حدیث شریف سے چند باتیں معلوم ہوئیں جن کی قدرے وضاحت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

استخارہ کی اہمیت

پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ اپنے جائز معاملات کو انجام دینے سے پہلے استخارہ کرنا خیر و برکت والا عمل ہے، حدیث کے راوی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ قرآن پاک کی سورت کی طرح اہتمام کے ساتھ ہمیں استخارہ کی تعلیم فرماتے تھے اس سے استخارہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے نیز ایک حدیث شریف میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ سے استخارہ نہ کرنا انسان کے لئے بدبختی کی بات ہے'' (ترغیب وترہیب ج۲ ص ۴۷۹) ایک اور روایت میں ہے کہ ''جس نے کوئی کام مشورہ کے بعد کیا تو ندامت سے بچا رہا اور جو کام استخارہ کر کے کیا اس میں ناکامی و نامرادی سے محفوظ رہا (طبرانی) یعنی استخارہ کے بعد کام کرنے میں کامیابی زیادہ متوقع ہوتی ہے اور مشورہ کر کے کام کرنے سے عموماً ندامت اور پچھتاوا نہیں ہوتا۔

استخارہ کے فوائد

استخارہ کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اس کی وجہ سے بندے کا اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہو جاتا ہے اس لئے کہ جب ہر اہم معاملہ میں بندہ اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کی عادت بنا لیتا ہے تو اس طرح اہم مواقع پر

انسان کو اللہ تعالیٰ یاد رہتا ہے اور عموماً ایسا انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بھی پرہیز ہی کرتا ہے، دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ استخارہ کی برکت سے انسان کو اپنے چھوٹے، بڑے دینی اور دنیوی ہر قسم کے کاموں میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور اس سے مدد حاصل کرنے کی توفیق ہوتی رہتی ہے جو کہ بندگی اور عبدیت کا تقاضا ہے، تیسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ استخارہ کی برکت سے اس کام میں اللہ تعالیٰ کی رحمت شامل ہوجاتی ہے اور ظاہر ہے کہ جس معاملہ میں اللہ کی رحمت شامل ہوجائے وہ انسان کے لئے خیر کا باعث ہوتا ہے، چوتھا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ استخارہ کے بعد انسان کا تردد دور ہو کر اسے تسلی اور اطمینان حاصل ہوجاتا ہے جو بہت بڑی دولت ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ جو بھی اہم کام درپیش ہو اسے بغیر استخارہ کئے نہ کرے کیونکہ استخارہ کئے بغیر کوئی اہم کام کرنا از روئے حدیث کم نصیبی اور محرومی کی علامت ہے۔

استخارہ کس قسم کے کاموں میں کیا جائے

استخارہ صرف انہی کاموں میں کرنا چاہئے جن کے دونوں پہلو شرعاً جائز ہوں مثلاً جائز تجارت، جائز ملازمت اختیار کرنے کے لئے استخارہ کرنا یا کسی جگہ رشتہ طے کرنے یا سفر وغیرہ کرنے کے لئے استخارہ کرنا اور جن امور کا اچھا یا برا ہونا شرعاً متعین ہے ان میں استخارہ کرنا جائز نہیں بلکہ اُن امور میں شرعی اصولوں کے مطابق ہی عمل کرنا ضروری ہے، مثلاً فرض، واجب، سنت، مستحب وغیرہ جیسے شرعی احکام کہ ان کا اچھا ہونا ہی متعین ہے، لہٰذا نماز، قربانی، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے، تہجد، اشراق وغیرہ نوافل ادا کرنے نہ کرنے کے لئے استخارہ کرنا درست نہیں اسی طرح جن کاموں سے شریعت نے منع کیا ہے مثلاً حرام، مکروہِ تحریمی، مکروہِ تنزیہی وغیرہ ان کا برا ہونا ہی متعین ہے، لہٰذا سود لینے دینے ڈاڑھی منڈانے نہ منڈانے وغیرہ جیسے شرعی احکام کے بارے میں استخارہ کرنا بھی درست نہیں۔

استخارہ کا طریقہ

استخارہ کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ رات کو سوتے وقت استخارہ کی نیت سے دو رکعت (نفل) نماز ادا کرے یہ نفل عام نوافل کے طریقے پر ہی پڑھے جاتے ہیں، اور ان میں فاتحہ کے بعد کوئی خاص سورت پڑھنا ضروری نہیں کوئی بھی سورت پڑھی جاسکتی ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پڑھ لی جائے، سلام کے بعد خوب دل لگا کر یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْاَلُکَ مِنْ

فَضلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ"

اس دعا میں دو جگہ لفظ ھٰذَا الْاَمْرَ ہے اس لفظ کو پڑھتے وقت اس کام کا تصور کرے جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے اس کے بعد پاک صاف بستر پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جائے، جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اسی کو کر لینا چاہئے۔

مسائلِ استخارہ

(۱)......اہم معاملات میں استخارہ کرنا فرض واجب نہیں ہے لہٰذا اگر کوئی شخص کسی اہم معاملہ میں استخارہ نہ کرے تو شرعاً گناہگار نہ ہوگا مگر چونکہ احادیث میں استخارہ کی ترغیب بھی دی گئی ہے اور نہ کرنے کی صورت میں کم نصیبی اور محرومی کی خبر بھی دی گئی ہے اس لئے استخارہ کرنا بہتر ہے لہٰذا کر ہی لینا چاہئے۔

(۲)......استخارہ کے لئے شرعاً کوئی وقت متعین نہیں رات یا دن میں جس وقت چاہیں استخارہ کر سکتے ہیں البتہ رات کو سوتے وقت کر لینا بہتر ہے اور مکروہ اوقات میں نفل استخارہ پڑھنا درست نہیں۔

(۳)......استخارہ کے نفل پڑھنے کے بعد دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہئے اور دعا میں خوب تذلل و عاجزی کا اظہار کرنا چاہئے۔

(۴)......اگر رات کو سوتے وقت استخارہ کیا جائے تو باوضو قبلہ رخ لیٹنے کے بعد سونے سے پہلے "یَاخَبِیْرُ اَخْبِرْنِیْ یَاعَلِیْمُ عَلِّمْنِیْ" کا ورد کرتا رہے۔

(۵)......اگر ایک دن استخارہ کرنے سے تردد دور نہ ہو تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے اسی طرح سات دن تک کرے، ان شاء اللہ ضرور اس کام کی اچھائی برائی معلوم ہو جائے گی۔

(۶)......اگر کسی کام میں جلدی ہو اور اتنی مہلت نہ ہو کہ سات دن تک استخارہ کیا جا سکے تو ایک ہی دن میں سات مختلف اوقات میں نوافل استخارہ ادا کر کے استخارہ کیا جا سکتا ہے۔

(۷)......اگر کسی کام میں اتنی مہلت نہ ہو کہ نمازِ استخارہ پڑھ کر مذکورہ طریقے پر استخارہ کیا جا سکے تو خلوصِ

دل کے ساتھ یہ مختصر دعا پڑھ لینے سے بھی ان شاء اللہ خیر اور بھلائی کی طرف رہنمائی ہوجائے گی دعا یہ ہے:

''اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَاتَکِلْنِیْ اِلٰی اخْتِیَارِیْ''

''اے اللہ میرے واسطے چُن لیجئے اور میرے لئے پسند کرلیجئے اور مجھے میرے اختیار کے حوالے نہ فرمایئے''

بعض غلط فہمیاں

استخارہ کے متعلق آج کل متعدد غلط فہمیاں لوگوں میں پائی جاتی ہیں جن میں سے چند ایک حسبِ ذیل ہیں:

(۱)......آج کل عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ کسی بھی درپیش معاملہ میں بجائے خود استخارہ کرنے کے کسی دوسرے سے کروایا جاتا ہے خصوصاً کسی بزرگ عالم وغیرہ سے استخارہ کروانے کو ضروری یا بہتر سمجھا جاتا ہے بلکہ آج کل ایک نئی وبا یہ چل پڑی ہے کہ ٹی وی کے کسی چینل پر آنے والے کسی صاحب سے بذریعہ فون یا انٹرنیٹ رابطہ کرکے استخارہ کروالیا جاتا ہے اور منٹوں میں ہی اس کا نتیجہ بھی معلوم کرلیا جاتا ہے، سو اس بارے میں یہ عرض ہے کہ اصل سنت طریقہ یہ ہے کہ صاحبِ معاملہ خود استخارہ کرے اگرچہ دوسرے سے استخارہ کروانا بھی جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ انسان خود استخارہ کرے اس میں ثواب بھی ہے اور کام میں برکت بھی ہوتی ہے۔

(۲)......عموماً لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ کے بعد خواب میں بتلا دیا جائے گا کہ تم یہ کام کرلو یا نہ کرو، یا یہ کہ خواب میں کوئی واضح اشارہ یا علامت مثلاً روشنی وغیرہ نظر آجائے گی، حتیٰ کہ اس سلسلہ میں بعض لوگوں نے رنگ بھی متعین کررکھے ہیں کہ فلاں رنگ نظر آئے تو منفی پہلو کی طرف اشارہ ہوگا، حالانکہ یہ سب باتیں غیر ضروری ہیں، یعنی اگرچہ ایسا ہوجانا ممکن ہے لیکن ضروری نہیں کہ ایسا ضرور ہی ہو اور اگر نہیں ہوا تو استخارہ بے کار گیا، ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے، استخارہ کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ جس کام کے کرنے یا نہ کرنے میں تردد ہو رہا ہے استخارہ کے بعد اس کام کے کسی پہلو پر اطمینان ہوجائے خواہ خواب کے ذریعے ہو یا بغیر خواب کے نیز استخارہ کے بعد نظر آنے والا خواب ضروری نہیں کہ استخارے کے نتیجے میں ہی نظر آیا ہو بلکہ ممکن ہے کہ عام دکھائی دینے والے خوابوں کی طرح کا کوئی خواب دکھائی دیا ہو۔

(۳)......بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ استخارہ کے نتیجے میں آئندہ ہونے والے واقعات کا علم ہوجاتا ہے، حالانکہ یہ بات محض غلط ہے، استخارہ کی حقیقت وہی ہے جو پہلے عرض کردی گئی **(بقیہ صفحہ ۸۴ پر ملاحظہ فرمائیں)**

مقالات و مضامین محمد رضوان صاحب

حضرت مولانا ابرارالحق صاحب رحمہ اللہ (قسط ۷)

❀...... اسلام آباد کے مذکورہ دورہ کے موقعہ پر حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب کو حضرت مولانا قاری سعیدالرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے جامعہ اسلامیہ صدر، راولپنڈی میں بھی وعظ کے لئے مدعو فرمایا تھا، حضرت مولانا ابرارالحق صاحب کا جامعہ میں وعظ مغرب کے بعد طے کیا گیا تھا، حضرت والا نے اسلام آباد سے راولپنڈی مغرب میں پہنچنا تھا، لیکن راستہ میں سخت رَش اور ہجوم اور کچھ ڈرائیور کے راستہ سے ناواقفیت کے باعث حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ مغرب کی نماز میں نہ پہنچ سکے اور کچھ تاخیر ہوگئی، البتہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ اسی سفر میں رفیق وشریک آپ کے خلیفۂ خاص حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم پہلے پہنچ چکے تھے اور حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی آمد سے پہلے حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم کا وعظ جاری تھا، میں اُن دنوں جامعہ اسلامیہ میں تدریس وافتاء کی خدمات انجام دیتا تھا، حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم مسجد کے اندر حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم کے وعظ میں شریک تھے اور باہر مجھے حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کی آمد کے استقبال کے لئے مقرر فرمادیا تھا، کچھ دیر بعد حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تشریف لے آئے، آپ نے مغرب کی نماز ادا نہیں فرمائی تھی اس لئے تشریف لاتے ہی سب سے پہلے مغرب کی نماز ادا فرمانے کا اہتمام کیا، آپ کے ساتھ پہلے سے خدمت پر مامور کراچی کے ایک پختہ عمر کے سفید پوش بزرگ شریک تھے، حضرت شاہ صاحب نے ان سے جامعہ اسلامیہ کے صحن کے ساتھ متصل گیلری کے بارے میں تحقیق فرمائی کہ یہ جگہ مسجد میں داخل ہے یا خارج؟ جس کے جواب میں انہوں نے عرض کیا کہ مسجد سے خارج ہے (بندہ کو اس گفتگو کا علم بعد میں ہوا) حضرت شاہ صاحب نے امامت فرمائی اور آپ کے چند رفقائے سفر نے اقتداء میں نماز ادا کی، نماز ادا فرمالینے کے بعد حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے مطابق استنجاء فرمانے کے لئے تہبند باندھا اور مجھ سے استنجے خانے کی جگہ معلوم فرمائی، بندہ نے استنجاء خانہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب کو ساتھ لیکر چلنا شروع کیا، ابھی شاہ صاحب مسجد کی صحن والی گیلری ہی میں تھے، چلتے چلتے حضرت شاہ صاحب نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ

Idara Ghufran

کیا یہ گیلری والی جگہ مسجد میں شامل ہے، میں نے عرض کیا جی ہاں، یہ سنتے ہی حضرت شاہ صاحب کے چہرے پر سخت ناگواری کے اثرات ظاہر ہوگئے، ایک تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی طبیعت پر مغرب کی نماز میں مقررہ وقت پر رش اور ہجوم کے باعث جامعہ اسلامیہ نہ پہنچنے کا پہلے ہی اثر تھا، دوسرے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے مخصوص اصولوں کے مطابق میزبان کا اپنے یہاں پہنچنے کے لئے کم از کم رہنمائی کرنا یا پھر اپنے مقام پر خود استقبال کرنا ذمہ داری میں شامل تھا، اور تیسری بات یہ کہ محلّہ کی مسجد کی حدود میں دوسری جماعت مکروہ ہے اور حضرت شاہ صاحب کو بتلایا گیا تھا کہ وہ جگہ جس میں جماعت کی گئی ہے مسجد کی حدود سے خارج ہے، بہرحال حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ میرا یہ جواب سُن کر کہ یہ جگہ مسجد میں شامل ہے، وہیں ٹھہر گئے اور فوراً اُن صاحب کو طلب فرمایا جنہوں نے اس جگہ کو مسجد سے خارج قرار دیا تھا اور اُن کے کہنے پر ہی حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے وہاں باجماعت نماز ادا فرمائی تھی، ان صاحب کی حاضری پر آپ نے اُن پر سخت تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ آپ نے مسجد کو غیرِ مسجد اور اللہ کے گھر کو غیر گھر قرار دیا، آپ نے اتنی بڑی بات بلاتحقیق کیسے فرمادی، اُن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجھے صحیح طرح معلوم نہیں تھا اور اپنے اندازہ سے جواب دیا تھا، جس پر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب آپ کو ایک چیز کا یقینی علم نہیں تھا تو آپ کو جواب بھی ویسا ہی دینا چاہئے تھا، بہرحال آپ اس غلطی کی تلافی کے طور پر بیس رکعات نوافل نفس کو سزا دینے اور جرمانہ کے طور پر پڑھیں، اس کے بعد حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ استنجاء وغیرہ سے فارغ ہوئے اور پھر مسجد کے برآمدہ میں حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب کو طلب فرمایا اور حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب کو کچھ نصائح فرمائیں اور کیونکہ مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد بھی تھے اس لئے بے تکلفانہ انداز میں کچھ تنبیہات فرمائیں، جن میں یہ تنبیہ بھی شامل تھی کہ مہمان کو وصول کرنا اور مہمان کو ضروری باتوں کی معلومات فراہم کرنا یہ میزبان کی ذمہ داری ہے اور کیونکہ یہاں پر کچھ خلافِ طبع اور بے اصولی باتیں سامنے آئی ہیں جس کی وجہ سے طبیعت میں انشراح باقی نہیں رہا بلکہ تکدر پیدا ہوگیا ہے لہٰذا اب میں وعظ کرنے سے قاصر ہوں، حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے کافی کوشش کی گئی کہ کسی طرح مختصراً وعظ ہوجائے کیونکہ کافی لوگوں کا مجمع تھا مگر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے عذر فرمادیا اور فرمایا کہ حکیم صاحب کا بیان ہورہا ہے وہ کافی ہے اور اسی حال میں وہاں سے رخصت

ہونے کا ارادہ فرمایا، جامعہ اسلامیہ کے صدر دروازہ پر جناب مفتی محمد اقبال علوی صاحب (جامع مسجد کبریاء ،حاجی کیمپ راولپنڈی) نے داخل ہوکر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ سے ملاقات ومصافحہ کیا اور حضرت شاہ صاحب کو واپس تشریف لے جاتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت میں تو وعظ سننے اور زیارت وملاقات کے لئے حاضر ہوا تھا، جس کے جواب میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جہاں تک ملاقات اور زیارت کا سوال ہے وہ تو ہو چکی ہے اور وعظ مسجد میں حکیم صاحب کا ہو رہا ہے وہ سُن لیا جائے اور اگر میرا ہی وعظ سننا ہے تو ابھی کچھ دیر بعد یہاں قریبی علاقہ میں ایک جگہ میرا وعظ ہوگا وہاں شرکت فرمالیجئے۔

یہاں سے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ محلّہ موہن پورہ میں حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ (سابق مفتی جامعہ اشرفیہ، لاہور) کی دختر صاحبہ ''محترمہ حمیدہ صاحبہ'' کے گھر تشریف لے گئے، اس وقت کچھ ہلکی پھلکی بارش ہو رہی تھی، ابھی عشاء کی نماز میں کچھ وقت باقی تھا، مگر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے تنبیہاً اُن صاحب کو جنہوں نے جامعہ اسلامیہ میں مغرب کی نماز کے لئے جگہ کی نشاندھی میں کوتاہی کی تھی، گھر کے اندر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی بلکہ انہیں گھر کے باہر دروازے پر ہی بارش میں ٹھہرنے کا حکم دیا اور باقی احباب کو اندر آنے کی اجازت دی گئی، کچھ وقت وعظ ونصائح فرمانے کے بعد حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ قریبی مسجد ''توکّلی'' میں عشاء کی نماز کے لئے تشریف لے گئے، بارش کی وجہ سے نالیوں میں جگہ جگہ پانی کوڑا کرکٹ اور گندرُکنے کی وجہ سے ٹھہرا ہوا تھا، حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ان صاحب کو ہی جن کی تنبیہات کا سلسلہ جامعہ اسلامیہ سے جاری تھا، ہاتھوں سے نالی صاف کرنے کا حکم فرمایا، ان سفید پوش صاحب نے جو اپنے ظاہری حلیہ سے بزرگ معلوم ہو رہے تھے، کرتہ کی آستینیں اوپر چڑھا کر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی نگرانی میں دونوں ہاتھوں سے نالی صاف کی، جب حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کو نالی کی صفائی پر اطمینان ہو گیا تب نماز کے لئے اندر تشریف لے گئے اور کثیر مجمع ہونے کے باوجود آپ نے اندرونی اسپیکر کے بغیر نمازِ عشاء میں امامت فرمائی۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اندرونی اسپیکر کو نماز میں استعمال کرنا پسند نہ فرماتے تھے اور اسپیکر کا نماز میں استعمال کرنا خلافِ احتیاط قرار دیتے تھے (اگرچہ نفسِ مسئلہ کی رُو سے نماز میں اندر کا اسپیکر استعمال کرنے میں کوئی گناہ نہیں، مگر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ بہت سی چیزوں میں اپنے مخصوص مزاج کی وجہ سے احتیاط فرماتے تھے)

عشاء کی نماز اور سنن وغیرہ سے فراغت کے بعد آپ نے توکلی مسجد میں موجود کثیر مجمع سے مختصر خطاب فرمایا، جس میں حسبِ معمول مسجد، اذان، نماز اور قرائت وغیرہ سے متعلق کئی چیزوں کی نشاندہی فرمائی۔

عشاء کی نماز کے بعد اُسی گھر میں طعام کی ضیافت کا اہتمام تھا جہاں عشاء کی نماز سے پہلے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تشریف لے گئے تھے، تعلق داری کی وجہ سے مجھے بھی صاحبِ خانہ ''جناب ظفر صاحب'' کی طرف سے دعوتِ طعام دی گئی تھی، عشاء کی نماز سے فراغت کے بعد حضرت حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم سمیت مجھے اور بعض دیگر مخصوص حضرات کو گھر کے ایک کمرے میں جہاں کھانے کا انتظام کرنا تھا، بلایا جا چکا تھا اور دسترخوان بھی لگا دیا گیا تھا، حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کسی مخصوص مصروفیت کے باعث ابھی دسترخوان والے مقام پر تشریف نہیں لا سکے تھے، ہم لوگ دسترخوان کے قریب بیٹھ کر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے منتظر تھے اسی دوران کھانے پینے کی ابتدائی چیزیں مثلاً پانی، سلاد، چٹنی وغیرہ دسترخوان پر آنا شروع ہوگئیں تھیں، کچھ دیر بعد حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ بھی تشریف لے آئے اور جب ہمیں دسترخوان کے قریب خالی بیٹھا ہوا دیکھا تو اس پر تنبیہ فرمائی کہ دسترخوان پر جب کوئی ایسی چیز آ جائے جسے تنہا کھایا جا سکتا ہو تو کسی اور چیز کے انتظار میں رہنا اور ہلکا پھلکا کھانا کھانے کا سلسلہ شروع نہ کرنا مناسب نہیں اور آپ کو سلاد وغیرہ کسی نہ کسی درجہ میں استعمال کرنا شروع کر دینا چاہئے تھا یا پھر یہ چیزیں ابھی نہیں لانی چاہئیں تھیں وغیرہ وغیرہ۔

بہرحال حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ اور آپ کے ہمراہ دیگر حضرات نے کھانا تناول کیا، کھانے کے اختتامی مراحل کے دوران بعض میٹھی اشیاء دسترخوان پر پہنچائی گئیں، جن کے متعلق حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے یہ نصیحت فرمائی کہ مہمانوں کی ضیافت کے لئے وہ تمام اشیاء جن کا انتظام کیا گیا ہے پہلے سے حاضر کر دینی چاہئیں تا کہ مہمان اپنے حساب اور پسند کے مطابق گنجائش رکھ کر جو چیز چاہے تناول کرے مگر آج کل اس بارے میں بہت کوتاہی کی جاتی ہے، چنانچہ کھانے سے فراغت کے قریب یا اس کے بھی بعد کچھ اشیاء لائی جاتی ہیں اور اس سے پہلے مہمان بغیر گنجائش چھوڑے کھانا کھا چکا ہوتا ہے اور مزید گنجائش باقی نہیں رہتی، پھر اس چیز کے کھانے پر میزبان کا اصرار ہوتا ہے، جس کی وجہ سے معاملہ خراب ہوتا ہے، کھانے سے فراغت پا کر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنا کچھ بچا ہوا کھانا جو قریب میں موجود بعض حضرات بطورِ برکت کے کھانا چاہتے تھے، **(بقیہ صفحہ ۶۴ پر ملاحظہ فرمائیں)**

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

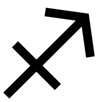

ماہِ صفر

بعض لوگ ''صَفر'' کے مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں، اوراسی وجہ سے اس مہینہ میں شادی، بیاہ کی تقریبات منعقد نہیں کرتے، اگر کوئی بچہ اس مہینہ میں پیدا ہوجائے، اس کو منحوس ومعیوب سمجھتے ہیں، اگر اس مہینہ میں کسی کی شادی ہوجائے تو کہتے ہیں ''صَفر کی شادی صِفر ہوتی ہے'' یا اسی سے ملتے جلتے الفاظ سے صفر میں ہونے والی شادی کو نامبارک اور منحوس قرار دیتے ہیں، اگر کوئی اس مہینہ میں مکان، دوکان وغیرہ کا افتتاح کرے اس کے بارے میں بھی اچھا گمان نہیں رکھتے اور خیال کرتے ہیں کہ اس مکان میں رہنا اور اس دوکان میں کاروبار کرنا خیر وبرکت سے خالی ہوگا، غرضیکہ طرح طرح سے اس مہینہ کا منحوس ومعیوب ہونا ظاہر کرتے ہیں۔

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کے خیالات زمانۂ جاہلیت کی پیداوار ہیں، اسلام میں ان کی کوئی بھی حقیقت نہیں، بلکہ اسلام نے ان خیالات کو توہم پرستی اور بدشگونی یا بدفالی قرار دے کر بالکل باطل اور غلط ٹھہرایا ہے، اور اس قسم کے نظریات قائم کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، اور یہی نہیں بلکہ اس قسم کے نظریات کے حامل لوگوں کو سخت گناہ گار اور آخرت کے اعتبار سے خطرناک مجرم قرار دیا ہے۔

لہٰذا صفر کے مہینہ کے متعلق اس قسم کے نظریات قائم کرنے سے بچنا چاہئے اور اگر کوئی ان غلط نظریات میں مبتلا ہو اسے فوراً توبہ کرنی چاہئے، اور اس کے برعکس صفر کے مہینہ کو مبارک اور کامیاب سمجھنا چاہئے، اس مہینہ میں ہونے والی شادی بیاہ بھی مبارک ہے، اور دوکان ومکان کا افتتاح بھی مبارک ہے (جبکہ اس کو شریعت کی حدود کے مطابق انجام دیا جائے) کیونکہ اس مہینہ کو ''صفر المظفر'' کہا جاتا ہے، یعنی ''کامیابی والا صفر کا مہینہ''

✪ اسلام کی آمد سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں صفر کے مہینے کے ساتھ بہت نازیبا و ناروا برتاؤ اور نہایت ظالمانہ وجابرانہ سلوک کیا جاتا تھا، جاہلیت کے پجاریوں نے اس مہینے کے متعلق طرح طرح کے عجیب وغریب نظریات گھڑ کر اس مہینے کو توہمات، بدشگونیوں اور بدفالیوں کی بھینٹ چڑھا دیا تھا۔ مگر اسلام کی صاف ستھری تعلیمات نے ان سب کے بارے میں انسانیت کو یہ سبق دیا کہ یہ سب خیالی دنیا اور نفسانی اوہام ہیں ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور اعلان فرمادیا گیا: ''صفر (کی نحوست وغیرہ) کی کوئی حقیقت

Idara Ghufran

نہیں (وہم پرستی کی باتیں ہیں)'' (مسلم،ابوداؤد) ایک روایت میں فرمایا گیا کہ ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو خود بُری فال (بدشگونی) لے یا جس کے لئے بُری فال لی جائے'' (مسند بزاز)

مگر آج پھر اسلامی جاہلوں کی دنیا میں بے شمار چیزوں کے متعلق بدشگونی اور بدفالی کا وہمی اور تخیلاتی مرض پیدا ہو گیا ہے، خاص طور پر صفر کے مہینے کے بارے میں تو بدشگونی اور نحوست کا غلط نظریہ زمانہ جاہلیت کی سرحدوں کے بالکل قریب پہنچ چکا ہے، چنانچہ اس مہینے کو آفتوں، بلاؤوں اور مصیبتوں سے بھرپور قرار دیا جا رہا ہے ✪ بعض جہلائے زمانہ نے یہاں تک کہہ دیا کہ اس مہینے میں آسمان سے سب سے زیادہ بلائیں نازل ہوتی ہیں اور ایک روایت بھی اس بارے میں فرصت میں بیٹھ کر گھڑ لی گئی ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے، بلکہ سراسر جہالت اور توہم پرستی کا شاخسانہ ہے، اور ایسا عقیدہ رکھنا سخت گناہ ہے ✪ ایک روایت یہ پیش کی جاتی ہے کہ حضور ﷺ نے صفر کے مہینہ کے گذر جانے کی خبر دینے والے کو جنت کی خوشخبری کی بشارت سنائی ہے، یہ روایت بھی جھوٹی اور گھڑی ہوئی ہے اور اگر اس روایت کو کوئی معتبر ماننے پر زور دے تب بھی اس سے صفر کے مہینہ کی نحوست ثابت نہیں ہوتی۔

✪ صفر کے مہینہ کا نام ہی جاہلوں کی دنیا میں ''تیرہ تیزی کا مہینہ'' منتخب کیا گیا ہے جاہلوں کا خیال ہے کہ یہ پورا مہینہ اور خاص طور پر اس مہینے کے ابتدائی تیرہ دن بہت تیز یا بھاری ہوتے ہیں۔ بعض جگہ اس مہینے کی تیرہ تاریخ کو چنے اُبال کر یا چُوری بنا کر تقسیم کرتے ہیں، تاکہ بلائیں ٹل جائیں۔

✪ ماہ صفر کو نحوست اور بلاؤں اور آفتوں سے پُر اور تیرہ تیزی کا مہینہ سمجھنے کی وجہ سے تیرہ تیزی کے مہینہ کی تیز چھری کو کھنڈی کرنے کے لئے جاہلانہ قسم کی مختلف تدبیریں کی جاتی ہیں تاکہ اس مہینہ کی تیز چھری سے ذبح نہ ہو جائیں چنانچہ بعض علاقوں میں صفر کے مہینہ میں بلاؤں سے حفاظت کے لئے گائے کے گوبر بالفاظ دیگر گاؤ ماتا کی ناپاک غلاظت سے گھر اور خاص طور پر باورچی خانے اور چولہے کی لیپ پوت کی جاتی ہے ✪ بعض لوگ صفر کی آخری تاریخوں میں چھڑی، لاٹھی وغیرہ لے کر گھر کے ستونوں در و دیواروں، درختوں، صندوقوں اور پیٹیوں پر مارتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے بلائیں دفع ہو جاتی ہیں اور ایسا نہ کریں تو وہ در و دیواروں اور گھروں میں ڈیرے جما لیتیں اور چمٹ کر بیٹھ جاتیں ہیں اور کسی طرح سال بھر جان نہیں چھوڑتیں۔

✪ بعض علاقوں میں مشہور ہے کہ اس مہینہ میں لنگڑے لُولے اور اندھے جنات آسمان سے اُترتے ہیں اور

چلنے والوں کو کہتے ہیں کہ بسم اللہ کر کے قدم رکھو کہیں جنات کو تکلیف نہ ہو ✪ بعض گھرانوں میں اس مہینہ کی خاص تاریخوں میں اجتماعی قرآن خوانی کا اہتمام کرایا جاتا ہے تاکہ اس مہینہ کی بلاؤں اور آفتوں سے حفاظت رہے۔ اول تو مروجہ قرآن خوانی ہی ایک رسم بن کر رہ گئی ہے اور اس میں کئی خرابیاں جمع ہیں، دوسرے مذکورہ بالا نظریہ کی بنیاد پر قرآن خوانی کرنا اپنی ذات میں بھی جائز نہیں کیونکہ مذکورہ نظریہ ہی شرعاً باطل ہے۔ شریعت نے واضح کر دیا کہ اس مہینہ میں نہ کوئی نحوست ہے، اور نہ کسی بلا یا جنات کا آسمانوں سے نزول۔

✪ اسلام کی ہدایت اس بارے میں یہ ہے کہ کسی بھی مقام، زمانے اور چیز میں کوئی نحوست نہیں ہے، نحوست تو انسان کی اپنی بداعمالیوں میں ہے مگر انسان اپنی بداعمالیوں کے بجائے دوسری چیزوں کی طرف نحوست کو منسوب کر دیتے ہیں جیسا کہ ایک حبشی کالے کلوٹے شخص کو راستے میں ایک شیشہ پڑا ہوا ملا تھا، اس نے اس سے پہلے کبھی اپنا چہرہ شیشہ میں نہیں دیکھا تھا، اس نے شیشہ اٹھا کر جب اپنا منہ دیکھا تو بہت بدنما اور بُرا معلوم ہوا، اس نے فوراً غصہ میں آ کر اُس شیشہ کو زمین پر دے مارا، اور کہا کہ تو اتنا بدصورت اور بدنما ہے اسی لئے کسی نے یہاں پھینک رکھا ہے؟ تو جس طرح اُس حبشی نے اپنی بدصورتی کو شیشہ کی طرف منسوب کیا، اسی طرح لوگ اپنی بدعملی کی نحوست کو دوسری چیزوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

✪ صفر کے آخری بدھ کو بھی بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، اس کو ''سیر بدھ'' کے نام سے مشہور کیا گیا ہے، کہا جاتا ہے کہ صفر کے آخری بدھ کو آنحضرت ﷺ نے غسلِ صحت فرمایا تھا اور سیر تفریح فرمائی تھی، اسی لئے بعض ناواقف اور سادہ لوح مسلمان مرد اور عورتیں اس دن باغات اور سیرگاہوں میں سیر و تفریح کے لئے جاتے ہیں، شیرینی، چُوری اور گھونگنیاں وغیرہ تقسیم کرتے اور عمدہ قسم کے کھانے پکانے کا اہتمام کرتے ہیں، اس دن خوشی و تہوار مناتے ہیں، کاریگر اور مزدور کام نہیں کرتے، اپنے مالک سے مٹھائی کا مطالبہ کرتے ہیں۔

✪ بعض لوگ اس دن اگر مٹی کے برتن گھر میں ہوں تو ان کو توڑ دیتے ہیں اسی دن بعض لوگ چاندی کے چھلے اور تعویذات بنا کر مختلف مصیبتوں خاص کر صفر کی نحوست سے بچنے کی غرض سے پہنتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں توہم پرستی میں داخل ہیں کیونکہ یہ چیزیں قرآن وسنت اور شرعی اصولوں سے ثابت نہیں۔ بعد کے لوگوں کی ایجاد اور اپنی طرف سے دین میں ایک نیا اضافہ ہے **(بقیہ صفحہ ۴۷ پر ملاحظہ فرمائیں)**

Iqra Ghufran

بسلسلہ : تاریخی معلومات طارق محمود صاحب/سعید افضل صاحب

ماہِ صفر: دوسری صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں

❑......**ماہِ صفر ۱۰۲ھ**: میں یزید بن مہلب قتل ہوا، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے دورِ خلافتِ راشدہ میں فتوحات اور بلادِ اسلامیہ کا دائرہ وسیع کرنے کے بجائے داخلی کمزوریوں کی اصلاحات کی طرف زیادہ تر توجہ مبذول رکھی، جس بناء پر سابقہ و موجودہ حکومتی عہدیداروں سے باز پرس و احتساب بھی سختی سے لیا، چنانچہ یزید بن مہلب جو سابق حاکم سلیمان بن عبدالملک کی طرف سے بصرہ کا گورنر تھا، جس کے بے شمار جنگی کارنامے اور فتوحات بنوامیہ کی تاریخ کو چار چاند لگانے میں قابلِ ذکر ہیں، اس کے ذمے بھی بیت المال کی وسیع رقم ناجائز ذرائع سے عائد ہوتی تھی، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اسے دیگر لوگوں کے ساتھ قید کر دیا، چونکہ خلیفہ ٔراشد موصوف تقویٰ کی مثال آپ تھے، اور ظلم کی آلودگی سے کوسوں دور تھے، قیدیوں کو ہر طرح کی قید میں بلاضرورت اور بلاوجہ مصیبت و پریشانی میں مبتلا نہیں کیا جاتا تھا، جس کی واضح مثال یہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی زندگی کا آخری وقت تھا کہ یزید بن مہلب قید سے فرار ہو کر اپنے بااثر خاندان کی جمعیت میں بصرہ کی طرف چلا گیا، فرار ہونے کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو خط لکھا کہ اگر مجھے آپ کی زندگی کا یقین ہوتا تو ہرگز نہ فرار ہوتا آپ کے بعد زمامِ حکومت یزید بن عبدالملک کے ہاتھ آنے والی ہے (جو سابق حاکم سلیمان بن عبدالملک کا بھائی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بعد حکومت کے لئے ولی عہد نامزد تھا) اس سے سابقہ عداوت کی بناء پر یقین ہے کہ میری تکہ بوٹی نہ کر دے، چنانچہ حضرت کی وفات ہوئی یزید بن عبدالملک نے آتے ہی ابنِ مہلب کی گرفتاری کے لئے پے در پے فوج بھیجی، مگر ابنِ مہلب کی جمعیت مضبوط اور زیادہ ہو چکی تھی، دونوں فریقوں کے درمیان ایک بڑا فیصلہ کن مقابلہ شہر واسط کے قریب ہوا، جس میں ابنِ مہلب کو اپنی فوج زیادہ ہونے کے باوجود شکست کا یقین تھا، کہ اکثر عراقی تھے، لڑائی شروع ہوتے ہی کسی وجہ سے ابنِ مہلب کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی اور تمام عراقی بھاگ کھڑے ہوئے، بالآخر ابنِ مہلب اپنے چند خاندان والوں اور جانثار ساتھیوں سمیت صفر ۱۰۲ھ میں ابنِ عبدالملک کے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا (تاریخِ ملت ج ۱ ص ۶۷۱، شذرات الذهب ج ۱ ص ۱۲۴، العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۱۲۴)

□......**ماہِ صفر ۱۰۳ھ**: میں عنبسہ بن سحیم افریقہ کے عامل یزید بن ابومسلم کی طرف سے اندلس کا حاکم نامزد ہوکر اندلس پہنچا، چار سال چار مہینے اندلس پر اس کی حکومت رہی، اندلس چونکہ بنوامیہ کی خلافت میں ہی فتح ہوا تھا اور وسیع اسلامی خلافت کا ایک صوبہ تھا اور انتظامی لحاظ سے افریقہ کے گورنر کے زیرِ اختیار ہوتا تھا، افریقی گورنر کی طرف سے ہی یہاں عامل اور حکام نامزد ہوکر آتے، اسی طرح عزل ونصب کا سارا اختیار افریقی عامل کو خلافت کی طرف سے تفویض تھا، صفر ۱۰۳ھ میں یہاں عنبسہ آیا تو دمشق کے تختِ خلافت پر یزید بن عبدالملک متمکن تھا جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بعد خلیفہ ہوا تھا (نفح الطیب ج۱ ص ۲۳۵)

□......**ماہِ صفر ۱۴۶ھ**: میں بنوعباس کے دوسرے حاکم ابوجعفر منصور نے دجلہ کے مغربی جانب شہر بغداد کا سنگِ بنیاد رکھا، یہ جگہ اس وقت تمام بلادِ اسلامیہ میں داخلی وخارجی سہولتوں سے لیس تھی، نہریں قریب تھیں، بصرہ، واسط، شام، مصر، آذربائیجان، ہندوستان کے علاقوں میں تجارت بآسانی ہوسکتی تھی، اور دیگر بلاد میں ہر طرح کی رسد ونصرت پہنچائی جاسکتی تھی، تعمیر سے قبل مطلوبہ علاقے کی زمین مہنگے داموں خریدی گئی، مختلف بلاد سے ایک لاکھ مزدور اور کاریگر (ترکھان، راج، لوہار غیرہ) اس کی تعمیر میں شریک تھے، بغداد کی تعمیر پر کل لاگت جو خرچ ہوئی اس وقت کے حساب سے چار کروڑ آٹھ لاکھ درہم سے زائد تھی، اس شہر میں متعدد محلے اور ہر محلے میں ایک مسجد بھی تعمیر کرائی گئی تھی، جس کی ذمہ داری شریعتِ مطہرہ میں حکومتِ وقت پر ہی عائد ہوتی ہے، اس کے علاوہ سرکاری دفاتر وایوانِ بالا (پارلیمنٹ ہاؤس) وغیرہ تعمیر کرائے گئے (تاریخ طبری ج۴ ص ۴۷۸، العبر فی خبر من غبر ج۱ ص ۲۰۵، تاریخِ ملت ج۲ ص ۱۱۸، کتاب البلدان) (سعید افضل)

□......**ماہِ صفر ۱۵۱ھ**: میں رصافہ چھاؤنی تعمیر ہوئی (تقویم تاریخی ص ۳۸) عباسی خلیفہ منصور کی فوج میں عرب قبائل کی تعداد زیادہ تھی اور ہر لڑائی کی فتح میں عربوں کا کردار سرِ فہرست ہوتا، اسی طرح عرب عجمیوں کی طرح ضرورت سے زیادہ اپنے خلیفہ یا بادشاہ کی تعظیم بھی نہیں کیا کرتے تھے، اس لئے منصور کو ہر وقت عربوں کی طرف سے بغاوت کا خطرہ رہتا تھا، اس لئے یہ حالات دیکھ کر قثم بن عبیداللہ بن عباس نے عربوں کے قبائل ربیعہ اور مضر کے درمیان ایک مناسب طریقے سے رقابت پیدا کر کے خلیفہ منصور کو مشورہ دیا کہ مضر اور ربیعہ کے درمیان چونکہ رقابت پیدا ہوگئی ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ فوج کے دو حصے کر کے قبائلِ مضر کو خراسان کے امیر مہدی کے ماتحت رکھو، کیونکہ اہلِ خراسان قبائلِ مضر کے ہمدرد ہیں اور قبائلِ ربیعہ اپنے ماتحت رکھو کیونکہ تمام یمنی ان کے خیر خواہ ہیں، اس طرح دونوں جانب فوجی مرکز قائم

ہو جائیں گے، تو ایک دوسرے کا خوف رہے گا اور کوئی بغاوت میں کامیاب نہ ہوگا، خلیفہ منصور نے اس رائے کو پسند کیا اور اپنے بیٹے مہدی کے قیام کے لئے بغداد کی مشرقی جانب رصافہ چھاؤنی کی تعمیر کا حکم دیا (تاریخِ اسلام ج ۲ ص ۳۰۸، از اکبر شاہ خان صاحب)

❑......**ماہِ صفر ۱۵۷ھ**: میں شام کے فقیہہ اور امام حضرت ابو عمرو عبدالرحمٰن الاوزاعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص ۴۰) آپ بہت بڑے فقیہہ تھے اور علم و عمل کے پہاڑ سمجھے جاتے تھے، حضرت اسماعیل بن عیاش رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے لوگوں سے سنا کہ اوزاعی امت کے عالم ہیں، حضرت ولید بن مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اوزاعی سے زیادہ کسی کو عبادت کرتے ہوئے نہیں دیکھا (العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۲۲۷)

❑......**ماہِ صفر ۱۵۹ھ**: میں حکیم مقنع نے خدائی کا دعویٰ کیا (تقویمِ تاریخی ص ۴۰) مہدی کی خلافت کے پہلے سال مَرو کے اس باشندے حکیم مقنع نے سونے کا ایک چہرہ بنا کر اپنے چہرے پر لگایا، اور خدائی کا دعویٰ کیا، اس کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے ان کے جسم میں خود حلول کیا اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام میں اور پھر ابو مسلم اور ہاشم میں، اس طرح یہ تناسخ کے عقیدے کا قائل تھا، اور کہتا تھا کہ میرے اندر خدا کی روح ہے، مسلمانوں کی فوج نے بڑے سخت مقابلے کے بعد اس فتنے پر قابو پایا، مقنع بتیس ہزار ساتھیوں کے ساتھ قلعہ بسام میں محصور ہو گیا، لیکن بعد میں اس کے تیس ہزار ساتھی قلعہ سے نکل آئے اور مسلمانوں سے امان طلب کر لی، مقنع کو جب اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا تو اس نے آگ جلا کر اپنے تمام اہل و عیال کو دھکا دے کر آگ میں جلا دیا، پھر خود بھی آگ میں کود کر جل مرا، مسلمانوں نے قلعہ میں داخل ہو کر مقنع کی لاش آگ سے نکالی اور اس کا سر کاٹ کر خلیفہ مہدی کے پاس روانہ کیا (تاریخِ اسلام ج ۲ ص ۳۱۴، از اکبر شاہ خان صاحب)

❑......**ماہِ صفر ۱۶۰ھ**: میں خلیفہ ھارون الرشید کی والدہ ''خیزران'' کا نکاح ہوا (تقویمِ تاریخی ص ۴۰) خیزران بربریہ خاتون تھی، بچپن میں بُردہ فروشوں کے ہاتھ لگ گئی جب خلیفہ مہدی کے پاس خیزران لائی گئی تو اس نے اسے ایک لاکھ درہم میں خرید لیا، حسن و جمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی، بہت عقل مند اور ذی علم خاتون تھی، مہدی نے اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا، امام اوزاعی رحمہ اللہ سے اس نے علم حاصل کیا، شعر و ادب اور دینی علوم میں بھی اس کو دسترس تھی، مہدی کو ملکی امور میں بھی مشورے دیتی تھی، ھادی اور ھارون الرشید کے ابتدائی عہدِ خلافت میں ساری سلطنت پر حکمرانی کرتی تھی، فیاضی میں ضرب

المثل تھی، دروازے پر ہر وقت سائلوں کا ہجوم رہتا تھا (تاریخ ملت ج ۲ ص ۱۶۵)

□.......**ماہِ صفر ۱۷۹ھ:** میں عباسی خلیفہ ھادی کو خلیفہ بنایا گیا (تقویمِ تاریخی ص ۴۳) ھادی اور ہارون الرشید بھائی تھے اور خلیفہ مہدی کے بیٹے تھے، مہدی کے تیسرے بیٹے موسیٰ تھے، خلیفہ مہدی نے یکے بعد دیگرے تینوں کو ولی عہد نامزد کیا تھا جن میں ہادی کا پہلا نمبر تھا، بعد میں ھارون الرشید کی خداداد صلاحیتوں کے جوہر جب کھلنے لگے تو مہدی کا شاید ارادہ ہو گیا تھا کہ خلافت کے لئے ولی عہدی میں ھارون کو ھادی پر مقدم کرے، کیونکہ ھادی نہ علم وفضل میں ھارون سے کوئی جوڑ رکھتا تھا نہ حکومتی صلاحیتوں میں ھارون پر اسے ترجیح حاصل تھی، لیکن مہدی کا یہ منصوبہ پورا ہونے سے پہلے اس کی وفات کا وقت آ پہنچا، تو ھارون نے نہایت سعادتمندی کا ثبوت دیتے ہوئے خود ہی ھادی کے لئے بیعت خلافت لی، جو کہ دار الخلافہ سے باہر تھا اور خلافت کی مہر، عصاء اور پوشاک مع باپ کی وفات کے تعزیت نامہ اور خلافت کی مبارک بادی کے ھادی کے پاس بھیجا، اس طرح ھادی بغیر کسی بدامنی اور انتشار کے آکر تخت پر متمکن ہوا (تاریخ ملت ج ۲ ص ۱۶۴ تا ۱۶۷)

□.......**ماہِ صفر ۱۸۰ھ:** میں اندلس کے امیر ہشام بن عبدالرحمٰن بن معاویہ کی وفات ہوئی، آپ کی امارت سات سال، سات مہینے اور آٹھ دن تھی، بعض حضرات نے نو مہینے اور بعض نے دس مہینے بتلائی ہے، آپ کی عمر انتالیس سال اور چار ماہ تھی، آپ کے کارناموں میں ایک کارنامہ جامع قرطبہ کی تکمیل ہے جسے آپ کے والد اپنی زندگی میں ادھورا چھوڑ گئے تھے، اس کے علاوہ بھی آپ نے کئی مساجد تعمیر کیں، آپ کے عدل وانصاف کے کارنامے اتنے زیادہ تھے کہ لوگ سیرت میں آپ کو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے تشبیہہ دیا کرتے تھے (الکامل ج ۱۰ ص ۳۰۸)

□.......**ماہِ صفر ۱۸۹ھ:** میں حضرت ابوسعید یحییٰ بن سعید القطان بصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص ۵۰) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی مثل کسی کو نہیں دیکھا، امام ابن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کی یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ ۲۰ سال تک ہر رات میں ایک قرآن ختم کرتے تھے (العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۲۲۷، الکامل ج ۵ ص ۴۱۵، المنتظم ج ۱۰ ص ۲۷)

□.......**ماہِ صفر ۱۹۳ھ:** میں امام ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (تقویمِ تاریخی ص ۴۹) آپ بہت بڑے امام تھے، ابواسحاق السبیعی، امام اعمش، ہشام بن عروہ، ہمام بن عروہ بڑے بڑے علماء سے حدیث کی سماعت کی، آپ کے شاگردوں میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی شامل ہیں **(بقیہ صفحہ ۵۳ پر ملاحظہ فرمائیں)**

Idara Ghufran

بسلسلہ : نبیوں کے سچے قصے محمد امجد حسین صاحب

حضرت صالح علیہ السلام اور قومِ ثمود (قسط ۱۰)

سورہ ہود کے بعد سورہ حجر کی آیت ۸۰ تا ۸۴ میں بھی اس قوم کا تذکرہ ہوا ہے پہلے یہ آیاتِ بینات ملاحظہ ہوں پھر ترجمہ وتشریحی فوائد:

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿﴾ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿﴾ فَمَا اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿﴾

ترجمہ: اور دیکھو مقامِ حِجر کے رہنے والوں نے بھی رسولوں کی بات جھٹلائی ﴿﴾ ہم نے اپنی نشانیاں ان پر ظاہر کیں لیکن وہ تو ان نشانیوں سے منہ موڑ کر بے رخی ہی کرتے رہے ﴿﴾ وہ پہاڑ چھیل تراش کر گھر بناتے رہے کہ محفوظ اور سکھی رہ سکیں لیکن (توقعات وانتظامات کے بالکل برعکس) ایک دن صبح کو اٹھے تو ایک خوفناک چیخ نے آ پکڑا ﴿﴾ سو جو کچھ انہوں نے حاصل کر رکھا تھا (ان کی صنعت گری وہنرمندی، انجینئرنگ کے شاہکار سنگین قلعے اور تمام مادی اسباب) ان کے کچھ بھی کام نہ آیا (سب کچھ دھرے کا دھرا رہ گیا)

اصحاب الحجر

اصحاب الحجر سے مراد یہی قومِ ثمود ہے، حِجر شمالی عرب اور شام کے درمیان اسی خطہ زمین کا نام ہے جہاں یہ قوم آباد تھی [1] سورت کا نام بھی اسی کلمہ حِجر کی مناسبت سے سورہ حجر قرار پایا ہے، غزوہ تبوک [2] کے

---

[1] قدرے تفصیل اس کی ابتدائی قسطوں میں اس قوم کے جغرافیہ کے تحت گذر چکی ہے، شام سے مدینہ کے راستے پر پہلے قومِ لوط کا علاقہ (بحرِ مردار وغیرہ) پھر قومِ شعیب کا علاقہ مدیَن، اس کے بعد آخر میں یہ علاقہ حِجر آتا ہے، قرآن کی معجز بیانی ملاحظہ ہو کہ سورہ حجر کے اس زیرِ بحث رکوع میں ان تینوں قوموں کا ذکر بھی اسی ترتیب سے آیا ہے (ماجدی ج ۲ ص ۵۶)

[2] یہ پہلا غزوہ تھا جو عرب سے باہر پیش آیا اور روم جیسی باجبروت اور بزعم خویش سپر پاور سلطنت کے ساتھ مقابلہ تھا اور سفر سخت گرمی کے زمانہ میں اور کسمپرسی کی حالت میں تھا، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور ان کے دوسرے دو ساتھیوں کا غزوہ سے پیچھے رہنے کی وجہ سے ابتلاء وآزمائش کا دردبھرا واقعہ اسی غزوہ میں پیش آیا جس کا ذکر سورہ توبہ میں ہوا ہے اور بخاری شریف میں دردومحبت بھری یہ داستان خود کعب بن مالک کی زبانی پوری تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔

موقعہ پر جب آپ ﷺ کا گذر حِجر کے مقام سے ہوا تو صحابہ نے یہاں سے پانی بھرا اور ہانڈی روٹی کے انتظام میں لگ گئے لیکن حضور ﷺ نے یہاں کے پانی وغیرہ کے استعمال سے منع فرمایا، چنانچہ صحابہ نے حکم کے مطابق یہاں کے پانی سے گوندھا ہوا آٹا بھی چھوڑ دیا، استعمال نہ کیا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ بستی ہے جس پر اللہ کا عذاب نازل ہوا، یہاں قیام نہ کرو، نہ یہاں کی اشیاء سے فائدہ اٹھاؤ، یہاں سے کوچ کر کے آگے کہیں پڑاؤ ڈالو کہ کہیں تم بھی کسی بلا میں مبتلا نہ ہو جاؤ، ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب رسولِ اکرم ﷺ حِجر میں داخل ہوئے، تو فرمایا اللہ تعالیٰ سے نشانیاں طلب نہ کیا کرو صالح علیہ السلام کی قوم نے نشان طلب کیا تھا (آگے اونٹنی کے نکلنے اور اس کے لئے پانی کی باری مقرر ہونے اور پھر قوم کے بدبخت کا اس کی ٹانگیں کاٹنے کا ذکر فرما کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ) نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر چیخ کا عذاب مسلط کر دیا اور وہ اس عذاب سے گھروں کے اندر ہی ہلاک ہو گئے صرف ایک شخص ابورغالؔ نامی باقی بچا جو حرم میں گیا ہوا تھا جب وہ حدودِ حرم سے باہر آیا تو اسی عذاب کا شکار ہو گیا۔ [1]

تیسری روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان حِجر کی بستیوں میں خدا سے ڈرتے، عجز و زاری کرتے اور

---

[1] ابورغالؔ کے متعلق آثار اور تاریخی روایات میں اختلاف ہے مشہور و معتبر قول یہی ہے کہ یہ قومِ ثمود کا ایک فرد تھا اور اس کا واقعہ بھی وہی ہے جو اوپر ذکر ہوا، تفسیر قرطبی اور مسند احمد کی ایک روایت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۴۴۴ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت سے ابورغالؔ کے متعلق یہی تفصیل متعین و متیقن ہو جاتی ہے، اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ طائف کو جاتے ہوئے نبی علیہ السلام اور صحابہ کا گذر ایک قبر کے پاس سے ہوا تو آپ نے فرمایا یہ ابورغالؔ کی قبر ہے کہ حرم میں ہونے کی وجہ سے یہ اپنے قوم پر اترنے والے عذاب سے محفوظ رہا جب حرم سے باہر ہوا تو عذاب میں گرفتار ہو گیا پھر یہی اس کو دفن کیا گیا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کی ایک شاخ بھی دفن ہے اگر تم چاہو تو قبر کھود کر وہ ٹہنی حاصل کر لو تو لوگوں نے قبر کھود کر وہ ٹہنی پالی (ابوداؤد کتاب الخراج باب نبش القبور العادیۃ بحوالہ درس ترمذی ج ۳ ص ۴۱۷) کچھ دیگر اقوال جو غیر معتبر قرار دیئے گئے ہیں یہ ہیں (۱) یہ حضرت شعیب علیہ السلام کا غلام تھا، عشر وصول کرنے پر مامور تھا، اور اس کی وصولی میں لوگوں پر ظلم کیا کرتا تھا، یہ قول ابنِ سیدہ کی طرف منسوب ہے صاحبِ قاموس نے اس کی تضعیف کی ہے (۲) ابرہہ کی قیادت میں جو لشکر بیت اللہ شریف کو گرانے آیا تھا ابورغال نے قوم سے غداری کرتے ہوئے ان کی رہبری کی تھی اور پھر یہ راستے ہی میں مر گیا تھا، صاحبِ قاموس نے یہ قول جوہرؔی کی طرف منسوب کر کے اسے بھی رد کیا ہے (۳) الاغانی کی روایت کے مطابق یہ طائف کے قبیلہ بنوثقیف کا جد امجد تھا، تاریخ ابن خلدون میں بھی اسی قسم کا قول نقل کر کے اسے بے اصل قرار دیا ہے ابن خلدون نے لکھا ہے کہ حجاج بن یوسف جو اسی قبیلہ بنوثقیف سے تھا اس کے سامنے جب یہ ذکر آتا تو وہ قرآن مجید کی اس آیت ''وثمود فما ابقیٰ'' سے استدلال کرتے ہوئے اس قول کو رد کرتا، اس آیت کا مطلب ہے کہ ثمود میں سے کوئی باقی نہیں بچا (ملاحظہ ہو ابن خلدون ج ا ص ۵۵) اس کی قبر پر پتھر مارے جاتے تھے، سنن ترمذی میں کتاب النکاح میں ایک ثقفی صحابی غیلان بن سلمہ کے طلاق کے واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے ''لتراجعن نسائک او لارجمن قبرک کما رجم قبر ابی رغال'' (درسِ ترمذی ج ۳ ص ۴۱۶)

روتے ہوئے داخل ہوا کرو، کہیں تم بھی اپنی غفلت کی وجہ سے عذاب کی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ [1]
سورہ حجر کی مذکورہ آیات میں سے پہلی آیت میں ''مرسلین'' جمع کا صیغہ آیا ہے، یعنی اس قوم نے رسولوں کو جھٹلایا، حالانکہ ان کی طرف ایک رسول حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے، انہی کو انہوں نے جھٹلایا تھا، تمام رسولوں کو جھٹلانے سے پھر کیا مراد ہے؟ اس بات کی توجیہ میں مفسرین کے بہت سے اقوال اور رائیں ملتی ہیں، ایک مشہور تفسیر جو عموماً مفسرین نے کی ہے یہ ہے کہ ایک نبی کو جھٹلانا سب نبیوں کو جھٹلانے کے برابر ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ بہت مضبوط توجیہہ ہے اور شریعت کے بنیادی اصولوں کے موافق ہے، کیونکہ اسلام نے تمام انبیاء علیہم السلام کو ماننے کا عقیدہ تعلیم فرمایا ہے، قرآن مجید میں اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے صاف صاف فرمایا ہے کہ جو انبیاء کے درمیان فرق کرے کہ بعضوں کو مانے بعضوں کو نہ مانے وہ کافر ہیں اور ایمان والے وہ ہیں جو سب انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں، جن کے متعلق شریعت سے تفصیل معلوم ہوئی ان پر تفصیل کے ساتھ اور جن کا ذکر اجمالاً ہوا ہے ان پر اجمال کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ [2] انبیاء کی تفریق کرنے والوں کی تکفیر کا ذکر ان آیات میں ہوا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝ (النساء ۱۵۰ تا ۱۵۲)

---

[1] یہ مذکورہ تینوں روایتیں حافظ ابنِ کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں مسند احمد سے سند کے ساتھ نقل کر کے ان کی توثیق بھی کی ہے (تاریخ ابن کثیر ج ۱ ص ۱۳۸، ۱۳۹، بحوالہ قصص القرآن ج ۱ ص ۱۳۸، سیرت انبیاء کرام ج ۱ ص ۱۵۶) صحیح بخاری میں کتاب المغازی کے تحت غزوہ تبوک کے ذیل میں امام نے باب باندھا ہے ''باب نزول النبی الحجر'' اس باب کے تحت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں نقل کی ہیں، ان کا مفہوم بھی درج بالا روایات کی طرح ہے، ان میں سے ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں ''ثم قنع رأسه واسرع السير حتى اجاز الوادی'' یعنی آپ نے اپنا سر مبارک ڈھانپ لیا اور تیزی سے گذر گئے یہاں تک کہ وادی عبور کر لی (بخاری شریف، ج ۲ ص ۶۳۷، فتح الباری ج ۸ ص ۱۵۸) کتاب غزوات النبی لعلامہ حلبی میں مقامِ حِجر میں آپ کے اترنے کے واقعہ میں مزید بھی کچھ پیش آنے والے واقعات ایسے ذکر ہوئے ہیں جو بظاہر غیر معروف ہیں (ملاحظہ ہو غزوات النبی مترجم ص ۶۹۷)

[2] چنانچہ سورہ نساء کی آیت ۱۶۴ میں ہے ''ورسلا قد قصصنهم عليك من قبل ورسلا لم نقصصهم عليك الخ'' کہ اے نبی (ﷺ) بعض انبیاء کے متعلق تو ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور بعض کے متعلق کچھ نہیں بتلایا، اسی طرح ایک اور آیت میں بھی یہی مضمون بیان ہوا ہے ''ولقد ارسلنا رسلا من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك'' (المومن آیت ۷۸)

ترجمہ: جولوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوراس کے رسولوں کے ساتھ اور یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے اوراس کے رسولوں کے درمیان میں (باعتبار ایمان لانے کے) فرق رکھیں اور یوں کہتے ہیں کہ ہم بعض پیغمبروں پر تو ایمان لاتے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راستہ نکالیں ۞ ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے ۞ اور وہ لوگ جو اللہ اوراس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اوران میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے ان لوگوں کو عنقریب ان کے اجر عطا ہونگے، اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۞ ۱؎

اسی طرح سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۷۵ (لیس البر ان تولوا وجوھکم..........والنبیین) میں بنیادی عقائد کا بیان کرتے ہوئے تمام انبیاء پر ایمان لانے کا عقیدہ تعلیم فرمایا گیا ہے، نیز اسی سورہ بقرہ کی آخری دو آیات جو مسلمان میت کی قبر پر بطورِ تلقین پڑھنے کا بھی شریعت نے حکم دیا ہے۔ ۲؎

ان دو آیتوں میں پہلی آیت (آمن الرسول) میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسلام کے بنیادی عقائد (توحید، رسالت وغیرہ) تعلیم فرمائے ہیں، اور رسالت کا عقیدہ تعلیم فرماتے ہوئے یہاں بھی تمام انبیاء کرام پر ایمان کا ذکر فرمایا ہے اور ساتھ مومنین کی یہ شان بیان فرمائی ہے کہ وہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم انبیاء میں سے کسی ایک رسول میں بھی تفریق نہیں کرتے (لانفرق بین احد من رسلہ) اسی طرح حدیث جبریل جو دین کے اصولوں پر مشتمل بہت جامع حدیث ہے اس میں جبرئیل علیہ السلام کا آپ ﷺ سے ایمان کے متعلق پوچھنے پر آپ نے جواب میں اسلام کے جو بنیادی عقائد بیان فرمائے ان میں بھی سارے رسولوں پر ایمان لانے کا ذکر ہے۔ ۳؎

۱؎ یہ بین بین راستہ نکالنا ان کے خیال میں گویا اعتدال پسندی تھی کہ نہ مومنوں کی طرح سب نبیوں کو مانیں نہ مشرکوں کی طرح سب کا انکار کریں بلکہ اپنے قوم کے نبی یا نبیوں کو مانیں غیر کو نہیں اور یہ طرزِ عمل یہود اور نصاریٰ کا تھا یہود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا، عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانا ہمارے آقا حضور ﷺ کے منکر ہوئے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کے انکار کی طرح اس تفریق بین الرسل کو بھی کھلا کفر قرار دیا جس کو یہ راہ سے بھٹکے اہلِ کتاب درمیانہ راستہ قرار دیتے ہیں، علامہ آلوسی نے ان آیات کے ذیل میں روح المعانی میں یہی تفصیل لکھی ہے (ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۴ ص ۴) اللہ کی بارگاہ سے دھتکارے ہوئے یہ اہلِ کتاب آج اسی قسم کی کفریہ اعتدال پسندی کی اہلِ اسلام کو بھی تلقین کرتے ہیں۔

۲؎ احادیثِ مبارکہ میں ان دونوں آیات کے بہت سے فضائل آئے ہیں ایک حدیث میں ان آیات کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس خزانہ خاص سے عطا فرمائی ہیں جو عرش کے نیچے ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیتیں جنت کے خزانوں سے نازل فرمائی ہیں جس کو تمام مخلوق کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے لکھ دیا تھا، عشاء کی نماز کے بعد ان آیات کو پڑھنے کی فضیلت بھی آئی ہے (ملاحظہ ہو معارف القرآن ج ۱ ص ۲۹۴)

۳؎ حدیث جبریل کو امام مسلم صحیح مسلم میں کتاب الایمان کے شروع میں پوری تفصیل کے ساتھ لائے ہیں اس کی تشریحی فوائد کے لئے ملاحظہ ہو، فتح الملہم ج ۱ ص ۴۶۰ تا ۴۸۹۔ نیز مرقاۃ ج ۱ ص ۴۹ تا ص ۶۶

آیات مبارکہ کی روشنی میں اس مذکورہ تفصیل سے یہ واضح ہوگیا کہ کسی ایک نبی کو جھٹلانا سب انبیاء کو جھٹلانے کے برابر ہے، جس طرح سب انبیاء کا انکار کفر ہے اسی طرح کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے، قرآن مجید میں قومِ ثمود کے علاوہ اور عذاب یافتہ قوموں کے تذکرہ میں بھی ان قوموں کی طرف سب انبیاء کرام کی تکذیب وانکار کی نسبت کی گئی ہے [۱] ان سب آیتوں میں یہی مذکورہ بالا توجیہہ پیشِ نظر رکھنی چاہئے۔
مفسرین میں سے امام رازی رحمہ اللہ نے تفسیر کبیر میں قومِ ثمود کے تمام انبیاء کے انکار کے متعلق ایک اور توجیہہ بیان کی ہے، فرماتے ہیں ''**لعل القوم کانوا براھمة منکرین لکل الرسول**'''' شاید مراد یہ ہو کہ یہ قوم برہمنوں کی طرح کل سلسلہ رسالت ہی کی منکر ہو [۲] (ملاحظہ ہو تفسیر ماجدی ج ۳ ص ۷۵۶)'' (جاری ہے......)

---

[۱] چنانچہ سورہ شعراء کی آیت ۱۰۵ میں قوم نوح، آیت ۱۲۳ میں قوم عاد، آیت ۱۴۱ میں قومِ ثمود، آیت ۱۶۰ میں قوم لوط، آیت ۱۷۶ میں قومِ شعیب کے متعلق یہی مضمون ذکر ہوا ہے کہ ان میں سے ہر قوم نے سب نبیوں کو جھٹلایا۔

[۲] فتح الملہم (ج ۱ ص ۴۷) شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے برہمنوں کے سلسلہ رسالت کے منکر ہونے کے متعلق امام غزالی رحمہ اللہ کی صراحت بھی نقل کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس سے بظاہر ہندو برہمن مراد ہیں۔

بسلسلہ: صحابہ کے سچے قصے

انیس احمد حنیف صاحب

صحابیٔ رسول حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَدِ الرَّجُلَیْنِ اِمَّا اِبْنِ ھَشَّامٍ وَاِمَّا عُمَرِ بْنِ الْخَطَّابِ

''اے اللہ اسلام کو ابوجہل یا عمر بن الخطاب سے معزز کر''

...... جامع ترمذی میں نقل ہونے والی یہ دعا نبی کریم ﷺ سے منقول ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی یہ دعا عمر بن الخطاب کے حق میں قبول فرمائی اور انہیں عمر بن الخطاب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بنا دیا...... انہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت زید بن الخطاب ان سے کہیں پہلے مرتبۂ صحابیت کو پہنچ چکے تھے...... طویل قامت کے ساتھ گندمی رنگ اور اس پر اسلام لے آنے کا اعزاز، حضرت زید رضی اللہ عنہ کے وقار کو گویا چار چاند لگا رہا تھا ہجرت کے بعد مدینہ آئے تو نبی کریم ﷺ نے معن بن عدی رضی اللہ عنہ کو ان کا انصاری بھائی قرار دے دیا ...... یہ معن بن عدی رضی اللہ عنہ دراصل حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں جو کہ عشرہٗ مبشرہ میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سُسر تھے اور یہ حضرت معن رضی اللہ عنہ وہی ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے وصال کے موقع پر جب باقی صحابہؓ کرام کے جذبات یہ تھے کہ کاش ہم آپ ﷺ کے سامنے مرجاتے اور یہ وقت نہ دیکھتے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ آئندہ کن بلاؤں اور مصیبتوں کا سامنا ہو تو انہوں نے فرمایا تھا کہ مجھے اس کی آرزو نہیں، میں تو یہ چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ ﷺ کی زندگی میں میں نے آپ ﷺ کی تصدیق کی تھی وفات کے بعد بھی اسی طرح آپ ﷺ کی تصدیق کروں۔

ہجرت کے بعد حق و باطل کے درمیان ہونے والے پہلے معرکہ یعنی غزوۂ بدر میں آپ نبی کریم ﷺ کے شانہ بہ شانہ کفار کے مقابلے میں دادِ شجاعت دے رہے تھے۔اس کے بعد غزوۂ اُحد، غزوۂ خندق اور تقریباً تمام غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے۔اُحد کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زرہ اپنے بڑے بھائی زید رضی اللہ عنہ کو دے دی کہ اسے پہن لیں تاکہ دشمنوں کے وار سے کسی قدر محفوظ رہ سکیں، زید رضی اللہ عنہ نے کچھ دیر تو اِسے پہنا پھر یہ کہہ کر اُتار دی کہ عمر میں بھی اپنے لئے اسی چیز کو پسند کرتا ہوں جسے تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔اس بات سے آپ کی مراد یقیناً شہادت کی تمنا تھی لیکن ابھی تو قدرت نے انہیں مزید غزوات میں شمولیت کا اعزاز عطا کرنا تھا۔آپ رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ میں بھی نبی کریم ﷺ کے جانثاروں میں شامل تھے۔

Idara Ghufran

حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے غلاموں سے متعلق نبی کریم ﷺ کی حدیث اس موقع پر انہی سے روایت ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ...... غلاموں کا خیال رکھنا، جو تم کھاتے ہو اُسی میں سے انہیں بھی کھلاؤ، جو تم پہنتے ہو اُسی میں سے اُنہیں بھی پہناؤ، اگر وہ کوئی ایسی خطا کریں جسے تم معاف کرنا نہ چاہو تو اے اللہ کے بندو اُنہیں بیچ ڈالو اور اُن پر عذاب نہ کرو۔

حق کے مقابلہ میں باطل ہمیشہ اپنے وجود کی بقا کے لئے کوشاں رہا ہے لیکن انجامِ کار ہلاکت و بربادی ہی باطل کا مقدر ٹھہری۔ ۱۰ھ ہجری کی بات ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ایک خط موصول ہوا جو نبوت کے ایک جھوٹے دعویدار مسیلمہ بن حبیب نے یمامہ سے بھیجا تھا جسے دنیا مسیلمہ کذاب کے نام سے پہچانتی ہے۔ مسیلمہ کذاب نے اپنے خط میں لکھا کہ...... میں آپ ﷺ کے ساتھ نبوت میں شریک ہوں (نعوذ باللہ) نصف دنیا آپ کی ہے اور نصف میری...... (ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں ہر جھوٹے نبوت کے دعویدار سے چاہے وہ دورِ نبوت کا ہو یا ہمارے دور کا، بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے اور آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی حقیقی یا ظلی نبی نہیں مبعوث ہوا اور نہ ہی قیامت تک مبعوث ہو گا) ہمارے نبی ﷺ نے مسیلمہ کو مسیلمہ کذاب کا لقب دیا اور اُسے جواب میں جو خط لکھا اُس میں یہی درج تھا کہ..... محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو، امابعد! دنیا خدا کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے گا اس کا وارث بنائے گا اور انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں جب نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا تو مسیلمہ کذاب کی طرف جو لشکر بھیجا اس میں حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے انصاری بھائی حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہ دونوں ہی شامل تھے اور اسلامی فوج کی علمبرداری کا منصب حضرت زید رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا۔ مقابلہ شروع ہوا تو ایک مرتبہ مسیلمہ کذاب کے حامیوں نے اس زور کا حملہ کیا کہ مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے اور کچھ لوگوں نے کمزوری دکھائی یہ دیکھ کر حضرت زید رضی اللہ عنہ کا جوش اور زیادہ بڑھ گیا اور انہوں نے قسم کھالی کہ اس وقت تک نہیں لوٹوں گا جب تک کہ دشمنوں کا منہ نہ پھیر دوں یا خود لڑتے لڑتے ناموسِ رسالت پر قربان نہ ہو جاؤں...... اب زید رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو للکارا کہ آنکھیں بند کر کے، داڑھیں داب کر دشمنوں کے قلب میں گھُس جاؤ (یعنی خوب قوت جمع کر کے رضائے الٰہی کو سامنے رکھتے ہوئے۔

(بقیہ صفحہ ۶۹ پر ملاحظہ فرمائیں)

بسلسلہ اصلاحِ معاملہ جناب منظور احمد صاحب (فیصل آباد)

آدابِ تجارت (قسط ۱۰)

(۱۶)......عورتوں سے متعلقہ اشیاء کی تجارت سے بچنا

ایسی چیز کی تجارت سے احتراز کیا جائے جس میں بچوں یا عورتوں کے ساتھ زیادہ تلبس رہتا ہے مثلاً عورتوں کے پہننے اوڑھنے کا سامان، میک اپ وغیرہ، کیونکہ اُس میں ایک تو گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، خاص کر نظر کو بچانا مشکل ہوتا ہے اور دوسرے عقل پر اثر کا خطرہ ہے اس لئے کہ جیسے عقل مند لوگوں کے ساتھ رہنے سے عقل میں اضافہ ہوتا ہے اسی طریقے سے کم عقل لوگوں کے ساتھ رہنے سے عقل میں کمی واقع ہوتی ہے، چنانچہ امام غزالی فرماتے ہیں کہ چار پیشوں کے لوگ کم عقل اور ضعیف الرائے مشہور ہیں (۱) جولاہے (۲) روٹی بیچنے والے (۳) اون کاتنے والے (۴) بچوں کو پڑھانے والے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا زیادہ میل جول عورتوں اور بچوں سے رہتا ہے جو کہ ضعیف العقل ہیں، جس کی وجہ سے ان کی عقل ورائے میں بھی ضعف پایا جاتا ہے (احیاء العلوم ج۲ص۸۵)

(۱۷)......بازار میں جانے اور واپسی کا وقت

بازار میں سب سے پہلے جانا اور سب سے آخر میں نکلنا چونکہ حددرجہ مشغولیت پر دلالت کرتا ہے جبکہ بدترین اور مبغوض مقامات کے ساتھ اس درجہ کا اہتمام اور مشغولیت مذموم ہے، کیونکہ اس سے آخرت اور عبادات میں غفلت پیدا ہوتی ہے، اس لئے حضور اقدس ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے:

❀......چنانچہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان صبح کے وقت اپنا جھنڈا لیتا ہے اور سب سے پہلے (بازار میں) داخل ہونے والے کے ساتھ داخل ہوتا ہے اور سب سے آخر میں آنے والے کے ہمراہ آتا ہے (سنن ابن ماجہ)

❀......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تو بازار میں پہلا داخل ہونے والا اور آخر میں نکلنے والا نہ ہو (مجمع الزوائد ج۴ص۸۰)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو صبح کو نماز کے لئے جاتا ہے

Idara Ghufran

تو ایمان کے جھنڈے کے ساتھ جاتا ہے اور جو صبح کو بازار جاتا ہے تو ابلیس کے جھنڈے کے ساتھ بازار جاتا ہے (سنن ابنِ ماجہ حدیث نمبر ۲۲۳۴، ج ا ص ۱۶۱)

✿......حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تم سب سے پہلے بازار میں داخل ہونے والے اور سب سے آخر میں نکلنے والے مت بنو کیونکہ اس میں شیطان نے انڈے دیئے اور اسی میں بچے نکالے ہیں۔

✿......حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابلیس اپنے بیٹے ''زنبور'' سے کہتا ہے کہ تم اپنی جماعتیں لے کر چلو اور بازار والوں کے پاس جا کر ان کے لئے جھوٹ، قسم، دھوکہ، مکروفریب اور خیانت کو مزین کرو اور اس شخص کے ساتھ رہو جو سب سے پہلے بازار میں داخل ہو اور سب سے آخر میں بازار سے نکلے (احیاء العلوم ج ۲ ص ۸۷)

ان تمام احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ انسان کو پہلے اپنے فرائض و واجبات نماز روزہ وغیرہ کا اہتمام کرنا چاہئے، ان سے تسلی سے فارغ ہو کر بازار کا رخ کرنا چاہئے اور اعتدال کے ساتھ بقدرِ کفایت کام کر کے واپس آ کر اپنے اہل و عیال کے حقوق اور آخرت کے اعمال میں مشغولیت اختیار کرنی چاہئے، ایسا نہ ہو کہ صبح اٹھتے ہی اسے کاروبار کی فکر لاحق ہو جائے اور نماز وغیرہ کی پرواکئے بغیر سیدھا بازار پہنچ جائے اور رات کو ایسے وقت واپس پہنچے جبکہ سب گھر والے سو رہے ہوں، جیسے کہ آج کل بعض لوگوں کی حالت ہے کہ وہ صبح بچوں کو سوتا ہوا چھوڑ کر بازار چلے جاتے ہیں اور واپس جب آتے ہیں تو انہیں سویا ہوا پاتے ہیں، انہیں اپنے بچوں سے ملاقات میں کئی کئی دن بلکہ بعض اوقات کئی ہفتے بھی گذر جاتے ہیں اس طرح کاروبار کی حرص میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی انہیں کوئی فکر نہیں ہوتی۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلف صالحین میں بہت سے حضرات ایسے ہوتے ہیں جو تجارت کرتے تھے مگر جب انہیں بقدرِ ضرورت نفع ہو جاتا تو واپس آ کر آخرت کے اعمال اور اس تجارت میں مشغول ہو جاتے جو آخرت میں نفع پہنچائے چنانچہ بعض پورے ہفتے میں ایک یا دو دن کاروبار کرتے اور بعض ظہر کے بعد بازار سے واپس آ جاتے اور بعض عصر کے بعد واپس آ جاتے تھے، تجارت، کاروبار اور بازار کو وہ صرف بقدرِ ضرورت وقت دیتے تھے (احیاء العلوم ج ۲ ص ۸۷)

(۱۸)......تجارت کے لئے اپنی جان کو خطرے میں نہ ڈالنا

تجارت کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ کوئی ایسا کاروبار اور طریقہ اختیار کیا جائے جس میں

جان کوخطرہ نہ ہو، ایسے طریقے اختیار کرنا جس سے جان کوخطرہ ہو یہ نہ شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہے اور نہ ہی ایک مومن کے شایانِ شان ہے کہ وہ دنیا کے چندٹکوں کی خاطر اپنی قیمتی جان کوخطرے میں ڈالے، مثلاً پہلے زمانے میں لوگ تجارت کے لئے سمندر کا خطرناک سفر کیا کرتے تھے جس کے بارے میں حضوراقدس ﷺ نے فرمایا:

”لایرکب البحر الاحاج اومعتمر او غاز فی سبیل اللہ فان تحت البحرنارا“

”یعنی سمندر کا سفر تین آدمیوں کے علاوہ کوئی نہ کرے ایک حاجی دوسرا عمرہ کرنے والا اور تیسرا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والا کیونکہ سمندر کے نیچے آگ ہے یعنی اس کا سفر بہت خطرناک ہے“ (سنن ابی داؤد ج ا ص ۳۵۹)

❁......ایک حدیث میں حضوراقدس ﷺ نے فرمایا اے لوگوں! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور روزی کو اچھی طرح (اعتدال، اطمینان اور عزت) سے حاصل کرو کیونکہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ اپنا پورا رزق (جومقدر ہے) حاصل نہ کرے گا گو اس میں تاخیر ہو جائے، لہٰذا خدا سے ڈرو اور رزق میں بہتر طریقہ اختیار کرو، حلال کو حاصل کرو اور حرام کو چھوڑو (سنن ابن ماجہ ص ۱۵۶)

آج کل بہت سے لوگ غیر قانونی طریقے اختیار کر کے کاروبار کے سلسلے میں کسی ملک چلے جاتے ہیں اور وہاں گرفتار ہو کر قید کر دیئے جاتے ہیں کئی غیر معروف راستوں سے کسی ملک میں داخل ہونے کی کوشش میں جان کھو بیٹھتے ہیں اور بہت سوں کو متعلقہ ملک کے کارندے فائرنگ کر کے مار دیتے ہیں، یہ سب کچھ حضوراقدس ﷺ کی مذکورہ ہدایات کو فراموش کرنے کا نتیجہ ہے، لہٰذا اس سے بچنا چاہئے۔

(۱۹)......معاملہ کرنے کے لئے ایسے شخص کا انتخاب کرنا جس کا کردار بہتر ہو

جب کسی شخص سے کوئی کاروباری معاملہ کرنا ہو تو اس کے کردار کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اس سے معاملہ کیا جائے اگر کردار کے اعتبار سے اس کی شہرت اچھی نہیں مثلاً وہ لوگوں پر ظلم کرتا ہے، خائن ہے، چور ہے یا سودی معاملات کرتا ہے وغیرہ تو اس کے ساتھ معاملات سے بچے کیونکہ اس میں اس کا ایک دنیاوی نقصان ہے وہ یہ کہ ہوسکتا ہے کہ وہ شخص اس کے ساتھ بھی کوئی خیانت کر جائے، چنانچہ بہت سے لوگ بغیر تحقیق کے لوگوں سے معاملات کر لیتے ہیں اور وہ جب انہیں کوئی مالی نقصان پہنچا کر یا کسی حیلے سے ان کا مال ہتھیا کر لے جاتے ہیں تو پھر پریشان ہو کر کف افسوس ملتے رہ جاتے ہیں، اور اس کا دوسرا

Iqra Ghufran

نقصان اخروی ہے وہ یہ کہ ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات کرنے سے خطرہ ہے کہ معصیت اور ظلم میں تعاون کی وجہ سے آخرت میں گرفتار نہ ہو جائے، چنانچہ امام غزالی رحمہ اللہ نے اسے ظلم میں تعاون قرار دے کر اس سے بچنے کا حکم دیا ہے اور انہوں نے ظلم پر تعاون کے سلسلے میں ایک حکایت نقل کی ہے کہ:

''ایک شخص نے مسلمانوں کی ایک سرحد کی فصیل تعمیر کرنے کی ذمہ داری قبول کی لیکن اس کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہوا کہ اگرچہ یہ کام نیکیوں اور اسلام کے فرائض میں سے ہے لیکن اس علاقے کا جو امیر ہے وہ ان حکمرانوں میں سے ہے جو لوگوں پر ظلم اور زیادتیاں کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کے بارے میں حضرت سفیان (غالباً سفیان ثوری) سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا تم چھوٹے بڑے کسی کام میں ان کا تعاون نہ کرو، اس پر میں نے عرض کیا کہ یہ تو جہاد میں مسلمانوں کے لئے فصیل تعمیر کر رہا ہوں، انہوں نے جواب دیا کہ آپ کی بات تو صحیح ہے لیکن اس سے کم از کم آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوگی یہ ظالم حکمران باقی رہیں تاکہ آپ کو آپ کی اجرت مل جائے اس سے گویا آپ نے ایسے لوگوں کی بقاء کو پسند کیا جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے ہیں، حالانکہ ایک حدیث میں ہے ''جس شخص نے ظالم کے باقی رہنے کی دعا کی تو اس نے اس بات کو پسند کیا کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس کی نافرمانی کی جائے'' اور ایک حدیث میں ہے ''بے شک اللہ تعالیٰ غصے ہوتے ہیں جب کسی فاسق کی تعریف کی جائے'' اور ایک روایت میں ہے ''کہ جس شخص نے کسی فاسق کی عزت کی اس نے اسلام کے مٹانے پر تعاون کیا''

❁......ایک مرتبہ حضرت سفیان رحمہ اللہ خلیفہ مہدی کے دربار میں تشریف لے گئے اس کے ہاتھ میں خالی کاغذ تھے اس نے کہا سفیان مجھے لکھنے کے لئے اپنی دوات دے دو، سفیان نے فرمایا پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ کیا لکھو گے اگر کوئی حق بات لکھنی ہو تو دوات دے دیتا ہوں (ورنہ نہیں)

❁......ایک امیر نے ایک عالم سے جو اس کے پاس قید تھے خط پر مہر لگانے کے لئے سیاہی مانگی تو انہوں نے فرمایا پہلے مجھے خط دکھاؤ کہ اس میں لکھا کیا ہے پھر سیاہی دونگا۔

اکابر اس طرح ظالموں کے تعاون سے بچا کرتے تھے، جبکہ ظالم لوگوں کے ساتھ مالی معاملات کرنا بہت بڑا تعاون ہے، اس لئے مسلمانوں کو اس سے حتی الامکان بچنا چاہئے، اس لئے مناسب یہ ہے کہ انسان

لوگوں کو دو قسموں میں تقسیم کرے ایک قسم ان لوگوں کی ہو جن سے تجارتی اور لین دین کے معاملات کرے اور دوسری قسم سے کسی طرح کا مالی معاملہ نہ کرے اور جن سے معاملات کرے وہ دوسروں سے کم ہوں، کیونکہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس میں اچھے کردار کے لوگ بہت کم ہیں، بعض بزرگوں کا فرمان ہے کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ جب کوئی شخص بازار میں جاتا تو لوگوں سے پوچھتا کہ کس کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ کرنا میرے لئے بہتر ہے تو اسے کہا جاتا جس سے چاہے معاملہ کرلو، پھر وہ زمانہ آیا جس میں لوگ پوچھنے والے سے کہتے تھے کہ فلاں فلاں سے معاملہ نہ کرنا باقی جس سے چاہو کرلو (یعنی برے لوگ اکا دکا تھے) پھر ایسا زمانہ آیا جس میں لوگ پوچھنے والے سے کہتے تھے کہ فلاں فلاں سے معاملہ کرنا ان کے علاوہ کسی سے نہ کرنا (یعنی برے لوگ زیادہ ہوگئے اور اچھے لوگ گنے چنے رہ گئے) اور اب خطرہ ہے کہ یہ زمانہ بھی ختم ہو جائے گا (احیاء العلوم ج۲ص ۸۸)

امام غزالی رحمہ اللہ کی مذکورہ تحریر کی روشنی میں ان لوگوں کو اپنے عمل پر نظرِ ثانی کرنی چاہیئے جو محض اپنے سرمایہ اور تجارت کو بڑھانے کی فکر میں ہر اس شخص اور ادارے سے تجارتی اور کاروباری معاہدے اور معاملات کر لیتے ہیں جس سے زیادہ نفع کی توقع ہو، وہ اس بات کی بالکل پرواہ نہیں کرتے کہ اس شخص اور ادارے کا کاروبار حلال ہے یا حرام مثلاً بینک، اسٹیٹ لائف اور وہ کمپنیاں جو سودی اور غیر شرعی کاروبار کرتی ہیں۔

(۲۰)......سوچ سمجھ کر معاملہ کرنا

ہر معاملہ کرتے وقت اس بات کا مراقبہ اور استحضار ضروری ہے کہ میں یہ معاملہ کیوں کر رہا ہوں؟ کس مقصد کے لئے کر رہا ہوں اور کس طریقے سے کر رہا ہوں؟ اگر سب سوالوں کا جواب ایسا ہو جسے اللہ تعالیٰ کے سامنے آخرت میں پیش کرسکتا ہو تو معاملہ کرے ورنہ اسے ترک کردے، کیونکہ قیامت کے دن تاجر کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر کے اس سے ان تمام لوگوں کے معاملات کے بارے میں حساب لیا جائے گا جن کے ساتھ اس نے مالی معاملات کئے تھے، امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی نے خواب میں ایک تاجر کو دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرے سامنے پچاس ہزار صحیفے کھولے گئے، میں نے پوچھا کیا یہ سب گناہوں کے صحیفے تھے؟ تو اس نے جواب دیا کہ دنیا میں جتنے لوگوں کے ساتھ میں نے معاملات کئے تھے ان کی بقدر یہ صحیفے ہیں، ہر انسان کے معاملہ کا الگ صحیفہ ہے جس میں شروع سے آخر تک تمام تفصیلات درج ہیں (احیاء العلوم ج۲ص ۸۸)

(جاری ہے.........)

بسلسلہ: سہل اور قیمتی نیکیاں

محمد ناصر صاحب

اللہ کے لئے محبت اور دوستی کرنا

ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللہِ لَأُنَاسًا مَاھُمْ بِأَنْبِیَاءَ وَلَا شُھَدَاءَ یَغْبِطُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّھَدَاءُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِمَکَانِھِمْ مِنَ اللہِ: قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللہِ ﷺ تُخْبِرُنَا مَنْ ھُمْ؟ قَالَ ھُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللہِ عَلٰی غَیْرِ اَرْحَامٍ بَیْنَھُمْ وَلَا اَمْوَالٍ یَتَعَاطُوْنَھَا فَوَاللہِ اِنَّ وُجُوْھَھُمْ لَنُوْرٌ وَاِنَّھُمْ لَعَلٰی نُوْرٍ لَا یَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا یَحْزَنُوْنَ (ابوداؤد، کتاب الاجارۃ، باب فی الرھن)

یعنی ”بے شک بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہیں جو نہ نبی ہیں اور نہ شہید ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے مرتبے کو دیکھ کر انبیاء اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے؟ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جنہوں نے بغیر کسی رشتہ داری کے اور بغیر کسی مال کی لالچ کے آپس میں اللہ کے دین کی وجہ سے محبت کی، ان کے چہرے سراپا نور ہوں گے اور یہ خود نور کے منبروں پر بیٹھے ہونگے جب لوگ خوفزدہ ہوں گے تو ان کو کوئی خوف نہ ہوگا اور جب لوگ غمگین ہوں گے تو ان کو کوئی غم نہ ہوگا“ (ابوداؤد، کتاب الاجارۃ، باب فی الرھن)

اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے ان مسلمانوں کے لئے جو صرف اللہ کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں ایک تو یہ خوشخبری سنائی ہے کہ انہیں قیامت کے دن بہت بلند درجہ عطا کیا جائے گا کہ انبیاء اور شہداء بھی اُن لوگوں کے درجوں کو دیکھ کر رشک کریں گے لیکن یہ رشک حسرت والا نہ ہوگا اور نہ ہی یہ مطلب ہے کہ انبیاء اور شہداء اُن سے کم درجہ میں ہوں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ انبیاء اور شہداء بھی اُن لوگوں کی تعریف کریں گے اور دوسرا یہ کہ ان مسلمانوں کو قیامت کے دن کوئی غم، دُکھ اور پریشانی نہ ہوگی بلکہ یہ لوگ قیامت کے دن بھی مطمئن اور پُرسکون ہوں گے اور ظاہر ہے کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ قیامت کے دن جب ہر طرف بہت ہی سخت خوف وہراس پھیلا ہوگا اس دن کسی کو راحت اور سکون نصیب ہو جائے۔

ایک مسلمان کا اللہ کو راضی کرنے کے لئے دوسرے مسلمان سے ملاقات کرنے کے لئے جانے کی فضیلت

Iqra Ghufran

کے بارے میں ایک حدیث میں ہے:

اِنَّ الرَّجُلَ اِذَاخَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ زَائِراً اَخَاہُ شَیَّعَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفُ مَلَکٍ کُلُّھُمْ یُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ وَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَااِنَّہٗ وَصَلَ فِیْکَ فَصِلْ فِیْہِ (کنز العمال ،حدیث نمبر ۲۴۳۲۹ بحوالہ لابن نعیم فی الحلیة وابن عساکر ج۱۵ ص ۸۳۸)

یعنی ’’جب کوئی شخص اپنے گھر سے اپنے بھائی سے (رضائے الٰہی کی خاطر) ملاقات کرنے کے لئے نکلتا ہے تو ستّر ہزار فرشتے اس شخص کو رخصت کرتے ہیں اور اُس کے لئے دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رَبّ! اس شخص نے آپ کی رضا کے لئے ملاقات کی ہے لہٰذا آپ اس سے راضی ہو جایئے‘‘

اس حدیث میں آپ ﷺ نے ایک انتہائی آسان کام مسلمانوں کو بتلایا ہے جس کے ذریعے بندہ ستر ہزار فرشتوں کی دعاء حاصل کرسکتا ہے اور وہ عمل یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرنے سے پہلے یہ نیت کرلے کہ میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرنے کے لئے جارہا ہوں، ظاہر ہے کہ انسان ایک دن میں کئی مرتبہ دوسروں سے ملاقات کرتا ہے جن میں اس کے بھائی، بہنیں، دوست، رشتہ دار، پڑوسی بے شمار قسم کے لوگ ہوتے ہیں تو ملاقات سے پہلے اگر یہ چھوٹی اور مختصر سی نیت کرلی جائے کہ میں اللہ کو راضی کرنے اور صلہ رحمی کا حکم پورا کرنے کے لئے ملاقات کرنے جارہا ہوں تو اس چھوٹے سے عمل سے ستر ہزار فرشتوں کی دعائیں حاصل ہوجائیں گی اور پھر یہ نیت کرنے میں کوئی دیر بھی نہیں لگتی، صرف دِل سے ارادہ کرلینا یہی نیت ہے اور یہ فضیلت ہر مسلمان چاہے مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بڑا ہر ایک حاصل کرسکتا ہے۔

اس کے علاوہ اسلام کی اس تعلیم کو اختیار کرنے کا ایک دنیاوی فائدہ یہ بھی ہوگا کہ جب مسلمان آپس میں رضائے الٰہی کی نیت سے ملاقات کریں گے تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ دوسرے مسلمانوں سے دل میں ہمدردی پیدا ہوگی اور آپس کی چھوٹی موٹی لڑائیاں، نفرتیں اور دُوریاں اس نیت کی برکت سے ہی ختم ہوجائیں گی کیونکہ یہ ملاقات تو اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہورہی ہے کوئی رسمی ملاقات کرنے یا دنیاوی فائدہ حاصل کرنے کے لئے نہیں ہورہی۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے اپنی اُمت کو ایمان مکمل کرنے کا طریقہ سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانُ (جامع صغیر ۸۳۰۸)

یعنی ''جس شخص نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے (کسی بُرے شخص سے) بغض رکھا اور اللہ کو راضی کرنے کے لئے مال خرچ کیا اور اللہ کو راضی کرنے کے لئے (غلط جگہ مال خرچ کرنے سے) رُکا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا''

لہٰذا جو شخص اپنا ایمان مکمل کرنا چاہے وہ اللہ کی رضا کے لئے دوسرے مسلمانوں سے محبت کرے۔

اور اس حدیث سے ایک یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کی رضا اسی وقت حاصل ہوگی جب اللہ کے پسندیدہ اور محبوب بندوں یعنی جو نیک اور متقی (پرہیزگار) ہوں، اُن سے محبت اور دوستی والا تعلق قائم کیا جائے اور جو اللہ کا محبوب اور پسندیدہ نہ ہوگا بلکہ اللہ کی نافرمانی کرنے والا ہوگا اس سے دوستی اور محبت کرنے سے اللہ کی رضا حاصل نہ ہوگی۔

اس حدیث میں ایمان کامل کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ارشاد فرمایا کہ بغض اور غصہ بھی اللہ کے لئے ہو یعنی جس کسی پر غصہ کیا جارہا ہے یا جس کسی سے بغض رکھا جارہا ہے وہ اس کی ذات سے نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کے بُرے عمل سے یا بُری بات سے ہونا چاہئے کیونکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ گناہ گار کے گناہ سے تو نفرت ہونی چاہئے لیکن اس گناہ کرنے والے کی ذات سے نفرت نہیں ہونی چاہئے اور نہ ہی گناہگار کی ذات کو اپنے مقابلہ میں حقیر اور ذلیل سمجھنا چاہئے چنانچہ حدیث میں ہے کہ:

مَنْ عَيَّرَ اَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهُ (جامع صغیر حدیث نمبر ۸۸۶۹)

یعنی ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ایسے گناہ پر بے عزتی کرے جس گناہ سے وہ توبہ کرچکا ہے تو یہ بے عزتی کرنے والا اس وقت تک نہ مرے گا جب تک وہ خود اس گناہ کو نہ کرلے''

لہٰذا گناہ گار کے گناہ سے تو نفرت ہونی چاہئے لیکن اس کی ذات سے نفرت نہیں ہونی چاہئے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم التحاسد، التباغض والتدابر)

یعنی ''اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ''

مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ اللہ کے بندو! اللہ کے لئے آپس میں بھائیوں کی طرح ہوکر رہو، ویسے تو دنیا

میں حقیقی اور سگے بھائیوں میں بھی لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے، بعض اوقات بہت قریبی عزیزوں اور رشتہ داروں میں آپس میں نفرتیں پیدا ہو جاتی ہیں تو اس حدیث میں کس قسم کے بھائی چارے کی تعلیم دی گئی ہے؟

حدیث خود ہی اس سوال کا جواب دے رہی ہے کہ آپس میں بھائی بھائی اللہ کے حکم کو پورا کرنے کی وجہ سے بنو، جب اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو پورا کرنے کے لئے آپس میں بھائی چارگی قائم کی جائے گی تو وہی سچی اور اصلی بھائی چارگی ہوگی اور مسلمانوں کا آپس میں سچا اتحاد ہوگا۔

لیکن وہ اتحاد اور بھائی چارہ یا دوستی جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی خلاف ورزی ہوتی ہو اُس بھائی چارے کی اسلام نے تعلیم نہیں دی بلکہ اس سے منع کیا ہے اور نہ ہی ایسے بھائی چارے سے دنیا میں امن پیدا ہوگا۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے دنیا کے معمولی لڑائی، جھگڑے ختم کر کے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنا چاہئے۔

جب مسلمان آپس میں اللہ کے لئے محبت اور بھائی چارہ قائم کرلیں گے تو بہت سے گناہوں سے حفاظت ہو جائے گی۔ مثلاً حسد، آپس کی نفرتیں اور دشمنیاں، ناجائز غصہ، تکبر وغیرہ۔

''مسلمان آپس میں اللہ کے لئے محبت اور تعلقات قائم کریں'' بظاہر تو یہ ایک چھوٹا سا جملہ ہے لیکن حقیقت میں یہ اسلام کی ایسی آسان اور مختصر تعلیم ہے جس سے مسلمان دنیا اور آخرت کی بے شمار بھلائیاں حاصل کر سکتے ہیں۔

(بقیہ متعلقہ صفحہ ۲۷ ''ماہِ صفر'')

✪ بعض مکتبوں میں اس دن چھٹی کی جاتی ہے۔ اور اس سلسلے میں ایک شعر بھی گھڑ لیا ہے، جس کا مضمون یہ ہے ؎ آخری چہار شنبہ آیا ہے غسلِ صحت نبی نے پایا ہے۔

حالانکہ یہ تمام باتیں من گھڑت ہیں اسلامی اعتبار سے ماہِ صفر کے آخری بدھ کی کوئی خاص اہمیت اور شریعت کی طرف سے اس دن کے لئے کوئی خاص عمل مقرر نہیں ہے، اس دن آنحضرت ﷺ کا غسل صحت فرمانا کہیں ثابت نہیں بلکہ صفر کے مہینے کا آخری بدھ رسول اللہ ﷺ کے مرضِ وفات کے آغاز کا دن تھا نہ کہ صحت یابی کا۔ اور آپ کے مرضِ وفات پر خوشی کیسی؟ درحقیقت یہ یہودیوں اور ایرانی مجوسیوں کی رسم ہے، یہ دشمنانِ اسلام اور گستاخانِ رسول کی خوشی کا دن تو ہوسکتا ہے مگر مسلمانوں کا نہیں۔

بسلسلہ : آدابُ المعاشرت محمد رضوان صاحب

مجلس ومحفل کے آداب (قسط ۱)

کسی جگہ جب ایک سے زیادہ افراد جمع ہوں وہ مجمع مجلس یا محفل کہلاتی ہے اور بعض اوقات تقریب (یا فنگشن) کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

✪......ہمیشہ اچھے، نیک اور سنجیدہ لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش کیجئے، برے اور چھچھورے لوگوں کی صحبت بہت زیادہ نقصان دہ ہے۔

✪......جو مجلس گناہ کے کاموں پر مشتمل ہو مثلاً ناچ، گانے، موسیقی، بے پردگی اور تصویر سازی وغیرہ اس میں شرکت سے پرہیز کیجئے، اگر کبھی ایسی جگہ پھنس جائیں تو اپنی طرف سے ان گناہوں کے کاموں سے جتنا ممکن ہو سکے دور رہنے کی کوشش کیجئے۔

✪......کسی مجلس میں بیٹھ کر دوسرے لوگوں کی غیبتیں کرنے، عیب جوئی اور کسی کا تمسخر اور استہزاء کرنے سے پرہیز کیجئے، کیونکہ یہ سب چیزیں کبیرہ گناہ ہیں، اگر حاضرین ان گناہوں میں مبتلا ہو جائیں اور آپ کو منع کرنے اور روکنے کی قدرت ہو تو حکمت کے ساتھ ان کو منع کر دیجئے یا گفتگو کا موضوع اچھے پہلو کی طرف موڑ دیجئے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو وہاں سے الگ ہو جایئے یا کم از کم اس گفتگو کا حصہ نہ بنئے۔

✪......اسی طرح کسی مجلس میں بیٹھ کر خواہ مخواہ کے بحث مباحثوں، سیاسی تبصروں اور دین کے متعلق بلا تحقیق اوٹ پٹانگ اور ٹھٹھے مارنے سے پرہیز کیجئے، اسی کے ساتھ فضول گفتگو سے بچنے کی کوشش کیجئے اور اس کے بجائے خیر اور بھلائی کی بات کیجئے، یا اپنے طور پر اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کر دیجئے، یہ بھی نہ کر سکیں تو خاموش رہئے۔

✪......بے کار اور فضول کی مجلسیں جمانا اور محفل آرائیاں کرنا آج کل عام مشغلہ بن گیا ہے بلکہ خاص غپ شپ کی مجلسیں قائم کرنا آرام طلبی اور لغو مشغلوں میں وقت ضائع کرنا باعثِ فخر سمجھا جانے لگا ہے، جو کہ دنیا و آخرت کے اعتبار سے تباہ کن ہے۔

✪......مجلس میں دوسرے لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہنا چاہئے، جس قسم کی گفتگو ہو اس میں حسبِ موقع شریک ہونا چاہئے بشرطیکہ کوئی شریعت کے خلاف بات نہ ہو رہی ہو، ورنہ اس میں شرکت جائز نہیں۔

✪......جب آپ مجلس میں شریک ہوں تو گفتگو کرنے میں ایسا انداز اختیار نہ کیجئے جس سے آپ کا خواہ مخواہ مجلس کا سربراہ اور سردار ہونا ظاہر ہو۔

✪......اگر مجلس میں کوئی مناسب گفتگو ہو رہی ہو اور آپ اس میں حصہ لینا چاہیں تو بلا ضرورت دوسرے کی بات کو کاٹ کر درمیان میں نہیں بولنا چاہئے، بلکہ دوسرے کی بات مکمل ہونے کا انتظار کرنا چاہئے، البتہ اگر درمیان میں بولنا ضروری ہو تو دوسرے سے اجازت لے لیجئے۔

✪......کوشش کرنی چاہئے کہ کوئی مجلس اللہ اور اس کے رسول کی باتوں اور آخرت کے ذکر سے خالی نہ ہو خواہ تھوڑی بہت ہی کیوں نہ ہو دین کی بات مناسب انداز میں حاضرین کی نفسیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کر لینی چاہئے، ایک حدیث میں ہے کہ جس مجلس میں ایک مرتبہ بھی اللہ کا ذکر نہ کیا جائے تو یہ مجلس قیامت کے دن حسرت و افسوس کا سبب ہوگی''۔

✪......مجلس کا ایک حق یہ ہے کہ جو مجلس میں راز داری کی باتیں ہوں ان کو کسی دوسری جگہ نقل نہیں کرنا چاہئے، ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''مجلسیں امانت کے ساتھ ہیں'' (ابوداؤد)

✪......مجلس میں منہ پھلا کر ناک اور بھنویں چڑھا کر اور اکڑ کر مت بیٹھئے بلکہ کھلے چہرے اور بشاشت اور عاجزی کے ساتھ بیٹھئے۔

✪......اگر آپ کسی مجلس میں ابھی تشریف لائے ہیں اور دوسرے لوگ پہلے سے موجود ہیں تو سنت کے مطابق ان کو سلام کیجئے، لیکن اگر دوسرے لوگ کسی کام یا باہم گفتگو میں مشغول ہوں مثلاً کوئی وعظ و تقریر ہو رہی ہو تو باآواز بلند سلام کر کے سب کو خلل نہ ڈالئے، بلکہ ایسی صورت میں خاموشی سے بیٹھ جایئے، مجلس میں آکر سب سے فرداً فرداً مصافحہ بھی نہ کیجئے، مناسب یہی ہے کہ جس کے پاس ارادہ کر کے آئے ہیں صرف اس سے مصافحہ پر اکتفاء کیجئے، البتہ اگر دوسروں سے بھی تعارف ہو تو ان سے مصافحہ کرنے میں حرج نہیں، مجلس میں آکر سب لوگوں سے فرداً فرداً مصافحہ کا آج کل جو رواج چلا ہوا ہے اس سے سب لوگوں کو خلل واقع ہوتا ہے خصوصاً جبکہ سب اپنے اپنے کاموں یا گفتگو میں مصروف ہوں۔

✪......مجلس میں جہاں جگہ مل جائے بیٹھ جایئے، مجمع کو چیرتے اور لوگوں کے اوپر سے کودتے پھلانگتے ہوئے آگے جانے کی کوشش نہ کیجئے۔ (جاری ہے............)

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ محمد رضوان صاحب

کامل شیخ کی پہچان (قسط ۲)

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ مولانا روم رحمہ اللہ کے ایک شعر کی روشنی میں کامل شیخ کی پہچان اور کامل شیخ کی صفات وعلامات کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

کارِ مرداں روشنی وگرمی ست کار دونان حیلہ و بے شرمی ست

روشنی سے مراد نورِ ایمان وعرفان، گرمی سے مراد گرمیِ عشق، اس میں اشارہ ہے شیخِ کامل کی پہچان کی طرف کہ ان کے یہ صفات ہیں (معرفت اور عشق) اور جو کمینے یعنی جھوٹے ہیں ان کی عادت حیلہ و بے حیائی ہے۔

ف۔ مولانا (روم رحمہ اللہ) نے شیخِ کامل کی علامات اجمالاً (مختصراً) بیان فرمائی ہیں ۔راقم (تحریر کنندہ) اس کی تفصیل کرتا ہے اور جاننا چاہئے کہ جس طرح مرضِ ظاہری (جسمانی مرض) کے علاج کے لئے ایسے طبیب (معالج) کی ضرورت ہے جو خود بھی صحیح وتندرست ہو مریض نہ ہو اور دوسروں کا علاج بھی کر سکے (کیونکہ اگر مریض ہے تو مسئلہ طبیہ ہے، "رأی العلیل علیل" "بیمار کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے" گو (اگرچہ) وہ طبیب ہو مگر اس کی رائے قابلِ اعتماد نہیں اور اگر وہ صحیح وتندرست ہے مگر علاج کا طریقہ نہیں جانتا تب بھی اس مریض کے مطلب کا نہیں گو خود اچھا ہے) اسی طرح مرضِ باطنی کے علاج کے لئے ایسے شخص ومرشد کی حاجت (ضرورت) ہے جو خود بھی متقی وصالح ہو، مبتدع (بدعتی) وفاسق نہ ہو اور دوسروں کی بھی تکمیل کر سکے کیونکہ اگر بدعقیدہ وبدعمل ہے تو اولاً اس پر یہ اطمینان نہیں کہ یہ خیر خواہی سے تعلیم (اصلاح) کرے گا بلکہ غالب تو یہی ہے کہ عقیدہ میں اپنا جیسا بنانے کی کوشش کرے گا اور عمل میں اس کو اس لئے نصیحت نہ کر سکے گا کہ خود اس کا عامل نہیں، یہی خیال ہوگا کہ اگر نصیحت کروں گا یہ شخص اپنے دل میں کیا کہے گا؟ بلکہ غالب یہ ہے کہ خود بھلا بننے کو اپنی بدعملی کو تاویل (اُلٹی سُلٹی دلیل) سے درست کرنا چاہے گا تو اس میں بڑی گمراہی کا اندیشہ ہے۔ ثانیاً (دوسرے) اس کی تعلیم میں انوار وبرکات وتاثیر وامدادِ غیبی نہ ہوگی، اسی طرح اگر متقی

وصالح تو ہو مگر تربیتِ باطنی کا طریقہ نہ جانتا ہو تو وہ بھی طالب کی رفعِ ضرورت (مقصد پورا) نہیں کر سکتا اور جس طرح طبیبِ ظاہری (جسمانی معالج) کا طبیب ہونا ان علامات سے معلوم ہوتا ہے کہ علمِ طب پڑھا ہو، کسی طبیبِ کامل کے پاس مدتِ معتد بہ تک مطب کیا ہو۔ سمجھدار لوگ اس کی طرف رجوع ہوں، اس کے ہاتھ سے لوگ شفایاب بھی ہوتے ہوں۔ اسی طرح طبیبِ باطنی یعنی شیخ کے شیخ ہونے کی علامات یہ ہیں کہ کسی کامل کی خدمت میں مدت تک مستفید ہوا ہو، اہلِ علم واہلِ فہم اس کو اچھا سمجھتے ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہوں، اس کی صحبت سے محبتِ الٰہی کی زیادتی اور محبتِ دنیا کی کمی قلب (دل) میں محسوس ہوتی ہو، اس کے پاس رہنے والوں کی حالت روز بروز درست ہوتی ہوئی معلوم ہوتی ہو۔ یہ شخص اس قابل ہے کہ اس کو شیخ بناوے اور اس کو اکسیرِ اعظم (نہایت مفید) سمجھے اور اس کی زیارت و خدمت کو کبریتِ احمر (نایاب) جانے۔ پس مجموعہ ان صفات کا جو شیخ کامل میں ہونا چاہئیں یہ ہے۔ متقی وصالح ہو، متبعِ سنت ہو، علمِ دین بقدرِ ضرورت جانتا ہو، کسی کامل کی خدمت میں رہ کر فائدہ باطنی حاصل کیا ہو، عقلاء وعلماء اس کی طرف مائل ہوں، اس کی صحبت مؤثر ہو، اس سے مریدوں کی حالت کی اصلاح ہوتی ہو۔

(التکشف عن مہمات التصوف درذیل مسائل المثنوی جلد سوم ص ۱۲۶، ۱۲۷)

حکیم الامت رحمہ اللہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

”رہبر کسی کے بتانے سے نہ بناؤ بلکہ علامات سے خود منتخب کرو۔ اور چند علامتیں ہیں بس انہیں سمجھ لے اس کے بعد انتخاب آسان ہو جائے گا۔

سب سے پہلے تو یہ دیکھو کہ اسے علمِ دین ہے یا نہیں۔ اور یہ ضروری نہیں کہ وہ عربی ہی جانتا ہو، چاہے اردو فارسی ہی جانتا ہو مگر بقدرِ حاجت دین کے احکام سے واقف ہو مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ صرف (رسمی وروایتی کتابوں ورسالوں مثلاً) راہِ نجات، ہرنی کے قصہ ہی کا عالم ہو بلکہ عقائد، دیانات، معاملات، معاشرات، اخلاق (دین کے) سب شعبوں کو اچھی طرح جانتا ہو۔

(بقیہ صفحہ ۷۴ پر ملاحظہ فرمائیں)

بسلسلہ : اصلاح وتزکیہ ترتیب: محمد رضوان صاحب

مکتوباتِ مَسیحُ الاُمَّت (قسط ۲۱)

(بنام حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب)

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم کی وہ مکاتبت جو مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ کے ساتھ ہوتی رہی، ان مکتوباتِ منتشرہ کو مفتی محمد رضوان صاحب نے سلیقہ کے ساتھ جمع کرنے اور ترتیب دینے کی کوشش کی ہے، جو افادۂ عام کے لئے ماہنامہ "التبلیغ" میں قسط وار شائع کئے جارہے ہیں۔ عرض سے مراد حضرت نواب قیصر صاحب کے تحریر کردہ کلمات اور ارشاد سے مراد حضرت جلال آبادی رحمہ اللہ کے جواب میں تحریر فرمودہ ارشادات ہیں (..................ادارہ)

مکتوب نمبر (۲۷) (مؤرخہ ۱۴/ رجب المرجب ۱۴۱۲ھ)

عرض: مخدومی و معظمی حضرت اقدس دامت برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ارشاد: مکرم زید مجدھم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عرض: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بندہ ہندوستان سے مع اہلیہ کے بخیر وعافیت کراچی آ گیا۔

ارشاد: دل مسرور ہوا۔

عرض: بوجوہ تاخیر سے حضرت کو اطلاع دینے کی معافی چاہتا ہوں۔

ارشاد: بندہ لفظِ معافی سے محجوب ہوا، یہ تو عینِ عشرت ہے کہ صاحبِ قصرِ قیصر مکاتبت فرماتے ہیں۔

عرض: جلال آباد سے واپسی میں ہفتہ عشرہ علیگڑھ میں قیام رہا چونکہ ہمشیرہ صاحبہ مدظلھا کا قیام اس زمانہ میں بجائے باغپت کے علیگڑھ میں تھا، ایسی محبت والی بہن بندہ کے حق میں اللہ کی نعمت ہے۔

ارشاد: ادائے حق ہمشیرہ ملحوظ بڑا اجر عظیم ہے صلہ رحمی۔

عرض: اللہ تعالیٰ ان کا سایۂ عاطفت بصحت وعافیت تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین۔

ارشاد: آمین۔

عرض: بندہ کا قیام حضرت کے در دولت بلکہ گنج معرفت بفیضِ رسانی خلقت، بطریق حکیم الامت مجدد ملت نہایت نافع ثابت ہوا اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

ارشاد: یہ حسنِ عقیدت مبارک زبان اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

☒ **عرض:** لیکن یہ قلق ہے کہ جو کیفیت وانشراح وبشاشت قلبی، تعلق مع اللہ کا حظِ روحانی، شوق ذکر اللہ مراقبہ فنائیت اور سب سے بڑھ کر فکر سعی تحصیل اعمال صالحہ واخلاقِ محمودہ حضرت کی خدمت ومجالست میں محسوس کرتا تھا وہ اپنے گھر کے ماحول میں پہنچ کر جاتی رہی۔

ارشاد: قیاس مع الفارق، وہ احساس بوضوح تھا اب احساس بلطیف۔

☒ **عرض:** یہ تمنا ہے کہ بفضلِ رب واصل بالحق ہو کر اول وہلہ دخول جنت نصیب ہو جائے۔

ارشاد: آمین۔

☒ **عرض:** حضرت بندہ کے حال پر خاص توجہ فرمائیں اور دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ رسوخ فی الاعمال کی توفیق مجھے بخشدیں۔

ارشاد: رسوخ فی الاعمال سے مدام نوازیں رکھیں۔

☒ **عرض:** نیز وہ عمل، تدبیر بھی تجویز فرمادیں کہ یہ مقصود حاصل ہو جائے، فقط والسلام۔ آپ کا کفش بردار۔ احقر، محمد قیصر۔

ارشاد: تدبیر تو تدبیر، سعی خود حاصل، بتوفیقہٖ تعالیٰ ہے اس پر ترتب **فاولٰئک کان سعیھم مشکوراً** بشارت ہے **الحمدللّٰہ تعالیٰ علیٰ احسانہٖ**۔

(بقیہ متعلقہ صفحہ ۳۱ "ماہِ صفر دوسری صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں")

آپ ۶۰ سال تک روزانہ ایک قرآن ختم کرتے تھے، ۹۶ سال کی عمر میں انتقال ہوا (البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ثم دخلت سنۃ ثلاث وتسعین ومائۃ)

□...... **ماہِ صفر ۱۹۹ھ:** میں سلیمان بن ابوجعفر منصور کا انتقال ہوا، ان کی کنیت ابوایوب تھی، ۵۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے (المنتظم ج ۱۰ ص ۷۸)

□...... **ماہِ صفر ۲۰۰ھ:** میں حضرت محمد بن حمیر السلیحی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ محمد بن زیاد الہانی رحمہ اللہ اور ان کے طبقہ سے روایت کرتے ہیں، جرح وتعدیل کے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے آپ کو روایتِ حدیث میں ثقہ ومعتبر قرار دیا ہے (العبر فی خبر من غبر ج ۱ ص ۳۳۴) (طارق محمود)

بسلسلہ : اصلاحُ العلماء والمدارس ترتیب: محمد رضوان صاحب

ضروری علمِ دین کے لئے عربی پڑھنا ضروری نہیں

(تعلیماتِ حکیم الامت کی روشنی میں)

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❀......''مسلمانوں کو علمِ نافع (نفع بخش علم) حاصل کرنا چاہئے، اور اس کی طرف پوری توجہ کرنا چاہئے، یہ دیکھا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو نماز روزہ کی طرف تو توجہ ہے مگر علمِ نافع کی طرف توجہ نہیں اگر کوئی نماز نہ پڑھے، روزہ نہ رکھے، زکوٰۃ نہ دے، حج نہ کرے تو سب لوگ اس کو بُرا بھلا کہنے لگتے ہیں اور اگر کوئی شخص علمِ دین بالکل حاصل نہ کرے تو اس کو بُرا کوئی نہیں کہتا، حالانکہ بقدرِ ضرورت علم حاصل کرنا ہر شخص کے ذمہ ویسا ہی فرضِ عین ہے جیسا کہ نماز روزہ وغیرہ۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ سب لوگ مولوی بن جاویں اور میرا یہ مطلب ہو کیونکر سکتا ہے، میں تو ابھی اہلِ مدارس کو مشورہ دے چکا ہوں کہ وہ سب طلبہ کو مولوی نہ بنایا کریں تو جب میں سب طلبہ کا مولوی ہونا پسند نہیں کرتا تو عوام کا مولوی ہونا میں کیوں چاہوں گا۔ پس آپ اس سے نہ گھبرائیں کہ آپ کو مولوی بننا پڑے گا بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ مسائل واحکامِ شرعیہ کا علم بقدرِ ضرورت اُردو زبان ہی میں حاصل کرلیا جائے اور بچوں کو مکتب میں قرآن اور دینی رسائل پڑھنے کے لئے بھیجا جائے، جب وہ بقدرِ ضرورت مسائل سے واقف ہوجائیں پھر تمہیں اختیار ہے جس کام میں چاہو لگاؤ، اور جو رؤساء (مالداروں) کے بچے ہیں جن کو خدا نے مالی وُسعت عطا فرمائی ہے اُن کو چاہیے کہ علمِ دین کی پوری تعلیم دی جائے کیونکہ ان کو معاش (کمائی) کی فکر سے خدا نے بچایا ہے تو اس کا شکر اس طرح ادا کرنا چاہئے کہ یہ لوگ دین کی خدمت کریں اور اگر پوری تعلیم نہ دی جائے تو کم از کم قرآن اور اردو کے ضروری دینی رسائل تو ان کو ضرور پڑھا دیئے جائیں تاکہ وہ اپنے مذہب سے تو کسی قدر واقف ہوجائیں اور جو لوگ اردو بھی نہ پڑھ سکیں جیسے گاؤں کے کاشت کار وغیرہ ان کو چاہیے کہ علماء سے ملتے رہیں اور مسئلے پوچھتے رہیں، اگر وہ روزانہ ایک مسئلہ بھی یاد کرلیا کریں تو

سال بھر میں تین سو ساٹھ مسئلے یاد ہو سکتے ہیں۔

رہ گئیں عورتیں ان کو مرد تعلیم دیا کریں اور جو مرد پڑھے لکھے نہ ہوں وہ عورتوں سے کہہ دیا کریں کہ تم کو جو مسئلہ پوچھنا ہو ہم سے کہہ دیا کرو ہم علماء سے پوچھ کر تم کو بتلا دیں گے۔

لیجئے اس ترکیب سے ساری اُمّت بقدرِ ضرورت علم سے فیض یاب ہو سکتی ہے اور جو لوگ اردو پڑھ بھی سکتے ہیں ان کو علماء سے ملنے ملانے اور سوال کرنے کا عادی رہنا چاہئے کیونکہ بعضی بات کتاب سے حل نہیں ہوتی، علماء سے زبانی دریافت کر کے اس کی حقیقت حل ہو جاتی ہے اور دین کے ساتھ تعلق و مناسبت تو بدون (بغیر اللہ والوں کی) صحبت کے حاصل ہوتا ہی نہیں۔

صاحبو! آج کل علم کی سخت ضرورت ہے کیونکہ اول تو مخالفینِ اسلام جاہل مسلمانوں کو طرح طرح سے بہکاتے پھرتے ہیں پھر خود مسلمانوں میں بعضے فرقے ایسے موجود ہیں جو ظاہر میں اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مگر واقع میں وہ اسلام سے دُور ہیں اور بعضے گو (اگرچہ) مسلمان ہیں مگر گُمراہ ہیں تو بعضے جاہل مسلمان ان گمراہ لوگوں کی باتوں کو اسلام کی باتیں سمجھنے لگتے ہیں اور دھوکے میں پڑ جاتے ہیں، پھر جو جماعت اہلِ حق کی کہلاتی ہے ان میں بھی بعضے ایسے ہیں جنہوں نے دنیوی اغراض کو قبلہ وکعبہ بنا رکھا ہے کہ جس کام کے ساتھ ان کی دنیوی غرض متعلق ہوئی اس کو انہوں نے دین کا لباس پہنا کر عوام کے سامنے ظاہر کر دیا اور جس چیز کی ممانعت سے ان کی اغراض میں خلل پڑتا ہو اس کی حُرمت کو ظاہر نہیں کرتے اسی لیے وہ بہت سی باتوں کو جن کو پہلے جائز کہتے تھے آج حرام کہنے لگے اور جن باتوں کو ہمیشہ سے حرام و ناجائز کہتے تھے آج ان کی حرمت کو ظاہر نہیں کرتے۔

صاحبو! یہ غرض وہ چیز ہے جس میں انسان دین سے اندھا بن جاتا ہے، مولانا (روم رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد — صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

چوں دہد قاضی بدل رشوت قرار — کے شناسد ظالم از مظلوم زار

(یعنی جب غرض آجاتی ہے تو ہنر پوشیدہ ہو جاتا ہے اور دل کی جانب سے سینکڑوں پردے آنکھوں پر پڑ جاتے ہیں۔ جب قاضی رشوت لینے کی دل میں ٹھان لیتا ہے تو ظالم اور مظلوم میں امتیاز نہیں کر سکتا)''

(وعظ تعظیم العلم مشمولہ خطباتِ حکیم الامت ج ۲۷ ص ۷۹ تا ۸۱ بعنوان فضائلِ علم)

❀......''عوام کی غلطی یہ ہے کہ وہ علمِ نافع کو بھی حاصل نہیں کرتے وہ اگر معقول (عقلی علم) سے بچے ہوئے ہیں تو دینیات سے بھی بے خبر ہیں اور یہ غلطی جو عوام کرتے ہیں وہ بھی درحقیقت علماء ہی کی ذاتِ مقدس سے نکلی ہے کیونکہ ہر فتنہ ہمارے ہی سے نکلتا ہے عوام کا فساد اکثر کسی عالم کے فساد سے پیدا ہوتا ہے چنانچہ دنیا میں جس قدر بدعات و منکرات پھیلی ہیں کسی عالم کا ہاتھ اُن میں پہلے شریک ہوا ہے۔ بِنا (بنیاد) اس غلطی کی یہ ہے کہ عوام نے علمِ دین کو عربی ہی کے ساتھ مخصوص سمجھ لیا ہے اور عربی پڑھنے کی ہر ایک کو فرصت نہ تھی تو اب انہوں نے اردو میں بھی مسائل نہ سیکھے کیونکہ اردو میں مسائل پڑھ لینے کو وہ علم ہی نہیں سمجھتے، انہوں نے یہ خیال کیا کہ جب اردو میں پڑھ لینے کے بعد بھی ہم جاہل ہی رہیں گے تو اس کی بھی کیا ضرورت ہے، اور یہ غلطی ہماری پیدا کی ہوئی اس لیے ہے کہ آج کل واعظین جب علم کی فضیلت بیان کرتے ہیں اور جتنی حدیثیں پڑھتے ہیں ان کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ عربی پڑھنی چاہئے اور جتنے عربی مدارس ہیں ان کی امداد کرنی چاہیے پس اگرچہ یہ لوگ صاف صاف یہ نہیں کہتے کہ علمِ دین عربی کے ساتھ مخصوص ہے مگر ان سب فضائل پر عربی کی تعلیم کو متفرع کرنا اور مدارسِ عربیہ کی امداد پر توجہ دلانا لازمی طور پر عوام کے دلوں میں یہ خیال پیدا کرتا ہے کہ بس جتنے فضائل علم کے بیان کیے گئے ہیں یہ سب عربی ہی کے ساتھ خاص ہیں، بدون (بغیر) عربی میں علم حاصل کیے یہ فضائل حاصل نہ ہوں گے۔ واعظوں کا مقصود تو محض مدارس کی امداد پر توجہ دلانا تھا مگر عوام اس سے یہ سمجھ گئے کہ یہ فضائل جب ہی حاصل ہوں گے جب کہ عربی میں اس علم کو حاصل کیا جائے۔ شاید یوں سمجھے ہوں کہ عربی خدا تعالیٰ کی بولی ہے اور اُردو ہماری بولی، تو علمِ دین تو خدا تعالیٰ ہی کی بولی میں ہونا چاہیے اور یہ مذاق صرف عوام ہی کا نہیں بگڑا بلکہ بعض طالبِ علم بھی اس غلطی میں مبتلا ہیں'' (وعظ تعیم التعلیم مشمولہ خطباتِ حکیم الامت ج ۲ ص ۱۸۹، ۱۹۰ بعنوان علم و عمل)

❀......''اس غلطی کا منشاء زیادہ تر علماء کی کوتاہی ہے کہ انہوں نے کبھی صاف صاف یہ نہیں کہا کہ اردو میں علمِ دین پڑھ لینے سے بھی وہ فضائل حاصل ہو سکتے ہیں جو احادیث و قرآن میں علم کے لئے وارد ہیں، حالانکہ حدیث و قرآن میں کہیں عربی کی تخصیص نہیں۔ چنانچہ اس

آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ علمِ مضر (نقصان دہ علم) وہ ہے جو آخرت میں کام نہ آوے اور نافع (فائدہ مند علم) وہ ہے جو آخرت میں کام آوے۔اس میں کہیں یہ قید نہیں کہ وہ عربی میں ہونا چاہیے۔مگر شاید علماء نے یہ بات صاف صاف اس لیے نہیں کہی کہ ان کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر ہم یہ کہہ دیں گے کہ اردو میں مسائل جان لینے سے بھی علم کی یہ فضیلتیں حاصل ہوسکتی ہیں تو پھر ہماری قدر نہ ہوگی ، پھر تو سارے ہی عالم ہوجاویں گے ،مگر میں کہتا ہوں کہ اس صورت میں بھی علماء کو نقصان ہوا بلکہ دو نقصان ہوئے ایک عوام کو ایک علماء کو۔عوام کو تو یہ نقصان ہوا کہ انہوں نے جب علم کو عربی کے ساتھ مخصوص سمجھا اور عربی پڑھنے کی سب کو فرصت یا ہمت نہ ہوئی اور اردو میں پڑھنے کو وہ علم ہی نہ سمجھے تو مسائلِ شریعت سے بالکل بے خبر رہ گئے اور علم ہی سے محروم ہوگئے۔علماء کا یہ ضرر (نقصان) ہوا کہ جب عوام علم سے بالکل محروم ہوگئے تو وہ علماء کی قدر و منزلت سے بھی اندھے ہوگئے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ ہر چیز کی قدر وہی کرسکتا ہے جس کو کچھ تو اس سے مناسبت ہو" (وعظ تعیم التعلیم مشمولہ خطبات حکیم الامت ج ۲ص ۱۹۳ بعنوان علم وعمل)

❁......"شریعت میں جتنے فضائل علم کے مذکور ہیں اُن سے مراد وہ علم ہے جو آخرت میں مفید ہو یعنی علم شرائع و احکام، انگریزی تعلیم اس سے مراد نہیں۔ہاں اگر انگریزی میں دینی مسائل کا ترجمہ ہوجائے تو پھر ان انگریزی کتابوں کا پڑھنا بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ اردو میں دینی رسائل کا پڑھنا۔مگر شرط یہ ہے کہ ترجمہ کرنے والا محض انگریزی دان نہ ہو بلکہ محقق عالم ہو یا کسی انگریزی دان محقق عالم نے اس کی اصلاح اور تصدیق کردی ہو" (وعظ تعیم التعلیم مشمولہ خطباتِ حکیم الامت ج ۲ص ۲۲۶ بعنوان علم وعمل)

❁......"اگر انگریزی میں کسی محقق نے دینی مسائل لکھ دیے ہوں تو پھر ان انگریزی کتابوں کا پڑھنا بھی ثواب میں داخل ہے۔باقی عام لوگوں کی انگریزی کتابیں خواہ وہ دین ہی کی طرف منسوب ہوں قابلِ اعتبار نہیں۔اور جن میں دین کا نام بھی نہ ہو وہ تو محض دنیا ہے ایسی تعلیم وتعلّم پر علمی فضیلت کی احادیث و آیات کو منطبق کرنا تو نری جہالت ہے" (وعظ تعیم التعلیم مشمولہ خطباتِ حکیم الامت ج ۲ص ۲۲۸ بعنوان علم وعمل)

❁......"خلاصہ یہ ہوا کہ تعلیمِ علمِ دین کو وسیع کرنا چاہیے،علمِ دین کو عربی ہی کے ساتھ مخصوص نہ کرنا چاہیے" (وعظ تعیم التعلیم مشمولہ خطباتِ حکیم الامت ج ۲ص ۲۲۸ و ۲۲۹ بعنوان علم وعمل)

❁......''صاحبو! حضور ﷺ نے ''طالبُ الکتاب''نہیں فرمایا بلکہ ''طالبُ العلم'' فرمایا ہے تو احکام سے واقفیت پیدا کرو خواہ پوچھ کر یا پڑھ کر، عربی زبان میں یا اُردو زبان میں۔ زبان کوئی خاص مقصود نہیں ہے'' (وعظ طلب العلم مشمولہ خطباتِ حکیم الامت ج ۲۷ ص ۱۱۴ بعنوان فضائلِ علم)

❁......''طالبِ علم کے یہ معنیٰ نہیں کہ وہ عربی پڑھیں، یہ تو ان کے لئے ہے جو فارغ ہوں ورنہ یہی معمول رہا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی اور تابعین رحمہم اللہ کا بھی کہ ضرورت کے موافق پوچھتے اور اس پر عمل کرتے تھے تو عربی نہ پڑھنے والے یہ نہ سمجھیں کہ ہم کو طلبِ دین کی فضیلت حاصل نہیں، حدیث میں ہے:

اِنَّ الْمَلاَئِکَۃَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتِھَا رِضاً لِطَالِبِ الْعِلْمِ

(بے شک فرشتے طالبِ علم سے خوش ہو کر اس کے لئے اپنے بازو بچھا لیتے ہیں)

یعنی ملائکہ ان کے لئے جھک جاتے ہیں ''تَضَعُ'' کے یہی معنیٰ ہیں اور یہ کہیں نظر سے نہیں گذرا کہ طالبِ علم کے پیر کے نیچے پر بچھا دیتے ہیں اگر انہی لفظوں سے یہ سمجھا ہے تو محلِ کلام ہے اور اگر کوئی اور روایت ہے جو ہم تک نہیں پہونچی تو بسر و چشم قبول ہے، ان روایتوں کو سن کر اکثر لوگ دل شکستہ ہوتے ہیں کہ ہم کو یہ فضیلت حاصل نہیں مگر میں مطلع کرتا ہوں کہ کوئی دل شکستہ نہ ہو ہر شخص یہ فضیلت حاصل کرسکتا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ معاملات وعقائد وغیرہ کا اہتمام کرے اور غور کرتا رہے اور جو نہ معلوم ہو پوچھتا رہے بس یہ طالبِ علم ہو گیا اور اس کے لئے وہی تعظیم ہو گئی۔ ہاں جو مقتدا (پورا عالمِ دین) بن جائے وہ اس فضیلت کے ساتھ نائبِ رسول بھی ہو گا ورنہ طلبِ علم کی فضیلت ہر شخص کو حاصل ہو سکتی ہے تو یہ کیا کچھ کم دولت ہے''

(وعظ طلب العلم مشمولہ خطباتِ حکیم الامت ج ۲۷ ص ۱۱۷ بعنوان فضائلِ علم)

علم کے مینار

محمد امجد حسین صاحب

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

ہر چہ گیرد علّتی ...... (قسط۳)

جدید مغربی تعلیم کا دائرہ اثر اگر صرف معاشی میدان تک محدود ہوتا اور کاروبار زندگی میں آدمی کو کسی مفید فن اور ہنر سے آراستہ کر کے اس کی عملی و دماغی صلاحیتوں کو ریاست اور معاشرے کے لئے سودمند اور فائدہ مند بنانے تک معاملہ رہتا تو اس پر حرف گیری کی کوئی وجہ نہیں بنتی تھی، ہر زمانے میں انسانی معاشرے اپنے تجربات و مشاہدات اور عقل و ہنر کو کام میں لاکر اور بہتر سے بہتر کا سفر جاری رکھ کر ہی ارتقاء کی منزلیں طے کرتے رہے ہیں اور تہذیب و تمدن کی تراش خراش ہوتی رہی ہے، اسی تگ و دو نے انسانیت کے قافلے کو پتھر اور غاروں کے دور سے ایٹم اور مصنوعی سیاروں کے دور تک پہنچایا۔

ارتقاء کے ہزاروں سال پر محیط اس پورے سفر کا سب سے سنہری دور اور تیز گامی و بلند پروازی کا زمانہ اسلام کی آمد کے بعد کا زمانہ ہے، اسلام نے ایک طرف اگر روحانیت اور خدا پرستی کی کامل ترین تعلیمات کی روشنی سارے عالم میں پھیلا کر گمراہی کی تیرہ و تار شب کی بساط لپیٹی تو دوسری طرف کائناتی تصرفات کے ذریعے مادی ارتقاء کی منزلیں طے کرنے کا سب سے بڑا حامی بھی تمام مذاہبِ عالم میں کوئی مذہب ہے تو اسلام ہی ہے اور سب سے بڑی داعی تمام مذہبی نوشتوں میں اگر کوئی کتاب ہے تو قرآن ہے اور سب سے بڑی علمبردار تمام اقوامِ عالم میں کوئی قوم اگر رہی ہے تو مسلمان قوم ہے قرآن ہی نے ''**ولکم مافی الارض جمیعاً**'' کا شاہی اعلان کر کے اور انسان کے لئے تمام کائنات کے مسخر ہونے کا انکشاف کر کے بنی آدم کو یہ حوصلہ دیا کہ وہ حجر و شجر اور نبات و جماد سے صنم تراش کر اس کے آگے جبینِ نیاز جھکانے اور آداب بندگی بجالانے کے بجائے پتھر سے جوہر نچوڑے اور اس آب و گل اور ثوابت و سیار کی دنیا کو اپنے مخفی کمالات اور خوابیدہ صلاحیتوں کے اظہار کے لئے خام مال سمجھے:۔

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفٰے سے مجھے — کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں
وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے — غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا

ورنہ اسلام سے پہلے دنیا کا عمومی نقشہ مظاہر فطرت سے مرعوبیت اور پھر اسی راہ سے ان مختلف مخلوقات کی

پرستش ومعبودیت کا تھا: ؎

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر ‏ ‏ ‏ کہیں مسجود تھے پتھر، کہیں معبود شجر
کس نے ٹھنڈا کیا آتش کدہ ایران کو ‏ ‏ ‏ کس نے پھر زندہ کیا تذکرہ یزداں کو
کس کی شمشیر جہانگیر، جہاندار ہوئی ‏ ‏ ‏ کس کی تکبیر سے دنیا تیری بیدار ہوئی

لیکن یہ جدید مغربی تعلیم جس کا اجراء مغربی استعمار کے گزشتہ استحصالی اور نوآبادیاتی نظام کے سیاہ دور میں ایشیا وافریقہ کی وسیع محکوم ومجبور دنیا میں ہوا، اس کا اپنا خاص پسِ منظر ہے وہ یہ کہ یہ نظامِ تعلیم نمائندہ ہے مغرب کے مادی تہذیب وتمدن کا اور ہراول دستہ ہے اس کلچر وثقافت کا جس کی اٹھان مادیت، اباحیت، الحاد، دہریت اور زندگی کی سفلی خواہشات کی تکمیل کے جذبے پر ہوئی ہے، اس لئے اس میں مذہب اور بلند اخلاقی وروحانی اقدار کی کوئی گنجائش کم ہی نکلتی ہے [1] مذہب اور انسان کی اخلاقی وروحانی اقدار ہی وہ بنیادیں ہیں جو انسان کو مقامِ انسانیت پر برقرار رکھتی ہیں اور سفلی خواہشات کو مضمحل کر کے علوی ملکات کے حصول کا جذبہ انسان میں پیدا کرتی ہیں اور مادی مقتضیات کی بے لگام حرص وہوس کو لگام ڈال کر انسان کو قناعت، ایثار وقربانی کا خوگر بناتی ہیں۔

پھر اس نظامِ تعلیم کے آغاز وشیوع میں سامراج کی جو سوچی سمجھی پالیسی کارفرما تھی، جیسا کہ لارڈ میکالے کی بیان کی ہوئی سکیم سے واضح ہے (دیکھئے پیچھے قسط ۲ حاشیہ نمبر ۱) وہ بھی قومی زندگی کے لئے کسی زہر ہلاہل سے کم نہ تھی کیونکہ اس کا حاصل یہ تھا کہ اس تعلیم کی مفتوح قومیں، آزادی اور خودداری سے دستبردار ہو جائیں اور غیر قوم کے لئے بے دام غلام ہونے پر صابر وشاکر ہو جائیں۔ اس تعلیم پر یہ تبصرہ ہم کوئی سرسید وحالی کے دور میں نہیں کر رہے کہ جب ان بزرگوں کو قوم کا حقیقی مصلح ونجات دہندہ باور کرا کے مخالفت کرنے والوں کو ابلہ مسجد ودقیانوس گردان کر غباوت وحماقت سے متصف کیا جاتا تھا بلکہ اب تو اس شجرۂ ممنوعہ کو برگ وبار لائے ہوئے بھی دوسری صدی چل رہی ہے اور اس کے ثمر بار ہونے کے بعد ڈاکٹر اقبال، اکبرالہ آبادی، محمد علی جوہر، ظفر علی خان وغیرہم مشاہیر کا ردعمل کا دور گزر چکا ہے جو خود اسی بھٹی سے نکلے تھے:

ع ‏ ‏ اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثلِ خلیلؑ

---

[1] ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے اس حقیقت کا اعتراف یوں کیا ہے "ہمارے اینگلو انڈین سکولوں سے کوئی نوجوان خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان ایسا نہیں نکلتا جو اپنے آباء واجداد کے مذہب سے انکار کرنا نہ جانتا ہو، ایشیا کے پھلنے پھولنے والے مذاہب جب مغربی سائنس بستہ حقائق کے مقابلے میں آتے ہیں تو سوکھ کر لکڑی ہو جاتے ہیں (ہمارے ہندوستانی مسلمان بحوالہ نقشِ حیات حصہ اول ص ۱۸۷)

اورخود سرسید، حالی، شبلی جو مسلمانانِ ہند میں عمومی سطح پر یہ نظامِ تعلیم رائج کرنے کے علمبر دار تھے ان کی اس تعلیم کے ثمرات سے مایوسی اور تلخ تجربات کا پیچھے ذکر ہو چکا ہے، پاکستان بننے کے بعد اسلامیان پاکستان کو بجا طور پر یہ امید تھی کہ اسلام کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آنے والے اس ملک میں اسلامی دستور نافذ ہوگا، یہاں کا نظامِ اقتصادیات، نظامِ تعلیم اور ساری معاشرت وتمدن کی اٹھان اسلامی اصولوں اور قرآنی ضابطوں کی مستحکم و پائیدار بنیادوں پر ہوگی، بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح اور دیگر قائدین جدوجہد آزادی کے دوران بھی اور ملک بننے کے بعد بھی یہ بات اپنے نشری خطبات ومقالات میں اتنی بار پوری پوری وضاحت اور یقین کے ساتھ کہہ چکے تھے کہ اس کے برخلاف کسی اور چیز کا احتمال ہی نہ تھا اور اسی اعتماد واطمینان پر قوم نے وہ لازوال وبے مثال قربانیاں دیں جس نے ۱۸۵۷ء کی تاریخ دہرادی، لیکن بدقسمتی سے بانئ پاکستان کی عمر نے وفا نہ کی اور ان کے بعد شہیدِ ملت لیاقت علی خان کی زندگی بھی بہت جلد سازشوں کی بھینٹ چڑھ گئی، اس دن سے پاکستان کی تاریخ کے سیاہ دور کا آغاز ہوا اور قوم سے وعدہ خلافی اور اسلام سے بغاوت کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوا، وہ دن ہے اور آج کا دن ہے کہ یہ خطہ پاک جس کو بانی پاکستان اسلام کے عملی نفاذ کی تجربہ گاہ بنانا چاہتے تھے [1] سامراجی وطاغوتی طاقتوں کی سازشوں کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے، اور اس ملک کے جی دار سپوت جب اقتدار کی سنگھاسن پر براجمان ہوتے ہیں تو دین کے نام لیواؤں کو بنیاد پرستی کا طعنہ دے کر ملک کی نظریاتی بنیادوں کو اکھیڑنا شروع کر دیتے ہیں اور جہاں جہاں اسلام کا کوئی نقش نظر آتا ہے اس کو حرفِ غلط کی طرح مٹانا اپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں چنانچہ گزشتہ کچھ سالوں سے اس خطہ پاک میں دیگر بہت سے سیکولر اقدامات اور دین سے بیزار پالیسیوں کے علاوہ نظامِ تعلیم نے بھی جو ہوش ربا جلوے دکھانا شروع کئے ہیں اور تجارت کی گرم بازاری میں اپنی اونچی دکان (بمع پھیکے پکوان) کے ساتھ معاشی منفعت میں سب سے آگے نکلا جا رہا ہے اور مذہب واخلاقی اقدار کا اگر کوئی شمہ اسلامی جمہوریہ کی قلمرو میں داخل ہونے کے ناطے اس کے دامن میں

---

[1] جیسا کہ ۱۲ جنوری ۱۹۴۸ء کو اسلامیہ کالج پشاور میں تقریر کرتے ہوئے بانئ پاکستان نے ارشاد فرمایا ''ہم نے پاکستان کا مطالبہ زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم اسلامی اصولوں کو آزما سکیں (تصورِ پاکستان بانیانِ پاکستان کی نظر میں ص ۲۷)

ملحوظہ: قیامِ پاکستان کے مقاصد کے حوالے سے بانی پاکستان کے افکار اور تفصیلی ارشادات، نیز شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی، شہیدِ ملت لیاقت علی خان، نواب بہادر یار جنگ وغیرہ قائدینِ پاکستان کے ارشادات اور علامہ اقبال کے خطبہ الٰہ آباد کے لئے ''شریعہ اکیڈمی اسلام آباد'' کی شائع کردہ اس کتاب ''تصورِ پاکستان بانیانِ پاکستان کی نظر میں'' کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

ٹانک دیا گیا تھا تو اس سے دامن کو جھٹک کر جس طرح مٹک رہا ہے، اس اندازِ دل ربائی پر اور جلوہ ہوش ربائی پر قوم وملت کو سو جان سے نثار ہو جانا چاہئے، کیا مذہب کے نام پر لاکھوں شہیدوں کے خون اور اسلام کی ہزاروں عفت مآب بیٹیوں کے دریدہ آنچل اور لٹی پٹی عصمتوں کا نذرانہ پیش کر کے یہ خطہ پاک اسی دن کے لئے معرضِ وجود میں لایا گیا تھا کہ یہاں کے کوچہ وبازار اور کچہری و دربار میں اسلام کے بخیے اُدھیڑنے کے بعد نسلِ نو کے قلب ودماغ سے اس کا آخری موہوم سا تصور بھی کھرچ دیا جائے؟

اس طرح مغرب کے کور باطن، مردہ ضمیر لیکن روشن خیال سورماؤں کے ساتھ انجذاب کے لئے ہماری پوری قلب ماہیت ہو جائے گی اور پھر ہم یوں نعرۂ مستانہ بلند کریں گے:

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

ہم ان نام نہاد دانشورانِ قوم اور زعیمانِ ملت سے جو اپنی اسلام شکن اور ایمان سوز حرکتوں سے بنائے ملت مٹا رہے ہیں، اقبال ہی کے الفاظ مستعار لے کر بیزاری کا اظہار کرتے ہیں:

کل ایک شوریدہ خواب گاہِ نبی پر رو رو کے کہہ رہا تھا ۔ کہ مصر و ہندوستان کے مسلم بنائے ملت مٹا رہے ہیں
غضب ہیں یہ "مرشدانِ خودبین" خدا تیری قوم کو بچائے ۔ بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں

ذیل میں حضرت شاعرِ مشرق کے کلام سے وہ انتخاب ملاحظہ ہو جس میں اس نظامِ تعلیم کے کھوکھلے پن، روحانی اقدار سے تہی دامنی اور صحیح معنوں میں تعمیرِ انسانیت سے اس کی لاتعلقی اور مسلمانوں کی نئی نسل کو ایمانی حرارت، سوزِ عشق اور جذبِ دروں کے خداداد جوہر سے بیگانہ وتہی دست کرنے پر ردعمل کیا گیا ہے اور افرادِ امت کو احساس دلایا گیا ہے کہ وہ کیا کھو رہے ہیں اور کیا پا رہے ہیں؟

وہ آنکھ کہ ہے سرمۂ افرنگ سے روشن
پرکار و سخن ساز ہے نمناک نہیں ہے (بالِ جبریل)

خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ نہیں
تیرا علاج نظر کے سوا کچھ نہیں

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نا امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

عقل گو آستاں سے دور نہیں ۔ اس کی تقدیر میں حضور نہیں
دل بینا بھی کر خدا سے طلب ۔ آنکھ کا نور دل کا نور نہیں (بالِ جبریل)

اے لاالٰہ کے وارث! باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتار دلبرانہ، کردار قاہرانہ
تیری نگاہ سے دل سینوں میں کانپتے تھے
کھویا گیا ہے تیرا جذب قلندرانہ (بالِ جبریل)

مدرسہ عقل کو آزاد تو کرتا ہے مگر
چھوڑ جاتا ہے خیالات کو بے ربط و نظام

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

گرچہ مکتب کا جواں زندہ نظر آتا ہے
مردہ ہے مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس

معلوم ہیں مجھ کو تیرے احوال کہ میں بھی
مدت ہوئی گذرا تھا اسی رہ گزر سے

وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہے جہاں میں دو کفِ جَو

سُنی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشہ سیماب

(ضربِ کلیم)

مغربی اقوام نے عالمِ اسلام پر تسلط جمانے کے بعد جب اسلامی دنیا کو اپنے کلچر و ثقافت میں رنگنے اور اپنے نظامِ تعلیم کے ذریعے اسے اپنی درخشندہ اسلامی روایات سے محروم کرنے اور اپنی شاندار ماضی سے اس کا ناطہ توڑنے کی لگی بندھی پالیسیوں کو عملی جامہ پہنانا شروع کیا تو سارے عالمِ اسلام میں مادیت و روحانیت اور جدید و قدیم کی ایک بہت زبردست کشمکش شروع ہوگئی (جس کا تسلسل آج بھی جاری ہے) اس طاغوتی یلغار میں سامراج نے ہر اسلامی خطے میں اپنے گماشتے شطرنج کے مہروں کی طرح میدان میں اتارے، یہ وہ نام نہاد جدت پسند اور دین بیزار لیڈر تھے جو تجدد و اجتہاد کے نام پر قرآن و سنت اور شریعتِ حقہ پر اپنے الحاد کے نشتر چلاتے، کیا ہندوستان، کیا مصر، کیا ترکی [۱]، ہر اسلامی خطے میں اس طبقے نے پر پرزے نکالے اور رائے عامہ کو پینترے بدل بدل کر اپنا ہمنوا بنایا، ضربِ کلیم میں "مُصلحینِ مشرق"

[۱] اس سلسلے میں قدرے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مفکر اسلام ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی تصنیفِ لطیف "مسلم ممالک میں اسلامیت ومغربیت کی کشمکش"، خصوصاً اس کا باب "عالمِ اسلام میں تجدد و مغربیت کی تحریک، اس کے حامی و ناقدین"۔

کے عنوان سے نظم میں اقبال [۱] نے ان پر یوں تبصرہ کیا ہے:

میں ہوں نو امید تیرے ساقیانِ سامری فن سے
کہ بزمِ خاوراں میں لے کے آئے ساتگیں خالی

نئ بجلی کہاں ان بادلوں کے جیب و دامن میں
پرانی بجلیوں سے بھی ہے جن کی آستیں خالی

اور ان کے آوازہ تجدید کے پسِ پردہ مقاصد کا پول یوں کھولا ہے:

لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ آوازہ تجدید
مشرق میں ہے تقلیدِ فرنگی کا بہانہ

(جاری ہے............)

[۱] ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ مذکورہ کتاب کے مذکورہ باب میں ''ڈاکٹر اقبال اور مغربی تہذیب پر ان کی تنقید'' کے زیرِ عنوان فرماتے ہیں ''ان انقلابی ناقدین میں سب سے نمایاں نام علامہ محمد اقبال کا ہے جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ تعلیم جدید نے اس صدی کے اندر ان سے بہتر نمونہ پیش نہیں کیا، ان کو جدید مشرق کا سب سے زیادہ بالغ نظر مفکر قرار دیا جا سکتا ہے، مشرق کے اہلِ نظر اور ذہین افراد میں کوئی ایسا نہ تھا جس نے مغربی تہذیب و افکار کا اتنی گہری نظر سے مطالعہ کیا ہو اور اس قدر جرأت کے ساتھ اس پر تنقید کی ہو (مسلم ممالک میں اسلامیت و مغربیت کی کشمکش ص ۱۱۱)

(بقیہ متعلقہ صفحہ ۲۴ ''حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ (قسط ۷)'')

میزبان ''جناب ظفر صاحب'' کو بلا کر انہیں مرحمت کیا اور فرمایا کہ یہ میزبان کا حق ہے، اب وہ چاہیں تو خود کھائیں اور کسی دوسرے کو چاہیں تو انہیں دیدیں۔

کھانے کے تقاضوں سے فراغت پا کر حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے کھانے کے بعد کی دعا پڑھی اور میزبان کو سامنے بٹھا کر کچھ بلند آواز سے یہ دعا بھی پڑھی۔

اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَاَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ

ترجمہ: ''تمہارا کھانا نیک صالح لوگ کھائیں اور تمہارے اوپر فرشتے رحمت بھیجیں اور تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں'' (مشکوۃ ص ۳۶۹ بحوالہ شرح السنۃ)

پھر فرمایا کہ یہ بہت عظیمُ الشان دعا ہے، جس کے پڑھنے کا مہمان کو اہتمام کرنا چاہئے اور کیونکہ اس دعا میں میزبان کے لئے خطاب کا جملہ موجود ہے، اس لئے میزبان کو خطاب کر کے یہ دعا پڑھنی چاہئے، میں نے اسی لئے میزبان کو سامنے بٹھایا ہے تا کہ ان کو مخاطب کر کے یہ دعا پڑھی جا سکے۔ اس کے بعد حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے کھانے کے برتن اور دسترخوان اُٹھالینے کا حکم دیا۔ (جاری ہے............)

تذکرۂ اولیاء جناب عبدالسلام صاحب

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ (تیسری وآخری قسط)

شیخ کا سیاسی کردار

چنگیز کی تاتاری یلغار سے کچھ پہلے جب عباسی خلیفہ ناصر لدین اللہ اور سلطان علاؤالدین خوارزم شاہ کی عداوت اور دشمنی زوروں پر تھی اور سلطان خوارزم اپنی طاقت وسطوت کے نشے میں بدمست ہوکر عباسی خلافت پر چڑھائی کرکے مرکز خلافت ختم کرنے کے منصوبے بنا رہا تھا، اس وقت خلیفہ ناصر نے امت کو اس انتشار وافتراق سے بچانے کے لئے اپنی طرف سے صلح کے لئے جو خیر سگالی وفد خوارزم شاہ کے پاس بھیجا تھا اس وفد میں سربر آوردہ شخصیت شیخ شہاب ہی تھے، شیخ نے ایمانی تڑپ کے ساتھ خوارزم شاہ کو سمجھایا لیکن اس کے سر پر خون سوار تھا وہ شیخ سے گستاخی کا بھی مرتکب ہوا، اس کے بعد خوارزم شاہ سے مزید وہ نالائقیاں سرزد ہوئیں جنہوں نے تاتاری درندوں کے لئے عالمِ اسلام پر یلغار کرنے کا راستہ صاف کردیا، اور تاتاری ریلے کی لپیٹ میں سب سے پہلے خوارزم شاہی سلطنت ہی آئی تھی، تاتاریوں نے یہیں پر سب سے پہلے آگ اور خون کے دریا بہائے تھے، مورخین نے لکھا ہے کہ شیخ شہاب نے خوارزم شاہ کے مندرجہ بالا سلوک اور طرزِ عمل کی وجہ سے اسے بددعا بھی دی تھی ؎

چوں یکے از قوم بیدانشی کرد نہ کہہ را عزت ماند نہ مہ را [۱]

شیخ الشیوخ کا نامور بھانجا

مشہور صاحبِ دل فارسی شاعر عراقیؒ شیخ الشیوخ کے بھانجے تھے، ان کا تذکرہ مولانا جامیؒ نے نفحات الانس میں کیا ہے، عراقیؒ سیر وسیاحت کرتے کرتے ملتان پہنچے تو یہاں شیخ الشیوخ کے خلیفہ اعظم شیخ بہاؤالدین زکریا کی قوت جاذبہ اور تاثیر عشق نے انہیں شکار کرکے گھائل کردیا ؎

---

[۱] ترجمہ: جب قوم کا ایک فرد نالائقی کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی سزا ساری قوم کو بھگتنی پڑجاتی ہے نہ کسی چھوٹے کی عزت باقی رہتی ہے نہ بڑے کی۔

سودے کے لئے بازار گئے ہم ہاتھ اس کے بکے جس کے خریدار گئے ہم

عراقی اس واردات باطنی کا حال یوں سناتے ہیں ''برمثال مقناطیس کہ آہن کشد ....شیخ مرا جذب کند و مقید خواہد کرد، ازیں جا زود تر بائد رفت''۔

شیخ بہاؤالدین نے اپنی بیٹی عراقی سے بیاہ دی تھی اور ان کی پوری طرح خاطر داری کی، عراقی نے ملتان میں کافی عرصہ گذارا اور شیخ کی خانقاہ میں چلّہ کشی بھی کی، عالم وجد میں عراقی نے وہاں وہ مشہور منظوم کلام کہا جس نے شیخ پر بھی استغراق طاری کر دیا اس منظوم کلام کے دو اشعار یہ ہیں ۔

بعالم ہر کجا رنج و ملامت بہم بردند و عشقش نام کردند

چو خود کردند رازِ خویشتن فاش عراقی را چرا بدنام کردند

شیخ الشیوخ کی تالیفات علمیہ

اسماعیل پاشا بغدادی نے ''ہدیۃ العارفین'' میں جس کو کشف الظنون (ملا کاتب چلپی کی) کا تکملہ سمجھنا چاہئے، آپ کی درج ذیل تالیفات کا ذکر کیا ہے: عوارف المعارف فی التصوف (یہ شیخ کی تصوف پر مشہور زمانہ تصنیف ہے) ارشاد المریدین، الاسماء الاربعون، اعلام الہدیٰ، بہجۃ الابرار، رسالۃ السیر والطیر، رسالہ فی السلوک، الرحیق المختوم، الرسالۃ العاصمیہ، رشف النصائح الایمانیہ وکشف الفضائح الیونانیہ (یہ منطق یونانی کی تغلیط میں ہے) عقیدہ ارباب التقیٰ (ہدیۃ العارفین ج۵ ص ۴۸۵)

عوارف المعارف تصوف میں بڑے پائے کی کتاب ہے، ۶۳ ابواب پر مشتمل ہے جس میں صوفیاء کے تفصیلی احوال اور سلوک کے اعمال واشغال کا ذکر ہے، عوارف پر نویں صدی ہجری کے نادر روزگار امام میر سید شریف جرجانی رحمہ اللہ کی تعلیقات ہیں اور بعض دیگر علماء نے اس کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے (کشف الظنون ج۲ ص ۱۱۷۷)

عوارف المعارف کا تعارف

شیخ شہاب رحمہ اللہ شریعت وتصوف دونوں میں اونچے سے اونچے مرتبہ پر فائز تھے اور تصوف میں مستقل سلسلہ کے بانی اور بعد کے مشائخ وصوفیاء کے لئے سند اور معیار تھے آپ کے علوم ومعارف اور باطنی کمالات کا نایاب گنجینہ اور بے مثال نمونہ تصوف میں آپ کی معرکۃ الآراء کتاب عوارف المعارف ہے عوارف المعارف کیا ہے؟ صوفیاء کے علوم، آداب، مقامات، مکاشفات، مجاہدات اور مشاہدات کا وسیع

ذخیرہ ہے۔ پوری کتاب تریسٹھ ابواب پر مشتمل ہے ہر باب میں شریعت وطریقت اس طرح ہم آغوش ہیں کہ ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا تمام صوفیانہ احوال واشغال کو قرآن، حدیث اور سلف کے آثار کے استناد واستشہاد کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور اس راہ کے رہزنوں اور ہوس پرستوں کے لئے اصلاح نفوس کے اس دینی شعبے میں کوئی جائے پناہ نہیں چھوڑی اور ان کی ملمع سازیوں اور دسیسہ کاریوں کی قلعی کھولی ہے چنانچہ بائیسویں سے لے کر پچیسویں باب تک سماع کا بیان ہے ان ابواب میں پہلے سماع کی اصل حیثیت وحقیقت اور اس کی جائز صورتیں اور سلف کے اس بارے میں اقوال واحوال بیان فرمائے پھر آگے سماع کے رد اور انکار کے متعلق مستقل باب میں رد وانکار کی وجوہات اور سماع کی وہ صورتیں جو مردود ہیں ان کا تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ نمونہ کے طور پر چند دیگر ابواب کے عنوان بھی ملاحظہ ہوں:

پہلا باب علوم صوفیہ کی پیدائش کے بیان میں۔

تیسرا باب علوم صوفیہ کی فضیلت میں۔

چوتھا باب صوفیہ کے حال اور ان کے طریق کے اختلاف کے بیان میں۔

پانچواں باب تصوف کی حقیقت کے بیان میں۔

آٹھواں باب ملامتی کے ذکر اور اس طبقہ کے حال کے بیان میں۔

نواں باب جو صوفی کہلائے اور در حقیقت صوفی نہ ہو۔

چودھواں باب اہل صفہ کے ساتھ اہلِ خانقاہ کی مشابہت کے بیان میں۔

چھبیسواں باب چلوں کی خاصیت کے بیان میں جو صوفیاء کھینچتے ہیں۔

آگے صوفیاء کے احوال ومقامات میں سے ایک ایک پر مستقل باب باندھ کر ان مقامات کی تفصیل کی ہے۔ ہمارے پیش نظر عوارف کا اردو مترجم نسخہ 1926ء کا چھپا ہوا ہے 684 صفحات پر مشتمل ہے۔ پوری کتاب دو حصوں میں منقسم ہے مترجم مولانا ابوالحسن (رحمہ اللہ) نامی بزرگ ہیں مطبع نول کشور لکھنو سے یہ نسخہ چھپا تھا۔

المصادر والمراجع

وفیات الاعیان ج ۲ (ترجمہ عمر شہاب الدین) طبقات الشافعیہ، طبقات الصوفیہ، اسلامی انسائیکلو پیڈیا، آب کوثر، مجالس صوفیہ، کشف الظنون، ہدیۃ العارفین، تاریخِ ملت ج ۲، عوارف المعارف مترجم

پیارے بچّو! ابو ریحان صاحب

ملک وملت کے مستقبل کی عمارت گری وتربیت سازی پر مشتمل سلسلہ

صاف سُتھرے اور میلے کچیلے بچّے

پیارے بچو! صفائی اور ستھرائی بہت ضروری چیز ہے، صفائی اور ستھرائی چاہے جسم کی ہو یا کپڑوں کی یا اپنی دوسری چیزوں کی، ہر چیز میں صفائی کی ضرورت ہوتی ہے، جسم کی صفائی یہ ہے کہ جسم پر میل کچیل اور گندگی نہیں ہونی چاہئے، دانت اور ناخن صاف ہونے چاہئیں، جس کا طریقہ یہ ہے کہ روزانہ صبح اٹھ کر صابن سے منہ ہاتھ دھوئیں اور ہاتھ منہ اور انگلیوں پر لگے ہوئے میل کچیل اور مٹی دھول کو رگڑ کر صاف کریں، روزانہ دانتوں میں مسواک، منجن، برش کیا کریں، کھانے سے پہلے ہاتھ ضرور دھولیا کریں اور کھانے کے بعد بھی، اور کھانا کھا کر اچھی طرح کلی کرلیا کریں، ہفتہ میں ایک دن ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کے ناخن کٹوایا کریں اور ناخنوں کے نیچے جمے ہوئے میل کچیل کو صاف کیا کریں۔

اسی طرح ہفتہ میں کم ازکم ایک مرتبہ صابن سے اچھی طرح نہایا کریں اور جسم پر چڑھے ہوئے میل کچیل کو رگڑ کر صاف کیا کریں، کپڑوں کی صفائی کا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی صاف کپڑے پہنا کریں ان کو صاف رکھنے کی کوشش کیا کریں، زمین پر اور گندی جگہ نہ بیٹھا کریں اور گندے ہاتھ اپنے کپڑوں سے صاف نہ کیا کریں، کھانا کھاتے وقت کھانے کی کوئی چیز کپڑوں پر نہ گرنے دیا کریں۔

اسی طرح اپنے جوتوں کو اور مدرسہ، اسکول کے قاعدے، سپارے، قرآن مجید اور کتابوں، کاپیوں اور بستے کو صاف رکھا کریں، ان پر گندے ہاتھ نہ لگایا کریں، ان کو گندی جگہ نہ رکھا کریں۔

جو بچے صفائی کا خیال نہیں کرتے ان کے جسم پر میل کچیل چڑھا رہتا ہے دانتوں پر بھی میل چڑھا رہتا ہے اور کپڑے میلے کچیلے ہوتے ہیں ان کے جسم اور کپڑوں سے بدبو آتی ہے، منہ میں بھی بو رہتی ہے ایسے بچے دوسرے کی نظروں میں اچھے بچے نہیں سمجھے جاتے، دوسرے لوگ ایسے میلے کچیلے اور گندے رہنے والے بچوں کو اپنی گود میں لینا نہیں چاہتے، ان کو اپنے پاس بٹھانے اور ان کو اپنے قریب آنے کو اچھا نہیں سمجھتے، ایسے گندے بچوں سے بات چیت کرنا پسند نہیں کرے اور ایسے بچوں سے دوسرے لوگ محبت اور پیار بھی نہیں کرتے، اور اس کے علاوہ ایسے بچوں کے ساتھ گندے جراثیم بھی ہوتے ہیں جس کی وجہ

سے وہ خود بھی بیمار ہوتے ہیں اور دوسروں کی تکلیف کا ذریعہ بھی بن جاتے ہیں۔

پیارے بچو! جس طرح صاف ستھرے رہنے والے بچے دنیا میں دوسرے لوگوں کو پسند ہوتے ہیں اور دوسرے لوگ ان سے پیار کرتے ہیں اور گندے اور میلے کچیلے بچوں سے نفرت اور کراہیت کرتے ہیں، اسی طرح اللہ میاں بھی صاف ستھرے بچوں کو پسند کرتے ہیں اور ایسے بچوں سے خوش ہوتے ہیں اور میلے کچیلے بچوں کو اللہ میاں پسند نہیں کرتے۔

تو کیا پیارے بچو! تم اللہ میاں اور لوگوں کی نظروں میں اچھے اور پیارے بچے بننا چاہتے ہو؟ مجھے امید ہے کہ تم ایسا ہی چاہتے ہونگے کیونکہ اچھے بچوں کو یہی نشانی ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو آج ہی سے تم صاف ستھرا رہنا شروع کردو، اور گندگی اور میل کچیل سے اپنے آپ کو بچاؤ، اپنے جسم کو صاف ستھرا رکھو اور اپنے کپڑوں کو بھی اور دوسری سب چیزوں کو بھی صاف رکھنے کی کوشش کیا کرو اور صاف ستھرا رہنے کے بارے میں جو باتیں آپ نے ابھی سُنی ہیں ان پر عمل کیا کرو۔

(بقیہ متعلقہ صفحہ ۳۸ ''صحابیٔ رسول حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ'')

اور شہادت کی آرزو کو دل میں بسائے ہوئے دشمنانِ رسالت پر پُر زور حملہ کردو)...... آپ ایک طرف مسلمانوں کو اُبھارتے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار میں مصروف تھے کہ اے اللہ میں اپنے ساتھیوں کی پسپائی پر آپ کی بارگاہ میں معذرت خواہ ہوں ...... اسی حالت میں آپ نے جھنڈا لہرایا اور دشمن کی صفیں چیرتے ہوئے ان میں گھُستے چلے گئے یہاں تک کہ ختم نبوت کے شہیدوں میں جا شامل ہوئے۔

اِنّا للّٰہ وَ اِنّا اِلیہِ رَاجِعُون

اسی جنگ میں ان کے انصاری بھائی حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہ بھی اپنی جان کا نذرانہ بارگاہِ ایزدی میں پیش کرتے ہوئے ناموسِ رسالت پر قربان ہوگئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب ان کی شہادت کی خبر ملی تو فرمایا...... زید دو نیکیوں میں مجھ سے سبقت لے گئے ...... مجھ سے پہلے اسلام لائے اور مجھ سے پہلے شہید ہوگئے۔

بزمِ خواتین محمد رضوان صاحب

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

شادی کو سادی بنائیے (قسط ۸)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے شادی کو سادے طریقے پر انجام دینے اور موجودہ ومروجہ رسوم ورواج سے بچنے پر ایک جامع مضمون تحریر فرمایا ہے جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

”حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان دس خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (دنیا ہی میں) جنت کی خوشخبری دی تھی، حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو ان کے کپڑوں پر ایک پیلا سا نشان نظر آیا، آپ نے پوچھا کہ یہ کیسا نشان ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے ایک خاتون سے نکاح کیا ہے (مطلب یہ تھا کہ نکاح کے موقع پر کپڑوں پر خوشبو لگائی تھی اس کا یہ نشان باقی رہ گیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں برکت کی دعا دی اور فرمایا کہ ولیمہ کرنا، چاہے ایک بکری ہی کا ہو۔

اندازہ لگایئے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنے قریبی صحابی ہیں کہ دس منتخب صحابہ کرام میں ان کا شمار ہوتا ہے، لیکن انہوں نے نکاح کیا تو نکاح کی مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک کو دعوت دینے کی ضرورت نہیں سمجھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑوں پر لگی ہوئی خوشبو کا نشان دیکھ کر سوال کیا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے نکاح کیا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کوئی شکایت نہیں فرمائی کہ تم اکیلے اکیلے نکاح کر بیٹھے اور ہمیں پوچھا بھی نہیں، شکایت کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعا دی، البتہ ساتھ ہی یہ ترغیب بھی دی کہ ولیمہ کریں۔

دراصل اسلام نے نکاح کو اتنا آسان اور اتنا سادہ بنایا کہ جب دونوں فریق راضی ہوں، وہ کسی بے جا رکاوٹ کے بغیر یہ رشتہ قائم کرسکیں، شریعت نے یہ شرط بھی نہیں لگائی کہ کوئی قاضی یا عالم ہی نکاح پڑھائے، شریعت کی طرف سے شرط صرف اتنی ہے کہ نکاح کی مجلس میں دو گواہ موجود ہوں، اگر دولہا دلہن عاقل وبالغ ہوں تو ان میں سے کوئی دوسرے سے کہدے کہ میں

نے تم سے نکاح کیا، دوسرا جواب دیدے کہ میں نے قبول کیا، بس نکاح ہوگیا نہ اس کے لئے کسی عدالت میں جانے کی ضرورت ہے نہ کسی تقریب کی کوئی شرط ہے، نہ دعوت ضروری ہے نہ جہیز لازمی ہے، ہاں! دلہن کے اکرام کے لئے مہر ضروری ہے اور صحیح طریقہ یہی ہے کہ مہر کا تعین بھی نکاح ہی کے وقت کرلیا جائے لیکن اگر بالفرض نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہ آیا ہو تب بھی نکاح ہوجاتا ہے اور مہرِ مثل لازم سمجھا جاتا ہے، نکاح کے وقت خطبہ بھی ایک سنت ہے اور حتی الامکان اس سنت کی برکات ضرور حاصل کرنی چاہئیں، لیکن نکاح کی صحت اس پر موقوف نہیں، لہٰذا اگر خطبہ کے بغیر ہی ایجاب وقبول کرلیا جائے، تب بھی نکاح صحیح ہوجاتا ہے، نکاح میں کوئی نقص نہیں آتا۔

ولیمہ جس کی ترغیب آنحضرت ﷺ نے مذکورہ بالا حدیث میں دی ہے وہ بھی سنت ہے، لیکن اول تو وہ بھی ایسا فرض یا واجب نہیں کہ اس کے بغیر نکاح نہ ہوسکتا ہو، دوسرے اس کی کوئی مقدار شریعت نے مقرر نہیں کی، نہ مہمانوں کی کوئی تعداد لازمی قرار دی ہے، ہر شخص اپنی مالی استطاعت کے اعتبار سے اس کا فیصلہ کرسکتا ہے اور اس کے لئے قرض ادھار کرنے کی بھی نہ صرف کوئی حاجت نہیں، بلکہ ایسا کرنا شرعاً ناپسندیدہ ہے، کوئی شخص جتنے مختصر پیمانے پر ولیمہ کرسکتا ہے، اتنے ہی مختصر پیمانے پر کرلے اور نہ کرسکے تب بھی اس سے نکاح میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔

اسلام نے نکاح کو اتنا آسان اس لئے کیا تھا کہ نکاح انسانی فطرت کا ایک ضروری تقاضا جائز طریقے سے پورا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے اور اگر اس جائز ذریعے پر رکاوٹیں عائد کی جائیں، یا اس کو مشکل بنایا جائے تو اس کا لازمی نتیجہ بے راہ روی کی صورت میں نمودار ہوتا ہے، جب کوئی شخص اپنی فطری ضرورت پوری کرنے کیلئے جائز راستے بند پائے گا، تو اس کے دل میں ناجائز راستوں کی طلب پیدا ہوگی، اور اس طرح پورا معاشرہ بگاڑ کا شکار ہوگا۔

لیکن اسلام نے نکاح کو جتنا آسان بنایا تھا، ہمارے موجودہ معاشرتی ڈھانچے نے اسے اتنا ہی مشکل بناڈالا ہے، نکاح کے بابرکت معاہدے پر ہم نے لامتناہی رسموں، تقریبات

اور فضول اخراجات کا ایسا بوجھ لاد رکھا ہے کہ ایک غریب، بلکہ متوسط آمدنی والے شخص کے لئے بھی وہ ایک ناقابلِ عبور پہاڑ بن کر رہ گیا ہے، اور کوئی شخص اس وقت تک نکاح کا تصور نہیں کرسکتا جب تک اس کے پاس (گری سے گری حالت میں بھی) لاکھ دو لاکھ روپے موجود نہ ہوں۔ یہ لاکھ دو لاکھ روپے نکاح کی حقیقی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے نہیں، بلکہ صرف فضول رسموں کا پیٹ بھرنے کے لئے درکار ہیں، جنہیں خرچ کرنے سے زندگی کی حقیقی ضروریات پوری کرنے میں کوئی مدد نہیں ملتی۔

شریعت کی طرف سے نکاح کے موقع پر لے دے کر صرف ایک دعوتِ ولیمہ مسنون تھی، اور وہ بھی ہر شخص کی استطاعت کے مطابق، لیکن اب تقریبات اور دعوتوں کا سلسلہ روز بروز بڑھتا ہی جارہا ہے، منگنی کی تقریب ایک مستقل شادی کی شکل اختیار کرتی جارہی ہے اور عین نکاح کے موقع پر مہندی ابٹن سے لے کر چوتھی بہوڑے [۱] تک تقریباً ہر روز کسی نہ کسی تقریب کا اہتمام لازمی سمجھ لیا گیا ہے، جس کے بغیر شادی بیاہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ پھر تقریبات میں بھی زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ نت نئے اخراجات کا اضافہ ہورہا ہے، نئے نئے مطالبے سامنے آرہے ہیں، نئی نئی رسمیں وجود میں آرہی ہیں، غرض فضولیات کا ایک طومار [۲] ہے جس نے شادی کو خاص طور سے غریب اور متوسط آدمی کے لئے ایک ایسی ذمہ داری میں تبدیل کردیا ہے جو عام طور پر صرف حلال آمدنی سے پوری نہیں ہوسکتی، لہٰذا اسے پورا کرنے کے لئے کہیں نہ کہیں ناجائز ذرائع کا سہارا لینا پڑتا ہے اور اس طرح نکاح کا یہ کارِ خیر نہ جانے کتنی بدعنوانیوں اور کتنے گناہوں کا ملغوبہ بن کر رہ جاتا ہے اور جس نکاح کا آغاز ہی بدعنوانی یا گناہ سے ہو، اس میں خیر و برکت کہاں سے آئے گی؟

خوشی کے مواقع پر اعتدال کے ساتھ خوشی منانے پر شریعت نے کوئی پابندی نہیں لگائی، لیکن خوشی منانے کے نام پر ہم نے اپنے آپ کو جن بے شمار رسموں میں جکڑ لیا ہے، ان کا نتیجہ یہ ہے کہ خوشی، جو دل کی فرحت کا نام تھا، وہ تو پیچھے چلی گئی ہے، اور رسموں کے لگے بندھے قواعد آگے آگئے ہیں، جن کی ذرا خلاف ورزی ہو تو شکوے شکایتوں اور طعن و تشنیع کا طوفان

---

[۱] بہوڑا۔ واپسی کا کھانا، دلہن کے ساتھ جو کھانا برات کی واپسی کے وقت بھیجا جاتا ہے (فیروز اللغات ص ۲۲۹)

[۲] طومار۔ دفتر، لمبی کہانی (ایضاً ۸۸۶)

کھڑا ہو جاتا ہے، لہٰذا شادی کی تقریبات رسموں کی خانہ پری کی نذر ہو جاتی ہیں، جس میں پیسہ تو پانی کی طرح بہتا ہی ہے، دل و دماغ ہر وقت رسمی قواعد کے بوجھ تلے دبے رہتے ہیں، شادی کے انتظامات کرنے والے تھک کر چور ہو جاتے ہیں پھر بھی کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی شکایت کا سامان پیدا ہو ہی جاتا ہے، جس کے نتیجے میں بعض اوقات لڑائی جھگڑوں تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔

زبان سے اس صورتِ حال کو ہم سب قابلِ اصلاح سمجھتے ہیں، لیکن جب عمل کی نوبت آتی ہے تو عموماً پرنالہ وہیں گرتا ہے، اور ایک ایک کر کے ہم تمام رسموں کے آگے ہتھیار ڈالتے چلے جاتے ہیں۔

اس صوتِ حال کا کوئی حل اس کے سِوا نہیں ہے کہ اول تو بااثر اور خوش حال لوگ بھی اپنی شادیوں کی تقریبات میں حتی الامکان سادگی اختیار کریں اور ہمت کر کے ان رسموں کو توڑیں جنہوں نے شادی کو ایک عذاب بنا کر رکھ دیا ہے، دوسرے اگر دولت مند افراد اس طریقِ کار کو نہیں چھوڑتے تو کم از کم محدود آمدنی والے افراد یہ طے کرلیں کہ وہ دولت مندوں کی حرص میں اپنا پیسہ اور توانائیاں ضائع کرنے کے بجائے اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلائیں گے، اور اپنی استطاعت کی حدود سے آگے نہیں بڑھیں گے۔

اس سلسلے میں اگر ہم مندرجہ ذیل باتوں کا خاص طور پر اہتمام کرلیں تو امید ہے کہ مذکورہ بالا خرابیوں میں انشاءاللہ نمایاں کمی واقع ہوگی:۔

(۱) خاص نکاح اور ولیمہ کی تقریبات کے علاوہ جو تقریبات منگنی، مہندی ابٹن اور چوتھی وغیرہ کے نام سے رواج پاگئی ہیں، ان کو یکسر ختم کیا جائے، اور یہ طے کرلیا جائے کہ ہماری شادیوں میں یہ تقریبات نہیں ہونگی، فریقین اگر واقعی محبت اور خوش دلی سے ایک دوسرے کو کوئی تحفہ دینا یا بھیجنا چاہتے ہیں وہ کسی باقاعدہ تقریب اور لاؤ لشکر کے بغیر سادگی سے پیش کردیں گے۔

(۲) اظہارِ مسرت کے کسی بھی مخصوص طریقے کو لازمی اور ضروری نہ سمجھا جائے، بلکہ ہر شخص اپنے حالات اور وسائل کے مطابق بے تکلفی سے جو طرزِ عمل اختیار کرنا چاہے کرلے، نہ وہ خود

کسی کی حرص کا شکار یا رسموں کا پابند ہو، نہ دوسرے اسے مطعون کریں۔

(۳) نکاح اور ولیمے کی تقریبات بھی حتی الامکان سادگی سے اپنے وسائل کی حد میں رہتے ہوئے منعقد کی جائیں اور صاحبِ تقریب کا یہ حق تسلیم کیا جائے کہ وہ اپنے خاندانی یا مالی حالات کے مطابق جس کو چاہے دعوت دے اور جس کو چاہے دعوت نہ دے، اس معاملے میں بھی کسی کو کوئی سنجیدہ شکایت نہیں ہونی چاہئے۔

(۴) نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد ہمیشہ ہمارے سامنے رہے کہ ''سب سے زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جس میں زیر باری کم سے کم ہو''یعنی جس میں انسان نہ مالی طور پر زیر بار ہو، اور نہ بے جا مشقت ومحنت کے کسی بوجھ میں مبتلا ہو (ماخوذ از ذکر وفکر ۲۶۶ تا ۲۷۰ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی نمبر ۱۴)

(بقیہ متعلقہ صفحہ ۵۱ ''کامل شیخ کی پہچان (قسط۲)'')

اب سوال یہ ہے کہ ہمیں کیسے معلوم ہو کہ وہ ان چیزوں کو جانتا ہے یا نہیں۔ سو اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ چند روز اس کے پاس رہ کر دیکھو کہ ہر امر (کام) میں اپنی معلومات سے مریدوں کی اصلاح کرتا ہے یا نہیں اور اگر پاس نہ رہ سکو تو وقتاً فوقتاً خط وکتابت سے پوچھتے رہو۔ اگر اسے ضروری مسائل بھی معلوم نہ ہوں تو اس کو تو چھوڑ دو، دوسرے کی تلاش کرو۔

دوسری علامت یہ ہے کہ وہ خود بھی شریعت پر عامل ہو۔

تیسری علامت یہ کہ اسے عادت ہو طالبین کو امر ونہی (روک ٹوک) کرنے کی۔ سختی سے یا نرمی سے۔

چوتھی یہ کہ اس کی صحبت میں روز بروز حق تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہو اور دنیا کی محبت گھٹتی ہو۔

پانچویں علامت یہ ہے کہ جو بزرگوں سے سنی ہے کہ اس کی طرف عوام واہلِ دنیا کا رجحان کم ہو اور اہلِ علم واہلِ فہم وصلحاء کا رجحان زیادہ ہو اور جس کی طرف عوام اور دنیاداروں کا رجحان زیادہ ہو وہ کامل نہیں ہے۔

پس جس میں یہ پانچوں علامتیں مل جاویں اسے غنیمت سمجھنا چاہئے اس کا اتباع مطلق (بغیر کسی قید کے) کرنا چاہئے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کے حکم کا منتظر رہے بلکہ خود بھی پوچھتا رہے'' (وعظ آثار العبادۃ مشمولہ خطباتِ حکیم الامت ج ۷ ص ۹۰، ۹۱ بعنوان حقیقتِ عبادت)

آپ کے دینی مسائل کاحل ادارہ

خواتین کا تبلیغی جماعت میں جانا

(چند اکابرین کا مصدقہ فتویٰ)

سوال :......عورتوں کو مروجہ تبلیغی جماعت میں جانا شرعاً جائز ہے یا نہیں، اس سلسلہ میں علماء کی مختلف آراء سامنے آئی ہیں جس کی وجہ سے فیصلہ کرنا مشکل ہورہا ہے، آپ سے درخواست ہے کہ اس سلسلہ میں تفصیل سے روشنی ڈال کر آگاہ فرمائیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب :......خواتین کے تبلیغی جماعت میں جانے سے متعلق کافی مدت پہلے بندہ نے ایک تفصیلی جواب تحریر کیا تھا جس پر کئی اکابرین کی آراء بھی موجود ہیں، وہ جواب بعینہٖ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

خواتین کے لئے اصل حکم تو یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں اور شدید ضرورت کے بغیر گھروں سے باہر نہ نکلیں کیونکہ خواتین کے گھروں سے باہر نکلنے میں فتنوں کے دروازے کھلنے کا اندیشہ ہے، لقولہٖ تعالیٰ:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی (احزاب پ ۲۲)

یعنی تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مراد اس سے یہ ہے کہ محض کپڑا اوڑھ لپیٹ کر پردہ کر لینے پر کفایت مت کرو بلکہ اس طریقہ سے کرو کہ بدن مع لباس نظر نہ آوے جیسا آج کل شرفاء میں پردہ کا طریقہ متعارف ہے کہ عورتیں گھروں ہی سے نہیں نکلتیں، البتہ مواقع ضرورت دوسری دلیل سے مستثنیٰ ہیں“ (بیان القرآن ج ۲ ح ۹ ص ۴۶)

مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر معارف القرآن میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

Idara Ghufran

’’پردۂ نسواں کے متعلق قرآن مجید کی سات آیات اور حدیث کی ستّر روایات کا حاصل یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل مطلوب شرعی حجابِ اشخاص ہے، یعنی عورتوں کا وجود اور ان کی نقل وحرکت مردوں کی نظروں سے مستور ہو، جو گھروں کی چار دیواری یا خیموں اور معلق پردوں کے ذریعہ ہوسکتا ہے، اس کے سوا جتنی صورتیں حجاب کی منقول ہیں وہ سب ضرورت کی بناء پر اور وقتِ ضرورت اور قدرِ ضرورت کے ساتھ مقید اور مشروط ہیں‘‘ (معارف القرآن ج ۷ ص ۲۱۳ وراجع للتفصیل ازص ۱۳۳ تا ص ۱۳۵)

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ مذکورہ بالا آیت کی تفسیر کے ضمن میں رقم طراز ہیں:

’’باقی کسی شرعی یا طبعی ضرورت کی بناء پر بدون زیب وزینت کے مبتذل اور نا قابلِ اعتناء لباس میں مستتر ہوکر احیاناً باہر نکلنا بشرطیکہ ماحول کے اعتبار سے فتنہ کا مظنہ نہ ہو بلاشبہ اس کی اجازت نصوص سے نکلتی ہے...... لیکن شارع کے ارشادات سے یہ بداہتہً ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پسند اسی کو کرتے ہیں کہ ایک مسلمان عورت بہرحال اپنے گھر کی زینت بنے اور باہر نکل کر شیطان کو تاک جھانک کا موقع نہ دے (تفسیر عثمانی ص ۵۶۱)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ خواتین کے خصوصی مسائل سے متعلق اپنی مشہور و معروف معرکۃ الاراء تصنیف بہشتی زیور میں تحریر فرماتے ہیں:

’’عورتوں کو اپنے گھر سے نکلنا اور کہیں جانا آنا بوجہ بہت سی خرابیوں کے کسی طرح درست نہیں، بس اتنی اجازت ہے کہ کبھی کبھی اپنے ماں باپ کو دیکھنے چلی جایا کریں اسی طرح ماں باپ کے سوا اور اپنے محرم رشتہ داروں کو دیکھنے جانا بھی درست ہے مگر سال بھر میں فقط ایک آدھ دفعہ بس اس کے سوا اور کہیں بے احتیاطی سے جانا جس طرح دستور ہے جائز نہیں، نہ رشتہ دار کے یہاں نہ کسی اور کے یہاں، نہ بیاہ شادی میں نہ غمی میں نہ بیمار پرسی میں نہ مبارکباد دینے کو نہ بری برات کے موقع پر بلکہ بیاہ برات وغیرہ میں جب کسی تقریب کے وجہ سے محفل اور مجمع ہو تو اپنے محرم رشتہ دار کے گھر جانا بھی درست نہیں اگر شوہر کی اجازت سے گئی تو وہ بھی گنہگار ہوا اور یہ بھی گنہگار ہوئی، افسوس کہ اس حکم پر ہندوستان بھر میں کہیں عمل نہیں، بلکہ اس کو تو ناجائز ہی نہیں سمجھتے بلکہ جائز خیال کر رکھا ہے حالانکہ اسی کی بدولت یہ ساری خرابیاں ہیں‘‘

Idara Ghufran

(بہشتی زیور چھٹا حصہ ص۱۶)

حضرت ابن عمرؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

''عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور بلاشبہ جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت سب سے زیادہ اللہ کے قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے اندر ہو'' (رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد صحیح)

مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ اصل حکم شریعت کا خواتین کے بارے میں یہ ہے کہ وہ بلا حاجت گھر سے باہر نکلنے کی عادت نہ اپنائیں، پس عام حالات میں (یعنی جبکہ کوئی حاجت داعی نہ ہو) عورت کو گھر میں رہنا چاہئے اور باہر نکلنے کی عادت نہیں ڈالنی چاہئے اور نہ دوسری عورتوں کو نکالنے کی ترغیب دینی چاہئے کیونکہ ایسا کرنا مقاصدِ شریعت کے خلاف ہے۔

البتہ اگر ضروریاتِ دین (عقائدِ ضروریہ واعمالِ ضروریہ نماز روزہ وغیرہ کے مسائل اور اخلاق وغیرہ) کی تعلیم حاصل کرنے کی کسی عورت کو ضرورت ہو اور گھر یا قریب ترین مقام پر اپنے شوہر یا محرمِ شرعی کے ذریعہ یا ضروری علم حاصل کرنے کی حدود شریعت میں رہتے ہوئے کوئی صورت تبلیغ سے بہتر میسر نہ ہو یا کوئی عورت ضروری درجہ میں اصلاح کی محتاج ہو اور گھر کا ماحول اچھا نہ ہو اور تبلیغ سے بہتر ذریعہ میسر نہ ہو تو پھر ایسی صورت میں درج ذیل شرائط کا پابندی سے لحاظ کرتے ہوئے بقدرِ ضرورت تبلیغی جماعت میں عورت کو جانا جائز ہے اور وہ شرائط یہ ہیں:

(۱) نیت خالص ہو کوئی غرض فاسد نہ ہو (۲) عورت کے سرپرست یا شوہر کی اجازت ہو (۳) جن افراد کے حقوق اس عورت سے متعلق ہیں ان کے حقوق پامال نہ ہوں (۴) سفر شرعی پر جانا ہو تو شوہر یا دیانت دار محرمِ شرعی ساتھ ہو (۵) کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو (جس میں زمانہ اور جگہ کے اختلاف سے کمی زیادتی، درستگی یا بگاڑ ہوسکتا ہے لہٰذا ہر جگہ اور ہر زمانہ میں یکساں حکم نہیں لگایا جاسکتا) (۶) گھر میں اگر بچیاں یا زیرِ نگرانی جو بھی لڑکی ہے اگر وہ مراہقہ (قریبُ البلوغ) یا بالغہ ہے تو اس کو کسی ذمہ دار نگران کے حوالہ کر کے جائیں تاکہ وہ بھی فتنہ سے مامون ومحفوظ رہیں (۷) مکمل شرعی پردہ کا اہتمام ہو (۸) زینت یا بناؤ سنگار کر کے اور مہکنے والی خوشبو لگا کر نہ نکلیں (۹) جس گھر میں قیام ہو وہاں پردہ کا مکمل انتظام ہو

اور غیر محرم لوگوں کا وہاں کوئی عمل دخل نہ ہو (۱۰) خواتین گشت کے لئے محلّہ درمحلّہ اور گھر گھر (مردوں کی طرح) دستک دیتی نہ پھریں کہ اس میں نامحرموں کا سامنا اور ان سے بات چیت کی نوبت آئے گی (جس میں فتنہ کا اندیشہ ہے) (۱۱) دورانِ تعلیم عورتوں کی آواز غیر محرم کے کانوں میں نہ پڑے (۱۲) تعلیم کے اندر غیر تحقیقی و غیر شرعی باتیں بیان نہ کی جائیں (۱۳) اس طریقۂ تبلیغ کو ہر ایک پر فرض عین قرار نہ دیا جائے نہ ہی عورتوں پر عمومی اس تبلیغ کو واجب قرار دیا جائے نیز جو عورت اس خاص طریقہ پر مروجہ تبلیغ سے عملی طور پر وابستہ نہیں اس کو لعن طعن کا نشانہ نہ بنایا جائے اور اسے اپنے سے کمتر و حقیر نہ سمجھا جائے۔

خلاصہ یہ کہ بلا ضرورتِ شرعی عورت کو تبلیغی جماعتوں میں نکلنے کی عادت ڈالنا جائز نہیں، گھر میں رہ کر اپنے اعمال اور اصلاحِ خود و اصلاحِ اقارب (اپنی اور اپنے رشتہ داروں اور قریبی لوگوں کی اصلاح) کی کوشش کرنی چاہئے "لقولہٖ تعالیٰ: وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ" اور جب ضرورت شرعی ہو جس کی تفصیل پیچھے گزری تو پھر مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ نکلنا جائز ہے۔

انتباہ: یہ فتویٰ اصولوں کی روشنی میں ہے اگر کسی جگہ خواتین کی جماعت میں ان چیزوں کی رعایت اور شرعی اصول ملحوظ نہ ہوں تو اس کے ناجائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور کیونکہ خواتین میں ابھی یہ کام محدود ہے عام ہو جانے کے بعد مندرجہ بالا اصولوں پر عملدر آمد کافی مشکل ہوسکتا ہے۔ کما فی الرجال۔ لہٰذا ذمہ دار حضرات پر لازم ہے کہ ان اصولوں پر سختی سے عمل درآمد کرائیں اور کام کے عام ہونے سے زیادہ تام (مضبوط) ہونے پر نظر رکھیں اس لئے کہ خواتین کا معاملہ بہت نازک ہے ذرا سی بے اصولی سے خطرناک صورتحال پیدا ہونے کا اندیشہ ہے جس سے مردوں کا کام بھی متأثر ہوسکتا ہے لِاَنَّ النِّسَآءَ نَاقِصَاتُ عَقۡلٍ وَدِیۡنٍ کَمَا فِی الۡحَدِیۡثِ ، وَفِتۡنَۃُ النِّسَآءِ اَشَدُّ :

جو عورت جماعت میں نکلنا چاہتی ہو اس کو بھی چاہئے کہ مستند مفتی حضرات سے اپنی صورتِ حال بتلا کر پہلے فتویٰ حاصل کر لے کیونکہ ہر جگہ جماعت کے ذمہ دار شرعی اصولوں سے واقف نہیں ہوتے۔

فی البحر ، فان ارادت ان تخرج الیٰ مجلس العلم بغیر رضا الزوج لیس لھا ذالک فان وقعت لھا نازلۃ ان سال الزوج من العالم او اخبرھا بذالک لایسعھا الخروج وان امتنع من السئوال یسعھا الخروج من غیر رضا الزوج وان لم تقع لھا نازلۃ لکن ارادت ان تخرج الیٰ مجلس العلم لتتعلم مسئلۃ من مسائل الوضوء والصلاۃ فان کان الزوج یحفظ المسائل ویذکر عندھا فلہٗ ان یمنعھا وان کان لایحفظ فالاولیٰ ان یاذن لھا احیاناً وان لم یاذن فلاشئی علیہ ولایسعھا الخروج مالم یقع

لھانازلة (بحرج۴ ص ۱۹۵) وبعد صفحة وحيث ابحنالهاالخروج فانما يباح بشرط عدم الزينة وتغيير الهيئة الىٰ مايكون داعية لنظر الرجال والاستمالة قال اللّٰه تعالىٰ ولاتبرجن تبرج الجاهلية الاولىٰ (ص ۱۹٦) (كذا فى حاشية الطحطاوى على الدر ج ۱ ص ۲۴۵)

\stamp\stamp(feb200 not found.

محمدرضوان. ۲/ ۲/ ۱۴۱۹ ه.

الجواب صحیح

(حضرت مولانا) محمد یوسف لدھیانوی (صاحب)

۱۴۱۹/۲/۲۷ھ۔ دفتر ختم نبوۃ، پرانی نمائش، کراچی

stamp\stamp2(feb20 not found.

مذکورہ شرائط کی پابندی کرتے ہوئے معمر خواتین کیلئے جماعت میں جانے کی گنجائش ہے

والجواب صحیح : بندہ عبدالستار عفی عنہ

D:\scaning mp\stamp3(feb not found.

رئیس: دارالافتاء، جامعہ خیرالمدارس ملتان

مذکورہ شرائط کی پابندی کے ساتھ معمر خواتین کیلئے جماعت میں جانا جائز ہے

واللہ سبحانہ اعلم احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔ ۱۰۔۳۔۱۴۱۹ھ۔

(مفتی) جامعہ دارالعلوم، کورنگی، کراچی، نمبر ۱۴

data\stamp\stamp4(feb2006).tif not found.

الجواب صحیح:

احقر محمود اشرف غفراللہ لہٗ۔

۱۴۱۹/۳/۱۳ھ

الجواب صحیح:

بندہ عبدالرؤف سکھروی

دارالاٗفتاء دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴۔

۱۴۱۹/۳/۱۲ھ،

(نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی)

فتویٰ نمبر ۳۱۹/۹، مؤرخہ ۱۴۱۹/۳/۱٦ھ، حسین احمد

کیا آپ جانتے ہیں؟ محمد امجد حسین صاحب

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

بیل گاڑی سے ریل گاڑی تک (قسط۲)

برصغیر ہند میں ریلوے کی ابتداء ایک طرف بمبئی اور دوسری طرف کلکتہ سے ہوئی (جیسے کہ پیچھے ذکر ہوا) بمبئی اور کلکتہ دونوں تاریخی اہمیت کے حامل ساحلی شہر ہیں [۱] بمبئی بحیرہ عرب کے کنارے ہند کے مغربی ساحل پر ہے اور کلکتہ خلیج بنگال کے کنارے ہند کا مشرقی ساحلی علاقہ ہے، شرقاً غرباً ہند کی چوڑائی تین ہزار کلومیٹر کے لگ بھگ ہے اسی طرح شمالاً جنوباً بھی برصغیر ہند کی لمبائی قریب قریب اتنی ہی بنتی ہے (ملاحظہ ہو جنوبی ایشیا کا جغرافیہ ص۳۰۴) پیچھے ذکر ہو چکا کہ اصلاً تو کلکتہ سے ریلوے کے آغاز کا منصوبہ تھا لیکن پھر ایک حادثے کی وجہ سے یہ منصوبہ التوا میں پڑ گیا اور بمبئی سے ۱۸۵۳ء کو ریل چلنے کا افتتاح ہوا، پھر ۱۸۵۵ء میں کلکتہ میں ہاوڑا گاؤں سے ریل پٹڑی پر چڑھی۔ [۲]

لائن دہلی تک مکمل ہونے میں مزید ۹ سال کا عرصہ لگا اور پھر اگلے چھ سال میں بمبئی تک لائن بچھ گئی اس طرح کلکتہ سے بمبئی تک ۱۸۷۰ء تک ریل گاڑیاں عام چلنے لگیں، ۱۸۷۵ء تک تقریباً ساڑھے چھ ہزار میل سے زیادہ لائنیں بچھ چکی تھیں، مزید پچیس سال بعد یعنی انیسویں صدی کے اختتام تک ساڑھے

---

[۱] انگریز اٹھارہویں صدی میں مشرقی ہندوستان آئے، ابتداءً ان کی ترک تازیوں کا بڑا مرکز مغربی بنگال کے ہی یہ علاقے بنے، سراج الدولہ کو میر جعفر جیسے خائنین اور غدارانِ قوم کے ذریعہ شکست دے کر انگریز بنگال پر قابض ہوئے تو کلکتہ کو انہوں نے اپنی کالونی بنایا اور اپنی ہندی نو آبادیات کے لئے اس کو مرکز وصدر مقام بنایا اور اس کو اتنی ترقی دی کہ کہا جانے لگا کہ لندن کے بعد ہند میں انگریزوں کا یہ سب سے آراستہ اور ترقی یافتہ شہر ہے، یہاں ہی وہ فورٹ ولیم کالج قائم ہوا جہاں جدید اردو ادب کی داغ بیل ڈلی، انگریزی دور کی دیگر تاریخی عمارات آج بھی اس شہر کی زینت ہیں اور بمبئی کی تاریخی حیثیت تو اسلامی تاریخوں میں خلافتِ راشدہ کے دور سے ہی مسلم ہے، اور جغرافیائی حیثیت سے یہ بحیرہ عرب کے اس پار ہندوستان کا ساحلی دروازہ ہے، چنانچہ سمندر کے ساحل پر انگریزوں کا قائم کردہ عظیم الشان ''گیٹ وے آف انڈیا'' اس کی علامت ہے۔

[۲] ہاوڑا کلکتہ کے دریائے ہگلی کے پار ایک گاؤں کا نام ہے، کلکتہ شہر کی بجائے دریا پار اس گاؤں سے لائن کا آغاز اس لئے کیا گیا کہ دریائے ہگلی بہت گہرا اور چوڑا دریا ہے، اتنا چوڑا کہ بحری جہاز بھی اس کے راستے شہر تک آ جاتے ہیں، اتنے بڑے دریا پر پل بچھانا لائن بچھانے کی طرح بذاتِ خود بہت بڑا کام تھا انگریز نہیں چاہتے تھے کہ اصل مقصد سے ہٹ کر ابتدا ہی ایسے کٹھن کام سے ہو جبکہ مقصد اس طرح بھی حاصل ہو سکتا تھا کہ لائن دریا پار سے شروع کی جائے۔

تیئس ہزار میل سے بھی زیادہ لائنیں بچھ چکی تھیں، بمبئی سے ایک طرف کلکتہ، مدراس، دوسری طرف کراچی، پشاور تک لائنوں کا جال بچھ چکا تھا، ان لائنوں کے راستے میں بنگلور، کالی کٹ، بنارس، امرتسر، لاہور، ملتان، سب تاریخی شہر پڑتے تھے۔

لاہور امرتسر لائن یکم اپریل ۱۸۶۲ء کو کھلی، اس وقت لاہور اور ملتان کے درمیان دریا کے راستے سٹیم بوٹ چلتی تھی، دوسال بعد لاہور اور ملتان کے درمیان دوسو آٹھ میل (تقریباً ساڑھے تین سو کلومیٹر) لمبی لائن بچھی، ۲۴/ اپریل ۱۸۶۵ء کو اس لائن پر پہلی مسافر گاڑی چلی، پنجاب کی زمین پر ریلوے کی تاریخ کا یہ اہم دن تھا، گاڑی لاہور سے نکلی تو ہندوستان کے وائسرائے لارڈ لارنس اور پنجاب کے اس وقت کے گورنر سر رابرٹ منٹگمری[۱] افتتاح کرنے کی غرض سے اس پر موجود تھے، شروع میں اس لائن پر رات کو ریل نہیں چلتی تھی، ۱۸۶۶ء میں رات کا سفر بھی شروع ہوا، لاہور اور ملتان کے درمیان کا سفر اس وقت ریل ۱۲ اور کبھی ۱۴ گھنٹے میں پورا کرتی تھی، اول درجے کا کرایہ ۱۶/ روپے ۱۴/ آنے، دوئم درجہ کے ۹/ روپے اور تیسرے درجے کے تین روپے اور چار آنے تھے، اس لائن کی تعمیر پر اس وقت فی میل ایک لاکھ دس ہزار روپے خرچ ہوئے تھے، لاہور اور ملتان کے درمیان ۱۱۴ میل کا ٹکڑا بالکل سیدھا ہے راہ میں کوئی ٹیلہ، کوئی پہاڑ، کوئی دریا، ندی نہیں، صرف نہروں پر کچھ پل راستے میں آتے ہیں (عابدی صاحب نے یہ بات ''کہتے ہیں'' کے الفاظ کے ساتھ لکھی ہے، شائد صرف سنی سنائی بات ہو کوئی مضبوط سند اس بات کی ان کے علم میں نہ آئی ہوگی)

لاہور ریلوے اسٹیشن کی قلعہ نما عمارت

برصغیر کے تین ریلوے اسٹیشنوں کی عمارتیں فنِ تعمیر کا شاہکار ہیں اور پورے برصغیر ہند میں بے مثال ہیں، ایک بمبئی کا وکٹوریہ ٹرمینل، دوسرے لکھنؤ ریلوے اسٹیشن کی عمارت جسے اہلِ لکھنؤ چار باغ بھی کہتے ہیں، جو شاہانِ اودھ کے محلوں کے طرزِ تعمیر کی یادگار ہے، تیسرے لاہور ریلوے اسٹیشن کی قلعہ نما عمارت۔

اس کے قلعہ نما ہونے کا پس منظر عابدی صاحب نے یہ لکھا ہے کہ ۱۸۵۰ء کے لگ بھگ جب برصغیر کے طول وعرض میں لائنیں بچھانے کا کام زور وشور سے جاری تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ پورے برصغیر کے افق پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک بغاوت برپا ہونے کے آثار روز بروز نمایاں ہوتے جارہے تھے، اہلِ ہند

---

[۱] ضلع منٹگمری (موجودہ ساہیوال) شائد اسی گورنر کے نام پر تھا، جس طرح ایبٹ آباد، سرایبٹ، لائل پور (موجودہ فیصل آباد) جیمس لائل صاحب، جیکب آباد جان جیکب صاحب وغیرہ انگریز حکام کے نام پر ہیں۔

بدیسی حکمرانوں کو دیس نکالا دینے کے لئے پر تول رہے تھے،اور کمر کس کر میدان میں اترا چاہتے تھے، انگریز قوم جو چیونٹی کی سی سونگھنے کی حس رکھتی تھی خطرے کی یہ بو سونگھ چکی تھی،کوے جیسی تیز نظر کی وجہ سے پس منظر اور پیش منظر بھی اس سے ڈھکا چھپا نہ تھا۔

وطن کو بدیسی راج سے چھٹکارا دلانے کے جذبے سے سرشار سرفروش اپنی پرانی توڑے دار بندوقیں اور طنچے اٹھائے گوروں کی تاک میں رہتے ،موقعہ ملنے پر فائر کر دیتے ،انگریزوں کی کوشش تھی کہ جلد سے جلد ہر طرف پٹڑیاں بچھ جائیں اور ریلیں چل جائیں تاکہ فوجوں کو ہر طرف پھیلانے اور پہنچانے کا بندوبست ہو جائے ،لاہور کے ریلوے اسٹیشن کو ان حالات اور تجربات کی وجہ سے اس طور پر بنایا کہ اسٹیشن کا اسٹیشن ہو قلعے کا قلعہ ہو،جو حملہ آوروں کے مقابلے میں دفاعی حصار کا کام دے،اس میں فصیلیں ،برجیاں، رائفلیں داغنے کے لئے فصیلوں میں روزن (روشندان) اور اسٹیشن کے دونوں سروں (داخلی راستوں) پر لوہے کے بڑے بڑے گیٹ لگا دیئے گئے کہ ہنگامی حالات میں گیٹ بند ہو کر عمارت ہر طرح محفوظ ہو جائے ،رات کو یہ گیٹ بند کر دیئے جاتے تھے،اس زمانے میں رات کو یہاں ریل نہیں چلتی تھی۔

مغلیہ کھنڈرات پر فرنگی تعمیرات

لاہور ریلوے اسٹیشن جس علاقے میں ہے یہاں مغلوں کی عمارتیں اور محلات تھے،اسٹیشن کی تعمیر کے لئے جب بنیادیں کھودی گئیں تو بہت گہرائی تک پرانی عمارتوں کی بنیادیں موجود تھیں،اب بھی اسٹیشن کے آس پاس کچھ مغلیہ عمارتوں کی باقیات موجود ہیں،اس اسٹیشن کی تعمیر پر اس وقت پانچ لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے۔ [1]

ایک ننگِ دین، ننگِ وطن کا قصہ

انگریزوں سے پہلے پنجاب پر سکھوں کا راج تھا اور رنجیت سنگھ کی سکھا شاہی قائم تھی [2] اس سکھا شاہی دور

---

[1] اس اسٹیشن کا نقشہ ریلوے کے چیف انجنیئر ولیم برنٹن نے بنایا اس کا بھائی جان برنٹن تھا جس نے زیرین سندھ اور کراچی تک ریلوے لائنیں ڈالی تھیں، زیرین سندھ، کوئٹہ، قندھار، ریلوے کی تاریخ ان شاء اللہ آئندہ قسط میں آئے گی۔

[2] سید احمد شہید رحمہ اللہ اور ان کے کارواں کے جہادِ حریت کی تاریخ اسی زمین پر اسی قوم کے ساتھ وابستہ ہے، جس کا ایک مرحلہ سانحہ بالاکوٹ کی صورت میں ۱۸۳۱ء میں انتہاء کو پہنچا، سکھوں نے پنجاب کے مسلمانوں کا جینا حرام کر رکھا تھا ہزارہ و کشمیر اور شمالی علاقہ جات اور اٹک پار کافی علاقے تک سکھا شاہی کا سکہ چلتا تھا، قریب قریب آدھی صدی تک اس خطے میں سکھا شاہی کا ڈنکا بجتا رہا۔ ۱۸۵۰ء کے عشرے میں انگریزں کے ہاتھوں سکھا شاہی اپنے انجام کو پہنچی دریائے جہلم کے آر پار انگریز اور سکھ فوجوں میں کانٹے دار مقابلے ہوئے، راولپنڈی میں آخری خالصہ پلٹن نے انگریزوں کے آگے ہتھیار ڈالے، (بقیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

میں لاہور کے ایک صاحب سلطان کشمیری تھے صابن بنا کر بیچتے تھے، سکھوں کے بعد جب انگریز آئے تو سلطان کشمیری نے معلوم نہیں کس راہ سے ان کے ساتھ یوں قربت بڑھالی کہ انگریزوں نے لاہور چھاؤنی کے لئے بیرکیں بنانے کا ٹھیکہ سلطان کشمیری کو دیا، یہ ۱۸۵۰ء کی بات ہے، انگریزوں کو شاید نازک ملکی حالات کا ڈر تھا وہ راتوں رات چھاؤنی (فوجی مستقر) بنانا چاہتے تھے، سلطان کشمیری نے اس کا یہ آسان طریقہ نکالا کہ لاہور کی قدیم تاریخی عمارتیں ڈھا ڈھا کر ان کی اینٹوں سے فوجی بارکیں کھڑی کردیں، اس سے انگریزوں کے ہاں اسے مزید رسوخ حاصل ہوا، پھر ریلوے اسٹیشن کی تعمیر شروع ہوئی تو اس کے کچھ ٹھیکے بھی سلطان کشمیری نے حاصل کئے، انگریزوں نے اپنی رپورٹوں میں اس کی عمدہ کارگزاری کی تعریف لکھی ہے، اس طرح سلطان ٹھیکیدار شہر کا رئیس بن گیا، پھر لاہور سے ملتان ریلوے لائن بچھانے کے لئے راستہ ہموار کرنے اور جگہ تیار کرنے کا ٹھیکہ بھی اسے مل گیا۔

اس کے لئے لکڑی کے شہتیر اور سلیپر فراہم کرنے کے لئے سلطان کشمیری نے مہاراجہ کشمیر گلاب سنگھ کو بھی اپنے کاروبار میں شریک کرلیا، اس طرح لکڑی کی سپلائی کشمیر سے ہونے لگی، ریل کی پٹڑیوں کے ساتھ ساتھ اور لائن کے درمیان ڈالنے کے لئے کنکریٹ (پتھر، بجری وغیرہ) علاقے میں دستیاب نہیں تھی، اس کا ٹھیکدار جی نے یہ انتظام کیا کہ قدیم تاریخی آثار اور ہڑپہ کے کھنڈرات کی اینٹیں اور پتھر اکھاڑ اکھاڑ کر لائن پر بچھائیں، اس سے بھی ضرورت پوری نہ ہوئی تو لاہور میں مغل شہزادوں کے محلات اور عمارتیں گرا کر (اسی میں اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ کے بھائی داراشکوہ کا محل بھی شامل تھا) ان کی بنیادوں تک سے

(**حاشیہ پیچھے سے مسلسل**) سکھوں کی حالت اپنے اقتدار کی آخری سالوں میں اتنی پتلی ہو چکی تھی کہ صلح نامہ لاہور کے نتیجے میں ان پر پندرہ لاکھ اشرفی تاوانِ جنگ مقرر کیا گیا تو ان کے خزانے سے تاوان کی ادائیگی کے لئے پانچ لاکھ اشرفی سے زیادہ رقم نہ نکلی باقی دس لاکھ اشرفی کی رقم گلاب سنگھ نے دینے کا عہد کر کے معاوضے میں کشمیر حاصل کرلیا ''قومے فروختند و لے چہ ارزاں فروختند'' گلاب سنگھ جموں کے ڈوگرا خاندان سے تھا یہ تین بھائی تھے یہ سکھ نہیں بلکہ سخت متعصب ہندو تھے تینوں نے رنجیت سنگھ کے زمانے میں بڑا نام پیدا کیا اور اقتدار کی سنگھاسن تک پہنچے، رنجیت سنگھ نے شروع میں گلاب سنگھ کو جموں کے راج پر بٹھا دیا تھا (دائرۃ المعارف ج ۷ اص ۲۸۹) انگریزوں سے سازباز کے نتیجے میں گلاب سنگھ نے کشمیر کو اشرفیوں کے عوض خریدا تو پوری کشمیری قوم کو اپنا زرخرید غلام سمجھ لیا، یہاں سے ڈوگرا راج کا وہ سیاہ دور شروع ہوتا ہے جس کا پوری صدی پر محیط ایک مرحلہ تقسیمِ ہند پر انتہا کو پہنچا، لیکن کشمیریوں کی قسمت میں ابھی مزید جبر کے دن تھے، تقسیمِ ہند کے بعد انگریزوں کی عیاری سے پاک و ہند کے درمیان ایک ایسا مسئلہ کشمیر کھڑا ہوا جس پر ایک سے زیادہ جنگیں بھی دونوں ملکوں میں ہو چکی ہیں لیکن نصف صدی سے زیادہ عرصہ گذرنے کے بعد بھی یہ مسئلہ آج بھی اتنا ہی گھمبیر اور الجھا ہوا ہے جتنا پہلے دن تھا ؎

آج وہ کشمیر ہے محکوم و مجبور و فقیر ‌ ‌ ‌ ‌ کل جسے اہلِ نظر کہتے تھے ایرانِ صغیر

اینٹیں نکالی گئیں، انگریز ایسے آدمی کی کارکردگی بھی نہ سراہتے تو بڑا غضب کرتے، ۱۸۶۲ء میں لاہور میونسپل کمیٹی قائم ہوئی تو سلطانؒ کشمیری کو اس کا اعزازی ممبر بھی بنایا، عابدیؒ صاحب لکھتے ہیں ''صابن فروش پہلوان نے اپنی مفلسی کو چت کردیا'' سلطانؒ نے لاہور میں ایک سرائے بھی بنوائی تھی جو آج بھی سلطانؒ سرائے کہلاتی ہے۔

عبرتناک انجام

سلطانؒ کشمیری کا اس سلسلے کا آخری کارنامہ اینٹوں کی خاطر مغلیہ دور کی ستاراؒ بیگم کی عظیم الشان مسجد گرانا تھا اس مسجد کے ساتھ مدرسہ اور حجرے بھی تھے سب سلطان کی دست برد کی نظر ہوئے، شاید یہ عمارت اس وقت انگریزوں کے تسلط میں تھی اور مسجد کے طور پر نہ استعمال ہوتی تھی، لیکن تھی تو بہرحال مسجد ہی، اس مسجد کو گرانا سلطانؒ کو بہت مہنگا پڑا، اللہ تعالیٰ نے اس کو دونوں جہانوں سے گرادیا، قدرت کی بے آواز لاٹھی اس طرح حرکت میں آئی کہ اس ٹھیکیداری میں سلطانؒ کا دیوالیہ نکل گیا، مہاراجہ کشمیر کے واجبات بھی اس کے ذمہ تھے جس کا مطالبہ ہونے لگا، ۱۸۷۰ء تک وہ مکمل دیوالیہ ہوچکا تھا، پانچ سال بعد گمنامی اور کسمپرسی کی حالت میں مرا، اس موقعہ پر پتہ نہیں کیوں اس امجد کو پشتو کے صوفی شاعر عبدالرحمانؒ بابا کا یہ شعر یاد آرہا ہے جو میری نانی نے بچپن میں ایک دفعہ ہم بچوں پہ ناراض ہوکر کہا تھا ؎

پہ لارہ زی پہ گٹواولے زیارتونہ جانانہ ولے ازاری شوی

یعنی جانِ من تجھے کس کی بددعا لگی ہے کہ تیری دست درازیوں کا یہ حال ہے کہ راستوں سے گذرتے ہوئے مقابر ومزارات پر پتھر مارتا ہے۔ (جاری ہے............)

(بقیہ متعلقہ صفحہ ۲۰ ''استخارہ کی اہمیت وفضیلت اوراس کا طریقہ'')

(۴)......بعض لوگ استخارہ کے نتیجے میں جس پہلو کی طرف دل کا رجحان ہوجائے اسی پر عمل کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ اگر ظاہری حالات اور قرائن سے مخالف جانب مفید معلوم ہورہی ہو تو اس کو اختیار کرلینا بھی بلاشبہ جائز بلکہ بہتر ہے۔

(۵)......بعض لوگ استخارہ کے فوراً بعد سونے اور خواب دکھائی دینے کو ضروری سمجھتے ہیں، خوب سمجھ لیجئے! کہ استخارہ کے بعد نہ تو سونا ضروری ہے اور نہ ہی خواب کا دکھائی دینا ضروری ہے لہٰذا استخارے کے بعد خواب کا منتظر نہیں رہنا چاہئے۔ واللہ الموفق

Idara Ghufran

عبرت کدہ

محمد امجد حسین صاحب

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

ہندوستان کا اسلامی عہد (قسط ۱۰)

راجہ داہر کا قاتل

راجہ داہر کے قاتل کے متعلق مدائنی کا بیان ہے کہ یہ کارنامہ بنی کلاب قبیلہ کے ایک شخص نے سرانجام دیا، بلاذری نے اس عرب جوان کے درج ذیل فخریہ اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

وَالْخَیْلُ تَشْهَدُ یَوْمَ دَاهِرَ وَالْقِنَا	وَمُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ بْنُ مُحَمَّدٖ
گھوڑے، نیزے اور محمد بن قاسم	سب گواہ ہیں کہ جنگِ داہر کے دن
اِنِّیْ فَرِحْتُ الْجَمْعَ غَیْرَ مَعْرُوْضٍ	حَتّٰی عَلَوْتُ عَظِیْمَهُمْ بِمُهَنَّدٖ
میں منہ موڑے بغیر سب معرکوں میں برابر لڑتا رہا	یہاں تک کہ میں نے ہندی تلوار دشمن کے بادشاہ پر لہرائی
فَتَرَكْتُ تَحْتَ الْعَجَاجِ مُجَدَّلاً	مُتَعَفِّرُ الْخَدَّیْنِ غَیْرَ مُوَسَّدٖ
پس اسے خاک وخون میں اس طرح تڑپا دیا	کہ رخسار اس کے خاک آلود تھے اور سر کے نیچے کوئی تکیہ نہ تھا

داہر کی جنگ میں دونوں لشکروں کے اعداد وشمار

سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے اس جنگ میں دونوں حریف فوجوں کے یہ اعداد وشمار فراہم کئے ہیں۔

راجہ داہر کی فوج	اسلامی لشکر
جنگی ہاتھیوں کا مقدمۃ الجیش ۱۰۰	مصعب بن زبیر کے زیرِ کمان ۴۰۰۰
مسلح زرہ پوش ۱۰۰۰۰	محمد ثقفی کا دستہ (جاٹ) ۴۰۰۰
پیادہ فوج ۳۰۰۰۰	سلیمان قریشی کا دستہ (سوار) ۶۰۰
جے سنگھ کی فوج ۱۰۰۰۰	عطیہ طفلی کا دستہ ۵۰۰
کل فوج ۵۰۰۰۰	زکوان بکری کا دستہ ۱۵۰۰

Idara Ghufran

مشرقی جاٹوں کا لشکر ۱۰۰۰۰
کل مجموعہ ۶۰۰۰۰

بنانہ بن حنظلہ کا دستہ ۱۰۰۰
نفت انداز (آتشین مادہ پھینک کر آگ لگانے والے) ۹۰۰
موکا بن بسایا کی فوج ۳۰۰۰
کل تعداد ۱۵۵۰۰

(تاریخ سندھ ص ۷۷)

قلعہ روہڑی کی فتح اور رانی بائی کا قصہ

راجہ داہر کے مارے جانے کے بعد اس کے بیٹے جے سیہ نے راور (موجودہ روہڑی) کے قلعہ میں آ کر اسلامی لشکر کے مقابلے کے لئے نئی شیرازہ بندی شروع کرلی راجہ داہر کی بہن رانی بائی (جس کے ساتھ داہر نے شادی کی ہوئی تھی) بھی ہمراہ تھی، [۱] پھر وزیر سی ساگر کے مشورہ پر جے سیہ راور سے نکل کر برہمن آباد چلا گیا تا کہ وہاں اطمینان سے جنگ کی تیاری کرے، کیونکہ برہمن آباد ان کا مضبوط گڑھ تھا، وہاں افرادی قوت، خوراک، اسباب، سامانِ رسد سب چیزیں وافر مقدار میں تھیں، لیکن رانی بائی راؔور میں ہی قلعہ بند ہوگئی، جے سیہ کے ساتھ نہ گئی، ابنِ قاسم نے آ کر قلعہ راؔور کا بھی محاصرہ کرلیا، قلعہ راور میں رانی بائی کے ماتحت پندرہ ہزار کا لشکر فراہم ہوگیا تھا، یہاں کئی دن تک دشمن محصور ہوکر اسلامی لشکر سے لڑتا رہا، اسلامی لشکر جان توڑ کر قلعہ کی دیواریں توڑنے میں مصروف رہا، سنگ باری کرتا رہا، دشمن فصیلوں سے تیراندازی کرتے رہے، آخر رانی بائی کو جب شکست کا خطرہ ہوا، تو کئی عورتوں کے ساتھ مل کر چِتا (آگ کا لاؤ) میں کود پڑی اور ستی ہو کر کوئلہ ہوگئی، [۲] آخر مسلمانوں کو فتح ہوئی انہوں نے قلعہ میں داخل ہوکر بقیۃ السیف چھ ہزار سپاہی برسرِ جنگ مار ڈالے، اس قلعہ کے قیدیوں کی تعداد تیس ہزار بیان کی گئی ہے، مالِ غنیمت یہاں کافی زیادہ مقدار میں حاصل ہوا۔ [۳]

---

[۱] بہن سے عقد کرنا راجہ داہر کی ایسی خلافِ فطرت اور بری حرکت تھی جو خود اس کی اپنی قوم کے لئے سخت تکلیف دہ اور ناگوار تھی اور خود اس کے اہلِ خاندان کے لئے باعثِ عار تھی یہاں تک کہ داہر کی اس حرکت کی اطلاع جب اس کے بڑے بھائی راجہ دھرسین کو ہوئی جو برہمن آباد کا راجہ تھا تو وہ راجہ داہر پر فوج چڑھا لایا، لیکن جنگ کی نوبت نہ آئی، مصالحت ہوگئی، داہر کے وزیروں مشیروں نے یہ کہہ کر راجہ دھرسین کو مطمئن کردیا کہ یہ نکاح محض ستارے کی نحوست اتارنے کے لئے ہوا ہے کوئی اور غرض اس سے نہیں، لیکن بعد کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ دھرسین اس بات پر مطمئن نہ تھا، چچ نامہ میں داہر کے نکاح کا یہ معاملہ مذکور ہے (بحوالہ تاریخ سندھ ص ۲۳)

[۲] یہ چچ نامہ کا بیان ہے، بلاذری سے اس کی تائید ہوتی ہے، لیکن تحفۃ الکرام میں لکھا ہے کہ ستی نہیں ہوئی بلکہ مسلمان ہوکر ابنِ قاسم کے ساتھ اس نے نکاح کرلیا تھا، مگر اس روایت کی کوئی معتبر تاریخی سند نہیں۔

[۳] قیدیوں میں راجہ داہر کی بہن کی بیٹی بھی تھی جو حسن و جمال میں بے مثال تھی، شوال ۹۳ھ میں خمس (بقیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

راؔور (روہڑی) سے فارغ ہوکر ہمارا فاتح لشکر جے سیہ کے تعاقب میں برہمن آباد کی طرف کوچ کی تیاریوں میں ہے، برہمن آباد کا قلعہ ہندوستان بھر کے قلعوں میں ایک بہت ہی زبردست اور نا قابلِ تسخیر قلعہ گنا جاتا تھا، اس لئے اسلامی لشکر کو اسے فتح کرنے میں چھ ماہ کا عرصہ لگا، یہاں راجہ داہر کی دوسری رانی لاڈیؔ کا بھی قیام تھا، قلعہ برہمن آباد اور اس طرف کے دیگر دو قلعوں کی فتح کا مختصر حال سنانے سے پہلے حجاج ابن یوسف کا وہ جوابی خط نقل کرتے ہیں جو داہر کی جنگ میں فتح کی خوشخبری پا کر حجاج نے ابنِ قاسم کو لکھا تھا:

حجاج بن یوسف کا خط ابنِ قاسم کے نام

''چچازاد بھائی! تمہارا پُر مسرت خط ملا، پڑھ کر بہت خوشی ہوئی، یہ مجھے معلوم ہوا کہ تم جن اصولوں پر عمل درآمد کررہے ہو وہ بالکل شرع کے مطابق ہیں، لیکن سنتا ہوں کہ تم نے چھوٹے بڑے سب کو یکساں امان دے دی ہے، دوست دشمن میں کوئی تمیز نہیں کی، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں'' کافر جہاں ملیں قتل کرڈالو (واقتلوھم حیث وجدتموھم، النساء آیت ۸۹) خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم واجب العمل ہے، امان دینے کے لئے اس قدر دریادلی نہ کرو، اس طرح امان دینے سے آئندہ کی کارروائی رک جائے گی، حالانکہ تم اس کے ذمہ دار بنا کر بھیجے گئے ہو، آئندہ سوائے ذی عزت لوگوں کے کسی دشمن کو امان نہ دینا ورنہ تمہارے بے انتہا رحم کو لوگ کمزوری تصور کریں گے، اور تمہاری شوکت جاتی رہے گی''۔ [۱] (حجاج بن یوسف ۹۳ھ، کاتب نافع، تاریخِ سندھ ص ۸۱)

قلعہ بہؔرور اور قلعہ دہلیلؔہ کی فتح

برہمن آباد سے پہلے دو قلعے بالترتیب بہروؔر اور دہلیلؔہ تھے، بہروؔر میں سولہ ہزار فوج مورچہ زن تھی، ان کو شکست دیئے بغیر آگے بڑھنا ممکن نہ تھا، یہ راہ میں مزاحم تھے، ابنِ قاسم نے بہروؔر کا محاصرہ کیا، کامل دو ماہ یہ لوگ مقابلہ کرتے رہے اس قلعہ کی دیواروں میں آخر اسلامی منجنیق نے پیہم نشانوں سے رخنے ڈال

(**حاشیہ پیچھے سے مسلسل**) قیدی، بمع تخت شاہی اور راجہ داہر کے سر کے عراق بھیجے گئے، حجاج نے فتح سندھ پر اللہ کا شکر ادا کیا، اور کوفہ کی جامع مسجد میں لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا، اور جہاد کی ترغیب دی، عراق سے پھر یہ سامان، قیدی، خمس وغیرہ دارالخلافہ دمشق پہنچا، ولید نے بھی فتح سندھ پر اللہ کا شکر ادا کیا، راجہ داہر کی بھانجی ولید نے رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (ابنِ عم نبی) کو عطا کی، ابنِ عباس کے پاس یہ رہیں لیکن ابنِ عباس کی اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

[۱] اس سے پہلے قلعہ سیسم (موجودہ سبی بلوچستان) کی فتح کے بعد ابنِ قاسم اسی رخ پر آگے بڑھنا چاہتا تھا، اس موقعہ پر حجاج کا خط پہنچا تھا جس میں اس نے آگے بڑھنے کے بجائے نیرون واپس آکر داہر کی راجدھانی پر حملہ کر کے داہر سے لڑنے کا حکم دیا تھا، اس خط میں دیگر ہدایات کے علاوہ یہ نصائح بھی تھے'' بھروسہ ہمیشہ خدا پر رکھو اور اس کی طرف بخشش کے امیدوار رہو جن شہروں اور قلعوں پر قبضہ کرو ان کو خوب مضبوط کرلو، اور پختہ انتظام کر کے آگے بڑھو تا کہ دشمنوں کو پیچھے سے ستانے کا موقعہ نہ ملے'' (تاریخِ سندھ ص ۵۷)

دیئے، شوال میں ابنِ قاسم نے بہرور کو محاصرے میں لیا تھا، اس کی فتح پر ذی الحجہ ۹۳ھ میں دہلیلہ پہنچے، یہاں بھی دو ماہ کا عرصہ فتح کرنے میں لگا، صفر ۹۴ھ میں یہ قلعہ فتح ہوا، اس قلعہ میں ابنِ قاسم نے کافی دن قیام کر کے اطمینان سے اندر باہر کا سارا انتظام کیا، مالِ غنیمت حجاج کو بھیجا ساتھ فتوحات کے تفصیلی حالات بھی لکھے، یہاں رہ کر ابنِ قاسم نے جو انتظامات کئے ان میں سے ایک نہایت اہم اور آئندہ کے حالات پر دوررس اثر ڈالنے والا یہ کام بھی کیا کہ سندھ کے تمام بڑے بڑے، قابلِ ذکر زمینداروں اور سرداروں کو تبلیغِ اسلام کے خطوط بھیجے، اور اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں جزیہ کی دعوت دی ان میں سے بعض نے اسلام قبول کیا اور بعض جزیہ دینے پر آمادہ ہوئے، اس پیشکش سے وزیر سی ساگر کو بھی جان کی امان پانے کی ڈھارس بندھی جو جے سیہ کے ساتھ برہمن آباد میں فروکش تھا، سی ساگر بڑا ہوشیار، تجربہ کار، عاقبت اندیش آدمی تھا، بحری بیڑے سے گرفتار ہونے والے قیدی اس نے ابھی تک ساتھ رکھے تھے کہ بالکل آخری موقعہ پر تاش کا یہ پتہ پھینک کر جان کی بازی ہارنے کے بجائے جیت لوں گا، دارالسلطنت الور سے راور تک اور راور سے برہمن آباد تک ان کو ساتھ ساتھ منتقل کراتا رہا، چنانچہ ابنِ قاسم کی پیشکش کے جواب میں اس نے جے سیہ سے ورے ورے ابنِ قاسم سے خفیہ نامہ و پیام شروع کیا، قیدی حوالے کرنے اور تسلیم ہونے کی درخواست کی، ابنِ قاسم نے بھی اس کو ہر طرح سے اطمینان اور تسلی دی، جب ابنِ قاسم دہلیلہ میں بیٹھ کر اس ملک کے سرداروں اور عمائدین کو تبلیغِ اسلام یا جزیہ پر مصالحت کے خطوط لکھ رہا تھا تو جے سیہ برہمن آباد قلعہ میں بیٹھ کر اپنے رشتہ داروں، سرداروں، اور مختلف دور دراز کے قلعہ داروں کو ایک بڑی جنگ میں اپنے ساتھ شامل ہونے کے لئے برہمن آباد آنے کے لئے فرمان بھیج رہا تھا، اور ساتھ ساتھ راجہ داہر کی موت کی اطلاع بھی ان سب کو اس نے کر دی۔ (جاری ہے......)

Idara Ghufran

طب و صحت

حکیم محمد فیضان صاحب

طبی معلومات ومشوروں کا مستقل سلسلہ

شقیقہ (MIGRAINE)

شقیقہ ایک خاص قسم کا دردِ سر ہے۔اس مرض کا یہ نام مقامِ مرض کے لحاظ سے رکھا گیا ہے، کیونکہ شقیقہ کے معنے ایک شق اور ایک حصہ کے ہیں اور یہ درد بھی سر کے ایک حصہ میں ہوتا ہے۔جو کہ اکثر آدھے سر میں دائیں یا بائیں جانب ہوا کرتا ہے۔لیکن بعض اوقات یہ سارے سر میں بھی ہو جاتا ہے، جو کہ ایک طرف زیادہ اور دوسری طرف کم ہوا کرتا ہے، عام طور پر نوجوانوں کو ہوتا ہے، اور دن چڑھنے کے ساتھ ساتھ اس درد میں اضافہ ہوتا ہے، یہ درد اس قدر شدید ہوتا ہے کہ مریض کو کسی صورت چین نہیں آتا، مریض کبھی سر کو ہاتھوں سے پکڑتا ہے، کبھی اٹھتا بیٹھتا ہے۔اور زوالِ آفتاب کے ساتھ یہ درد کم ہونے لگتا ہے۔اس بیماری میں اکثر جی متلاتا ہے اور قے بھی آتی ہے، اور آنکھوں کے سامنے رنگ دار دھبے یا لکیریں نظر آتی ہیں، شرائن پھڑکتی ہیں، اور اگر ان کو دبائیں تو درد میں کمی محسوس ہوتی ہے۔اس درد کی وجہ سے آنکھ میں بھی درد ہو جاتا ہے، اور مریض کی نظر کمزور ہونے لگتی ہے۔ یہ مرض بچوں میں بھی پایا جاتا ہے۔مَردوں کی نسبت عورتوں کو زیادہ ہوتا ہے، ماہرین کی ایک رائے کے مطابق پاکستان میں مَردوں کے مقابلے میں خواتین میں اس کا تناسب ایک کے مقابلے میں تین کا ہے، اور کسی بھی جدید شہر کی آبادی کا پانچ سے پندرہ فی صد تک حصہ اس بیماری میں مبتلا ہوتا ہے۔ یہ مرض عام طور پر 40 سال کی عمر سے پہلے ہی شروع ہوا کرتا ہے۔ یہ ایسا مرض ہے کہ اس کا مریض دورے سے پہلے بالکل تندرست فرد کی طرح اپنے کاموں میں مصروف ہوتا ہے....مگر مرض کا حملہ ہوتے ہی وہ تقریباً ناکارہ ہو کر رہ جاتا ہے۔بیمار کے علاوہ اس کے اہل خانہ دوست احباب، اور شریکِ حیات تک بھی اس کی بیماری سے عاجز آجاتے ہیں۔اکثر مختلف مریضوں میں دردِ شقیقہ کے دورے کا دورانیہ بھی مختلف ہوتا ہے، جو کہ چار گھنٹے سے لے کر بہتر گھنٹے تک مشتمل ہو سکتا ہے۔اور اوسطاً ایک مریض کو سال میں تقریباً بارہ دورے تک پڑ سکتے ہیں۔

اسباب: یہ مرض اکثر موروثی ہوتا ہے۔اس کا خاص سبب نزلی رطوبتیں ہوتی ہیں جو نزلہ زکام کے علاج

میں غلطی ہونے اور بد پرہیزی کرنے سے سر کے کسی جانب بند ہو کر رہ جاتی ہیں۔
مگر قدیم اطباء نے اس مرض کے دو سبب بیان کئے ہیں (1) تمام بدن کے بخار یا کسی عضو کا بخار سر کی ضعیف طرف میں چڑھ کر جمع ہو جائے (2) یا اس طرف میں ریح یا خلطیں خواہ گرم ہوں یا سرد ہوں آ جائیں۔
علامہ نجیب الدین سمرقندیؒ مصنف ''اسباب وعلامات'' فرماتے ہیں: یہ درد سارے سر میں اس لئے نہیں ہوتا کہ اس کا مادہ تھوڑا ہوتا ہے، اور اس کا مادہ تھوڑا اس لئے ہوتا ہے کہ یہ مادہ بالعموم شریانوں میں ہوتا ہے۔ یہ مادہ گاہے سر میں پیدا ہوتا ہے' اور گاہے تمام بدن کی شریانوں سے چڑھتا ہے' جس کو دماغ کے کمزور پہلو کی شریانیں قبول کر لیتی ہیں۔ یہ مواد بشکل بخارات ہوتے ہیں' یا بشکل اخلاط حارہ وبارده۔ دیگر اسباب میں معدہ کی خرابی، جسم کو نا قابل برداشت گرمی یا سردی کا کافی دیر تک لگنا، جسمانی تھکاوٹ، زیادہ چلنے، بولنے یا مسلسل بے آرامی، بہت زیادہ تیز خوشبو یا بدبو، کسی تیز روشنی کو بغور دیکھنا، زیادہ خوشی، جذباتی کشمکش، صدمہ، فشارالدم (بلڈ پریشر)، گرم اشیاء کا زیادہ استعمال کرنا، مثلاً کلونجی، اخروٹ، چھوارہ کا زیادہ استعمال، دانتوں کی تکلیف، بدہضمی، عورتوں میں حیض کی خرابیاں، عرصہ تک بچہ کو دودھ پلانا، اور دیگر امراضِ رحم، بے خوابی، کثرتِ جماع، جس چیز کی عادت نہ ہو اس کا استعمال مثلاً تمباکو، الکوحل وغیرہ۔ آج کل اس مرض کا ایک سبب زیادہ کھانا، اور بری طرح کھانا بھی ہے، آجکل عام طور سے دیکھنے میں آیا ہے کہ کھانا سامنے آتے ہی ٹوٹ پڑتے ہیں، جبکہ کھانے کو اچھی طرح چبا چبا کر سنت کے مطابق اطمینان کے ساتھ اور ہمیشہ بھوک سے کم کھانے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔
علامات: اس درد کی خاص علامت یہ ہے کہ شریانیں تڑپتی اور (ٹیس مارتی ہیں) درد کا دورہ شروع ہونے سے پہلے طبیعت سست اور کسلمند ہو جاتی ہے۔ سر چکرانے لگتا ہے' اور آنکھوں کے سامنے چنگاریاں سی اڑتی ہوئی نظر آتی ہیں' اس کے بعد اصل مرض کی علامات شروع ہوتی ہیں، پہلے کنپٹی اور ابرو پر دھیما دھیما درد ہونے لگتا ہے، کنپٹی کی رگیں تیزی کے ساتھ چلنے اور تڑپنے لگتی ہیں جوں جوں رگیں تڑپتی ہیں درد زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کچھ دیر میں اس قدر شدید ہو جاتا ہے کہ گویا سر پھٹا جاتا ہے۔ یہ درد حرکت کرنے سے بڑھ جاتا ہے۔ اور بالعموم سر کی ایک جانب ہی ہوا کرتا ہے، کبھی سارے سر میں بھی ہونے لگتا ہے، مگر ایک جانب شدید اور دوسری جانب خفیف ہوتا ہے۔ سر چھونے سے گرم معلوم ہوتا ہے۔

مریض آواز اور روشنی سے نفرت کرنے لگتا ہے۔آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا جاتا ہے،اور ان کے سامنے بھنگے یا چنگاریاں سی اڑتی ہوئی نظر آتی ہیں،کان بجنے لگتے ہیں،چہرہ کا رنگ پھیکا یا سرخ پڑ جاتا ہے،جسم کانپنے لگتا ہے،جی متلانے اور ابکائیاں آنے لگتی ہیں۔رفع حاجت کا بار بار احساس ہوتا ہے،یا اسی مرض کے سبب نظام ہاضمہ خراب ہو کر قبض ہو جاتا ہے،یا دست آنے لگتے ہیں۔

علاج: مریض کو کسی قدر تاریک کمرے میں نرم بستر پر آرام سے لٹائیں،اس کے پاس کسی قسم کا شور وغل نہ ہونے دیں،درد شروع ہونے سے پہلے یا درد کی حالت میں کوئی غذا نہ دیں،اگر کھانا کھانے کے بعد درد شروع ہو تو سکنجبین چار تولہ نیم گرم پانی میں ملا کر پلائیں اور قے کرائیں،اگر معدہ خالی ہو اور ابکائیاں ستاتی ہوں تو برف چسائیں،سوڈا واٹر میں دودھ ملا کر گھونٹ گھونٹ پلائیں۔قبض کی شکایت ہو تو اس کو دور کریں،اس کے لئے قرص ملین دو سے چار عدد تک گرم دودھ سے کھلائیں۔

مرض کے اصل سبب کو معلوم کر کے اس کا ازالہ کرنے کی تدبیر کرنی چاہئے۔گرمی سے ہو تو ٹھنڈک پہنچائیں،سردی میں گرم ادویہ اور اغذیہ استعمال کریں۔گھریلو علاج کے طور پر سر پر مہندی لگانے سے اکثر اقسام کے سر درد دور ہو جاتے ہیں،ترپھلہ اور اسپغول کے چھلکے کا استعمال بھی بیحد مفید ہے(بلیلہ ہلیلہ سیاہ اور آملہ)کو ترپھلہ کہتے ہیں،طبیعت زیادہ خراب ہو تو ماہر طبیب سے علاج کرانا چاہئے۔

پرہیز: آلو،اروی،بینگن،گوبھی،ماش کی دال،گرم محرک غذاؤں مثلاً پلاؤ،قورمہ،کباب،شراب،چائے،مچھلی،پیاز،لہسن،وغیرہ سے پرہیز کرائیں،زیادہ شیرین اور تلی ہوئی چیزیں نہ کھائیں،زیادہ سردی اور زیادہ گرمی سے اور رات کو زیادہ جاگنے سے پرہیز رکھنا چاہئے۔

غذا: جب تک درد رہے کوئی غذا نہ دینی بہتر ہے،درد رفع ہونے کے بعد زود ہضم مقوی غذائیں مثلاً کھچڑی۔شوربا،چپاتی۔مونگ کی دال چپاتی۔بکری کا دماغ گھی میں بھنا ہوا۔اگر ہاضمہ قوی ہو تو جلیبی کھانا بھی مفید ہے،پالک،مونگ،ستو،خرفہ،کاہو،کدو،توری،بکری کے پاؤں کی یخنی،خشکہ،دہی،چوزہ کا شوربا،پھلوں میں فالسہ،انار،تربوز،سنگترہ،ناشپاتی،سیب،توت،بہی،آلوچہ،وغیرہ۔کھانے کے ساتھ سلاد میں کچی سبزیاں مثلاً چقندر،گاجر،ٹماٹر،بند گوبھی،مولی،کھیرا،وغیرہ استعمال کرنے کی عادت بنائیں۔مریض کو کھانا کھانے کے بعد کم از کم ایک گھنٹہ آرام سے لیٹنے کی ہدایت کریں۔

واللہ اعلم بالصواب۔

اخبار ادارہ محمد امجد حسین صاحب

ادارہ کے شب وروز

□......جمعہ ۲۶/ ذی الحجہ اور ۴/ ۱۱/ ۱۸ اور ۲۵/ محرم کو حسب معمول تینوں مساجد میں وعظ ومسائل کی نشستیں ہوئیں، مسجدِ نسیم، میں آخر الذکر دو جمعوں کو مسائل کی نشست نہ ہو سکی۔

□......جمعہ ۱۱/ محرم کو مسجد امیر معاویہ میں حضرت مدیر صاحب نے جناب ذیشان صاحب کا مسنون نکاح پڑھایا۔

□......اتوار ۱۳/ ۲۰/ محرم بعد عصر ہفتہ وار اصلاحی مجلس تعمیری کام کی وجہ سے موقوف رہنے کے بعد دوبارہ شروع ہوئی، حضرت اقدس مفتی صاحب دامت برکاتہم مدیر ادارہ اتوار کی بعد عصر کی یہ اصلاحی مجلس افادہ عام کی غرض سے منعقد فرماتے ہیں جس میں شرکت کی عمومی دعوت ہے۔

□......اتوار ۲۸/ ذی الحجہ بمطابق 29/ جنوری 2006ء بعد ظہر حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم نے اپنی پھوپھی زاد بہن کی بیٹی زوویہ انصاری دختر جناب ندیم انصاری صاحب کا اسلام آباد F-8 ائربیس میں نکاح پڑھایا۔

□......اتوار ۶/ محرم مولانا عبدالسلام صاحب ناظم التبلیغ نے ماہنامہ کے دو سال پورے ہونے پر اہلِ ادارہ کو دوپہر کھانے کی ضیافت دی۔

□......سوموار ۲۹ ذی الحجہ کی شام بعد مغرب (جو کہ یکم محرم ۱۴۲۷ھ کی شب بنتی ہے) حضرت مفتی محمد یونس صاحب زیدہ مجدہٗ (معین مفتی و مدرس ادارہ غفران) کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی، اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائیں۔

□......سوموار ۱۴/ محرم کو جناب عابد خان صاحب کی طرف سے ادارہ کے جملہ اراکین کی رات کے کھانے کی دعوتِ طعام ہوئی۔

□......سوموار ۲۱/ محرم کو ادارہ کی زیریں منزل کا تعمیر نو کا کام بفضلہٖ تعالیٰ پایۂ تکمیل کو پہنچا، مستری عارضی رخصت پر چلے گئے، کچھ عرصہ بعد بالائی منزل پر کچھ کام کرانے کا بھی منصوبہ ہے۔

□......منگل ۸/ محرم کو جناب شوکت صاحب (پنڈی ٹینٹ سروس جامع مسجد روڈ راولپنڈی) کی طرف سے ادارہ کے جملہ اراکین کی دعوتِ طعام ہوئی۔

□......ذی الحجہ اور محرم کے ان تمام ایام میں تعمیری کام اپنے تسلسل کے ساتھ جاری رہ کر ۲۱/ محرم کو موقوف ہوا۔

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

ابرار حسین ستی

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ **23 جنوری 22 ذی الحجہ 1426ھ**: پاکستان: باجوڑ ایجنسی میں مکمل ہڑتال امریکہ کے خلاف احتجاجی مظاہرے بس کے پتلے نذر آتش۔ ہڑتال کی اپیل جے یو آئی نے کی تھی، عنایت کلے میں ہونے والے مظاہرے میں پیپلز پارٹی، عوامی نیشنل پارٹی سمیت مختلف جماعتوں کے کارکنوں نے شرکت کی، ملا محمد عمر، اسامہ بن لادن کے حق میں اور امریکہ کے خلاف نعرے ✍ **24 جنوری**: ملک بھر کے سکولز کالجز اور پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے اعداد وشمار کا سروے فروری میں مکمل ہوگا۔ وزارتِ تعلیم۔ پہلا تعلیمی ڈیٹا بیس قائم کرنے کے لئے 18 کروڑ روپے خرچ کئے گئے ہیں، ڈیٹا بیس کے قیام سے ملک بھر میں تعلیمی نظام سے متعلق معلومات فراہم ہونگی۔ اسلام آباد وزارتِ تعلیم ✍ **25 جنوری**: شیخ سعد العبد اللہ فارغ، شیخ صباح الاحمد الصباح کویت کے نئے امیر نامزد۔ سابق کویتی امیر کو کابینہ کے اجلاس میں جس وقت فارغ کیا گیا اسی لمحے انہوں نے دستبرداری کا بھی اعلان کر دیا★ امرتسر سے پہلی بس 39 مسافروں کو لے کر پاکستان پہنچ گئی واہگہ بارڈر پر صوبائی وزیر سیاحت اور اعلیٰ سرکاری حکام نے بھارت سے آنے والے مہمانوں کا استقبال کیا۔★ پاک ایران گیس پائپ لائن منصوبے پر تعمیری مذاکرات 2007 تک کام شروع ہو گا فریقین کا اتفاق رائے ✍ **26 جنوری**: پاکستان: سانحہ باجوڑ امریکی حملے کے خلاف سینٹ میں متفقہ قرار دادِ مذمت منظور ★ پاکستان: غیر ملکی طلبہ اور دینی اسناد کے خلاف حکومتی فیصلے مسترد علماء کنونشن نے مزاحمت جاری رکھنے کا اعلان کر دیا۔ مسلمانوں کی بقاء اسلام اور اسلام کی بقاء دینی مدارس سے وابستہ ہے امریکا نواز حکومت تمام ظالم حکومتوں سے بڑھ کر ظالمانہ اقدامات کر رہی ہے رویہ نہ بدلا تو سخت ترین احتجاج اور اقدامات سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا علماء کنونشن کا اعلامیہ۔ غیر ملکی طلبہ کو نکالنے کا فیصلہ بین الاقوامی قوانین کی نفی ہے واپس لیا جائے تمام اسناد تسلیم کی جائیں، کنونشن پہلا مرحلہ تھا، دوسرے مرحلے میں سڑکوں پر نکلیں گے۔ مولانا فضل الرحمان، ڈاکٹر سرفراز نعیمی، قاری حنیف جالندھری اور دیگر کا پریس کانفرنس سے خطاب۔ ✍ **27 جنوری**: فلسطین: انتخابات میں حماس نے فتح حاصل کر لی برطانیہ مشروط، یورپی یونین غیر مشروط تعاون پر آمادہ، امریکہ واسرائیل کی تشویش ★ پاکستان: بزرگ سیاست دان ولی خان انتقال کر گئے نماز جنازہ آج ہو گی دنیا بھر کے سیاست دانوں اور حکومتی عہدیداروں کا اظہار تعزیت۔ اے این پی کے بانی رہنما طویل علالت کے بعد جمعرات کی صبح دنیا سے چل بسے، نماز جنازہ آج 3 بجے پشاور کے جناح پارک میں ادا کرنے کے بعد چارسدہ

Idara Ghufran

کے ولی باغ میں سپردِ خاک کیا جائے گا ★ پتنگ بازی پر پابندی برقرار، پنجاب بھر میں بسنت ایک ہی روز منائی جائے، سپریم کورٹ آف پاکستان ✍ **28 جنوری**: پاک بھارت عوامی رابطوں کو فروغ پہلی آزمائشی بس امرتسر سے ننکانہ پہنچ گئی۔ بس کے ذریعے بھارت کے 12 سرکاری عہدیدار ننکانہ صاحب پہنچے، واہگہ باڈر پرٹی ڈی سی ایل کے انچارج اور دیگر عملے نے استقبال کیا ★ آزاد کشمیر قانون ساز کونسل میں قائد حزب اختلاف بیرسٹر سلطان سمیت 9 ممبران قانون ساز اسمبلی مستعفی استعفے بے نظیر کو بھجوادیے گئے ✍ **29 جنوری**: غیر مسلح ہونے کی امریکی اپیل مسترد حماس کا قومی فوج تشکیل دینے کا اعلان ★ عرب ممالک میں ڈنمارک کی مصنوعات کا بائیکاٹ، کمپنیوں کو کروڑوں ڈالر کا نقصان ڈینش کمپنیوں کی مسلمانوں سے بائیکاٹ ختم کرنے کی اپیل۔ حرمین شریفین کے آئمہ کی طرف سے بائیکاٹ کے اعلان کے بعد سپر مارکیٹوں سے ڈنمارک کی مصنوعات اٹھادی گئیں۔ کویت نے بھی ڈنمارک کے سفیر کو طلب کرلیا احتجاج کا اعلان۔ او آئی سی کا بھی شدید احتجاج سیکٹری جنرل نے وزیر اعظم ڈنمارک کے نام احتجاجی مراسلہ روانہ کر دیا ڈنمارک کی حکومت نے معافی نہ مانگی تو مصنوعات کا بائیکاٹ جاری رکھیں گے، سعودی عوام۔ ✍ **30 جنوری**: پاکستان: راولپنڈی سے لاہور جانے والی ٹرین کو حادثہ 7 جاں بحق سینکڑوں زخمی۔ نان سٹاپ 108 ڈاؤن اسلام آباد ایکسپریس 621 مسافروں کو لے کر شام چھ بجے راولپنڈی ریلوے سٹیشن سے روانہ ہوئی جو سوا سات بجے کے قریب ڈومیلی اور بکڑالہ اسٹیشن کے درمیان حادثے کا شکار ہوگئی ★ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی، لیبیا نے بھی ڈنمارک میں اپنا سفارتخانہ بند کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ اقدام نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کے بعد ڈنمارک حکومت کی طرف سے ردعمل ظاہر نہ کرنے پر اٹھایا گیا۔ معاملہ اقوام متحدہ میں لے جانے کا فیصلہ ✍ **31 جنوری یکم محرم الحرام 1427ھ**: پاکستان: مشرف 2007 کے بعد بھی باوردی صدر رہیں گے، وزیر اعلیٰ پنجاب ✍ **یکم فروری**: کھوکھرا پار موناباؤ ٹرین 18 فروری سے چلے گی، معاہدہ طے پا گیا۔ ٹرین کا نام "تھرایکسپریس" ہوگا، دونوں ممالک نے معاہدے پر دستخط کردیئے، فی الحال صرف پاکستان سے ٹرین چلے گی بھارت کی طرف سے چند ماہ بعد سروس کا آغاز ہوگا۔ مسافروں کے لئے ویزہ لازمی قرار، جودھ پور سے آگے دوسری ریل گاڑیاں مسافروں کو پہنچائیں گی، فنی امور پر بھی اتفاق رائے کرلیا گیا ✍ **2 فروری**: شان رسالت ﷺ میں گستاخی، فرانس اٹلی جرمنی اور سپین کے اخبارات کی شرانگیزی، متنازع خاکہ شائع، یورپی اخباروں میں متنازع خاکوں کی اشاعت کا بنیادی مقصد ڈنمارک کے اخبار کے ساتھ اظہار یکجہتی ہے، آزادی صحافت کی حمایت کرتے ہیں تاہم مذاہب اور عقائد کا احترام کیا جانا چاہیے۔ مسلم ممالک میں شرانگیزی کے خلاف احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ جاری، ڈنمارک کے پرچم نذر آتش، شام نے ڈنمارک سے سفیر واپس بلالیا، غزہ میں مظاہرین

نے یورپی یونین کے دفتر کی عمارت پر قبضہ کرلیا توہین آمیز خاکہ کی اشاعت پر معافی نہ مانگنے پر بحرین، شام، کویت، انڈونیشیا اور ملائشیا میں ڈنمارک کے سفراء کو طلب کر کے احتجاج ریکارڈ کرایا گیا، ڈینش مصنوعات کے بائیکاٹ کی مہم جاری ﷼ **3 فروری:** پاکستان اور سعودی عرب کے درمیان 5 معاہدوں پر دستخط، دونوں ممالک کے درمیان دوہرے ٹیکسوں کے خاتمے، سائنس وٹیکنالوجی کے شعبے میں تعاون، وزارت خارجہ کے درمیان سیاسی مشاورت اور دیگر معاہدوں پر دستخط کئے گئے۔ معاہدوں اور یاداشتوں پر دستخط کرنے کے موقع پر شاہ عبداللہ، صدر جنرل پرویز، وزیراعظم شوکت عزیز، سعودی وفد اور وفاقی کابینہ کے ارکان بھی موجود تھے۔ ﷼ **4 فروری:** مصر کا بحری جہاز بحیرہ احمر میں ڈوب گیا سینکڑوں جاں بحق امدادی آپریشن شروع ﷼ **5 فروری:** پاکستان: کراچی سے لاہور آنے والی قراقرم ایکسپریس کو حادثہ، خاتون جاں بحق، 70 زخمی ریل سمہ سٹہ سٹیشن اور کلانچی والہ کے درمیان سے گزر رہی تھی کہ اچانک اس کی 10 بوگیاں پٹڑی سے الٹ گئیں ﷼ **6 فروری:** کوئٹہ سے لاہور جانے والی بس میں دھماکہ 15 جاں بحق، جھڑپوں میں 5 افراد مارے گئے۔ ﷼ **7 فروری:** انڈیا: حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے جانشین اور بڑے صاحبزادے دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن، جمعیت علماء ہند کے امیر اور لوک سبھا کے سابق رکن، مولانا اسعد مدنی طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون 80 برس کی عمر میں پیر کی شام 6 بجے نئی دہلی کے اپالو ہسپتال میں خالق حقیقی سے جاملے، 5 بیٹوں اور 2 بیٹیوں سمیت لاکھوں عقیدت مندوں کو سوگوار چھوڑا۔ دیوبند مسلک کی ترویج واشاعت کے لئے دنیا بھر میں سفر اور تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد میں حصہ لیا، پاکستان میں علماء کے باہمی فکری ونظری تنازعات کے خاتمے کے لئے متعدد بار اہم کردار ادا کیا ﷼ **8 فروری:** صدر بش کا ڈینش وزیراعظم کو ٹیلی فون، شان رسالت ﷺ میں گستاخی پر ڈنمارک کے ساتھ ہیں، امریکہ۔ بش نے ڈنمارک کے وزیراعظم کو فون کر کے بتایا کہ توہین آمیز خاکوں پر ہونے والے احتجاج کے تناظر میں ہم آپ کی بھرپور حمایت کرتے ہیں، ترجمان وائٹ ہاؤس ★ انڈیا: جمعیت علمائے ہند کے صدر مولانا اسعد مدنی قاسمی قبرستان دیوبند میں سپرد خاک ★ کویتی وزیر داخلہ نئے ولی عہد، شیخ ناصر محمد الاحمد الصباح وزیراعظم مقرر ﷼ **9 فروری:** امریکی اخبارات میں بھی خاکے شائع عالم اسلام کا احتجاج مسترد کرتے ہیں بش۔ خاکے سینئر عملے نے طویل صلاح مشورے کے بعد شائع کئے ایڈیٹرز کی دیدہ دلیری ''نیویارک سن'' اور ''فلاڈلفیا انکوائرز'' کی گستاخی کے خلاف مسلمانوں کے مظاہرے۔ آزاد پریس میں جو کچھ شائع ہوا اس کے خلاف ہونے والا احتجاج قابل مذمت ہے، امریکہ اسے مسترد کرتا ہے، بے گناہ سفارتکاروں کا تحفظ یقینی بنایا جائے۔ امریکی صدر ﷼ **10 فروری:** (تعطیل اخبارات) ﷼ **11 فروری:** پاکستان: ہنگو عاشورہ کے جلوس

میں دھماکہ،40 جاں بحق بڑے پیمانے پر فسادات، سرکاری عمارتیں اور درجنوں دکانیں نذر آتش دھماکہ عین اس وقت ہوا جب لوگ ماتمی جلوس کے دوران ذاکرین کا خطاب سننے کے لئے سٹیج کے گرد جمع ہو رہے تھے، درجنوں افراد کے پرخچے اڑ گئے، 50 سے زائد زخمی خبر پھیلتے ہی مشتعل ہجوم سڑکوں پر نکل آیا، زبردست لوٹ مار۔ مرکزی بازار کی درجنوں مارکیٹیں لوٹنے کے بعد جلا دی گئیں، فائرنگ سے بجلی اور مواصلاتی نظام درہم برہم چلتی گاڑی پر فائرنگ سے خاتون سمیت چار افراد مارے گئے، ہنگو کے نواحی علاقوں میں گھروں پر حملے فسادات میں ایک پٹرول پمپ اور بینک بھی نذر آتش۔ جلوس میں دھماکے کے بعد شہر میں مزید دو دھماکے ہوئے ہر طرف سے اندھا دھند فائرنگ، جلاؤ گھیراؤ سے سارا شہر آگ اور دھوئیں کی لپیٹ میں آ گیا، فوج اور ایف سی نے کنٹرول سنبھال لیا★ توہین آمیز خاکوں کے خلاف دنیا بھر میں لاکھوں مسلمانوں کے احتجاجی مظاہرے★ حیدر آباد: 2 مال گاڑیوں میں تصادم 10 ڈبوں میں آگ لگ گئی ٹرینوں کی آمد ورفت معطل۔ حیدرآباد سے 22 کلومیٹر دور کیمیکل اور فرنس آئل سے بھری گاڑیاں ٹکرانے سے متعدد بوگیوں میں آگ لگ گئی حادثے کی تحقیقات کا حکم دیدیا گیا★ پاکستان: سپریم کورٹ نے 25 فروری سے 10 مارچ تک پتنگ بازی کی اجازت دیدی جشن بہاراں کے لئے 1 دن مقرر کرنے کا حکم، خطرناک ڈور کی تیاری سے اجتناب کیا جائے، کیمیکلز شیشہ پوڈر کو ڈور کی تیاری میں استعمال نہ کیا جائے فل بینچ کا حکم۔ ✍ **12 فروری**: کالاباغ سمیت تمام ڈیم بنیں گے، پاکستان کے لئے واحد خطرہ مذہبی انتہا پسندی ہے صدر پرویز★ پاکستان: توہین رسالت ﷺ کے خلاف 3 مارچ کو عالمی یوم احتجاج ملک گیر ہڑتال ہوگی دینی وسیاسی جماعتوں کا مشترکہ اعلان۔ ✍ **13 فروری**: پاکستان اسلام کا ایٹم بم ہے، توہین رسالت ﷺ کی سازش پاکستان کے ذریعے نیست ونابود ہونی چاہئے، چودھری شجاعت، شیخ رشید۔ توہینِ رسالت ﷺ کے واقعات پوری مسلم امہ کے خلاف سازش ہیں، مسلم لیگ احتجاج سمیت تمام ممکنہ اقدامات اٹھائے گی، ایم ایم اے نے اسلام کا ٹھیکہ نہیں لے رکھا مسلم لیگ میں ہر سطح پر انتخابات کروائیں گے، شجاعت ✍ **14 فروری**: اقوام متحدہ توہین آمیز خاکوں کا باقاعدہ نوٹس لے، پاکستان★ ستمبر 2006ء تک آزاد تجارت کے معاہدے کو حتمی شکل دیں گے پاکستان بنگلہ دیش کا باضابطہ اعلان۔ ✍ **15 فروری**: پاکستان: شانِ رسالت میں گستاخی کے خلاف شدید احتجاج لاہور میدانِ جنگ بن گیا، بنک ہوٹل گاڑیاں نذر آتش پنجاب اسمبلی کی عمارت کو آگ لگا دی گئی 2 جاں بحق درجنوں زخمی۔ تحفظ ناموس رسالت محاذ کی اپیل پر کی جانیوالی ہڑتال میں سیاسی ودینی جماعتوں، تاجروٹرانسپورٹ تنظیموں نے بھی حصہ لیا، ہزاروں افراد سڑکوں پر نکل آئے، زبردست نعرے بازی اور توڑ پھوڑ کی 5 بنکوں، 3 ہوٹلوں، درجنوں گاڑیوں اور ٹیلی نار کے دفتر کو مکمل طور پر

نذرآتش کر دیا،عمارتوں میں موجود افراد نے چھلانگیں لگا کر اپنی جانیں بچائیں، پولیس صورتحال کو کنٹرول کرنے میں ناکام۔ایک پلازے کے سیکورٹی گارڈ نے مظاہرین پر گولی چلادی،2 جاں بحق،اربوں روپے کا نقصان، یہ کھلی تخریب کاری ہے، ان لوگوں سے وہی سلوک کیا جائے گا جو تخریب کاروں سے کیا جاتا ہے۔پرویز الٰہی کی پریس کانفرنس★ پاکستان: اسلام آباد میں ارکان پارلیمنٹ کا خاموش، طلبا کا پرتشدد احتجاج پولیس کا لاٹھی چارج ،شیلنگ درجنوں زخمی ،100 سے زائد گرفتار۔شانِ رسالت ﷺ میں گستاخی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کرنے والے مشتعل طلباء نے ڈپلومیٹک انکلیو کا دروازہ توڑ دیا۔سفارتخانوں پر پتھراو، عمارتوں کو نقصان پہنچایا کئی گاڑیوں کے شیشے بھی توڑ دیے گئے۔ پرویز مشرف، شوکت عزیز اور بنگلہ دیشی وزیراعظم کے سڑکوں پر آویزاں پورٹریٹ پھاڑ دیے توہین رسالت کرنے والے ممالک کے خلاف شدید نعرے بازی، طلبا رکاوٹیں توڑتے ہوئے ڈپلومیٹک انکلیو تک پہنچ گئے۔حکومتی اور اپوزیشن ارکان پارلیمنٹ نے یورپی ممالک کی شرانگیزی کے خلاف پارلیمنٹ ہاؤس سے ڈپلومیٹک انکلیو تک احتجاجی مارچ کیا، انکلیو کی طرف جانے والا راستہ بند کر دیا گیا، مظاہرین نے احتجاجی بینرز اور پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے★ اٹلی کے وزیر نے توہین آمیز خاکوں پر مبنی شرٹ پہننا شروع کر دی شرٹ مزید تقسیم کرنے کا اعلان، مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہونا چاہیے، اطالوی وزیر کی ہرزہ سرائی ☜ **16 فروری**: پاکستان: سرحد میں مکمل ہڑتال، پرتشدد مظاہرے، 3 جاں بحق صوبے کے تعلیمی ادارے 1 ہفتے کے لئے بند★ پاکستان: غیر ملکی طلباء کو ملک بدر نہیں کرنے دیں گے خاکوں کی مذمت مدارس پر پابندیاں مسترد، تحریک چلانے کا اعلان، علماء کنونشن کا مشترکہ اعلامیہ۔ہم ملک میں اسلامی انقلاب چاہتے ہیں، قاضی۔حکمرانوں کا ناپاک مجرموں کے خلاف ردعمل ناکافی ہے، مولانا فضل الرحمٰن۔پاکستان ہمارا ہے، کسی کو من مانی نہیں کرنے دیں گے۔قاری حنیف جالندھری۔بے حس او آئی سی والے کچھ نہیں کر سکتے ،مولانا سمیع الحق، غیر ملکی ایجنٹ حکمرانوں کو ملک سے نکالا جائے ،مولانا عبدالمالک ،توڑ پھوڑ کسی مسئلے کا حل نہیں، مفتی رفیع عثمانی اور دیگر کا لاہور میں علماء کنونشن سے خطاب۔نصابِ تعلیم کو سیکولر بنانے کی سازش کو ناکام بنا دینگے تمام وفاقوں کو بورڈ کا درجہ دیا جائے، مسلم ممالک خاکوں کی اشاعت میں ملوث ممالک سے سفارتی تعلقات توڑ لیں، ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے ،اعلامیہ★ پاکستان: حب میں دہشت گردوں کی فائرنگ سے 3 چینی انجینئر پاکستانی ڈرائیور سمیت ہلاک۔اٹک سیمنٹ پلانٹ میں کام مکمل کر کے واپس آنے والے انجینئرز کو کمپنی کے ریسٹ ہاؤس کے قریب چھپے دہشت گردوں نے فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اتارا ☜ **17 فروری**: پاکستان: قومی اسمبلی کا اجلاس خاکوں کی مذمت، شرانگیزوں سے سفارتی وتجارتی تعلقات ختم کئے جائیں حکومت

اپوزیشن ★پاکستان: سرحد حکومت کا توہین رسالت ﷺ کے خلاف عالمی عدالت انصاف میں جانے کا اعلان۔وزیراعلی سرحد نے صوبائی ایڈووکیٹ جنرل کو کیس تیار کرنے اور توہین کے مرتکب اخبارات کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی ہدایات دے دیں عوام سے اپنے جذبات قابو میں رکھنے کی اپیل۔مغرب نے آزادی صحافت کے نام پر پوری امت مسلمہ کی دل آزاری کی جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے،اکرم درانی کی صحافیوں سے بات چیت ☜ **18 فروری**: اسلام آباد میں ڈنمارک نے سفارت خانہ بند کر دیا پاکستان نے مشورے کے لئے اپنا سفیر واپس بلا لیا★پاکستان: ملک گیر احتجاج، پولیس اور مظاہرین میں جھڑپیں سینکڑوں گرفتار گستاخ کارٹونسٹ کے سر کی قیمت بڑھا دی گئی ★پاکستان: کھوکھرا پار مونا باؤ ٹرین سروس 41 برس بعد دوبارہ شروع،380 مسافر بھارت روانہ، کراچی کینٹ سٹیشن سے ٹرین کی روانگی کے وقت گورنر سندھ،صوبائی وزراء سمیت سینکڑوں افراد موجود تھے ☜ **19 فروری**: پاکستان: اسلام آباد رینجرز اور ایف سی کے سپرد ریلی پر پابندی،سینکڑوں گرفتار، آج دفعہ 144 کے 288 ٹکڑے کریں گے،مجلس عمل★مذہب کی توہین برداشت نہیں، یورپ گستاخانِ رسول کو سزا دے۔صدر پرویز مشرف★لیبیا میں شمع رسالت کے پروانوں پر فائرنگ 11 شہید وزیر سیکورٹی معطل، آج یوم شہداء منانے کا اعلان۔جو کچھ ہوا اٹلی کے وزیر اصلاحات کی اشتعال انگیز حرکتوں کی وجہ سے ہوا، سیف الاسلام قذافی، مظاہرین نے اٹلی کا قونصل خانہ جلا دیا مظاہرین اٹلی کے قونصل خانے کے سامنے مظاہرہ کر رہے تھے، دیگر حکام بھی معطل سیکورٹی منسٹر کو تحقیقاتی مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا، پارلیمنٹ کے جنرل سیکرٹریٹ کا بیان ☜ **20 فروری**: اسلام آباد راولپنڈی، مظاہرے جھڑپیں شیلنگ لاٹھی چارج پتھراؤ سینکڑوں گرفتار متعدد زخمی★پاکستان: پرامن مظاہرین پر تشدد قابل مذمت ہے 24 فروری کو یوم احتجاج ہوگا مولانا فضل الرحمٰن قاضی حسین احمد★پاکستان: حتف دوئم ابدالی کا کامیاب تجربہ، میزائل زمین سے زمین پر 200 میٹر تک مار کر سکتا ہے، میزائل تجربے کی بھارت کو پیشگی اطلاع دی گئی تھی، صدر مملکت کی سائنسدانوں اور انجینئرز کو تجربے کی کامیابی پر مبارک باد★پاکستان: راولپنڈی، مدرسہ حسینیہ سرگودھا کے مہتمم مولانا محمد حسین شاہ نیلوی گزشتہ شب راولپنڈی سول ہسپتال میں 87 برس کی عمر میں انتقال کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون ☜ **21 فروری**: تجارتی ودفاعی تعلقات کو مزید فروغ دینے کے لئے پاکستان اور چین کے درمیان 13 سمجھوتے طے پا گئے★خاکے شائع کرنیوالے کسی ملک کے ساتھ سفارتی تعلقات منقطع نہیں کرینگے، پاکستان

Hidden Dealing of Govt Employee About Rent With Owner of House.

Question: Some govt employs are allowed to take house on rent in a specific range of rent. The govt pays that specific quantity of rent to the owner of the house although he has given the house to the employee on less quantity from that amount. Usually the employee deals with the owner of house secretly that he will return the extra payment to the employee. Thus the employee receives a particular quantity of rent from the govt while he is not using that payment for rent purposes. Some employees say that it is our right so we can receive it by any way it is possible. Is it correct?

Ans: The situation which is mentioned in the question that some govt employees deal with the owners of houses secretly and receive extra quantity of rent from that amount which govt pays to the owner of the house as house rent. It is forbidden in Sharia to do such dealing and that extra rent will not be lawful in Islamic Sharia. Such persons are not only guilty according to the law of govt but they are also guilty of the whole nation. Because the money which they get by such dealing, it comes from the combined fund. So it is not correct to think it their right. Because according to the govt's law only that quantity is allowed for employee which is the demand of the owner of the house. Moreover in sometime the govt pays the lesser than the demand

of the owner of the house. That is why the payment is given to the owner of house directly and it is not paid to the employees. If the govt came to know that the real quantity of the rent is lesser than the payment which is given to him and he is using the extra payment for other purposes then the extra payment will not be given to him.

So that house rent is merely a facility from govt for employees and it is not his possession. The govt pays for purpose, is allowed to use it on that specific way which is described. It is not allowed to use it against that way e.g. a guest who comes to an invitation on a meal is not allowed to take that meal for any other place or give it to someone other without the permission of the host. But the thing which is given in his possession is allowed for him to use that thing any way he likes. By this explanation we can understand the matter of house rent easily. In this matter the govt deals with the owner of house not with the employee.

He is only a representative of govt who gains advantage of this facility. So it is not lawful for him to do such dealings. They should demand collectively and put the pressure on govt to make the house rent the part of their salary if maximum employees do such secret bargaining with the owners of houses and get amount. Then that payment will be the part of their salary and they can use that amount in any way they want. The given explanation is in that condition if the house rent is not the part of their regular salary and if it is the part of their salary then it is allowed for the employees to use it any way they want.

ترتیب و پیشکش ابوہریرۃ

ماہنامہ التبلیغ جلد نمبر 2 کی اجمالی فہرست

﴿اداریہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
اسلامی سال کا آغاز واختتام اور ہماری حالتِ زار	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۳
اعتدال پسندی اور روشن خیالی کا فلسفہ	// //	شمارہ ۲ ص ۳
میڈیا کے دینی پروگرام/کشمیر بس سروس	// //	شمارہ ۳ ص ۳
فیملی پلاننگ	// //	شمارہ ۴ ص ۳
گرمی کی لہر	// //	شمارہ ۵ ص ۳
سانحہ گھوٹکی ✪ حسبہ بل ✪ بلدیاتی انتخابات ✪ چودہ اگست	// //	شمارہ ۶ ص ۳
جِس کی لاٹھی اُس کی بھینس	// //	شمارہ ۷ ص ۳
دین و دنیا ساتھ لے کر چلیں؟	// //	شمارہ ۸ ص ۳
ہولناک زلزلہ	// //	شمارہ ۹، ۱۰ ص ۳
قربانی اور متاثرینِ زلزلہ کا تعاون	// //	شمارہ ۱۱ ص ۳

﴿درسِ قرآن﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
سورہ بقرہ (قسط ۷)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۷
سورہ بقرہ (قسط ۸)	// //	شمارہ ۲ ص ۹
سورہ بقرہ (قسط ۹)	// //	شمارہ ۳ ص ۷
(سورہ بقرہ قسط ۱۰) منافقین کا طرزِ عمل	// //	شمارہ ۴ ص ۱۰
(سورہ بقرہ قسط ۱۱، آیت نمبر ۱۱، ۱۲) منافقین کا طرزِ عمل	// //	شمارہ ۵ ص ۷
(سورہ بقرہ قسط ۱۲، آیت نمبر ۱۳) منافقین کا طرزِ عمل	// //	شمارہ ۶ ص ۱۰
(سورہ بقرہ قسط ۱۳، آیت نمبر ۱۴، ۱۵) منافقین کا طرزِ عمل	// //	شمارہ ۷ ص ۷
(سورہ بقرہ قسط ۱۴، آیت نمبر ۱۶) منافقین کا طرزِ عمل	// //	شمارہ ۸ ص ۵
(سورہ بقرہ قسط ۱۵، آیت نمبر ۱۷، ۱۸) منافقین کا طرزِ عمل	// //	شمارہ ۹، ۱۰ ص ۹

Idara Ghufran

(سورہ بقرہ قسط ۱۶، آیت نمبر ۱۹، ۲۰) منافقین کا طرزِ عمل	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱۱ ص ۹

﴿ درسِ حدیث ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
عذابِ قبر کے اسباب (قسط ۳)	مفتی محمد یونس	شمارہ ۱ ص ۹
عذابِ قبر کے اسباب (چوتھی وآخری قسط)	// //	شمارہ ۲ ص ۱۲
عذابِ قبر سے حفاظت کے اسباب	// //	شمارہ ۳ ص ۸
وصیت کی فضیلت واہمیت اور اس کا طریقہ (قسط ۱)	// //	شمارہ ۴ ص ۱۴
وصیت کی فضیلت واہمیت اور اس کا طریقہ (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۵ ص ۱۱
نکاح کی فضیلت واہمیت اور اس کے تقاضے (قسط ۱)	// //	شمارہ ۶ ص ۱۳
نکاح کی فضیلت واہمیت اور اس کے تقاضے (قسط ۲)	// //	شمارہ ۷ ص ۱۰
نکاح کی فضیلت واہمیت اور اس کے تقاضے (تیسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۸ ص ۷
زلزلہ اور اس سے حفاظت کے اسباب	// //	شمارہ ۹، ۱۰ ص ۱۵
اولاد کو ہدیہ دینے میں برابری کرنا	// //	شمارہ ۱۱ ص ۱۲

﴿ مقالات ومضامین ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ماہِ محرم الحرام کی فضیلت اور اہمیت	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۱۵
زمانۂ جاہلیت اور اسلام کے بعد کا ماہِ صفر	// //	شمارہ ۲ ص ۱۸
ٹیلیویژن کے مروّجہ پروگراموں کے مفاسد (قسطِ اول)	// //	شمارہ ۲ ص ۲۳
طالبان حکومت اور اُس کا زوال	مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب	شمارہ ۲ ص ۲۶
ربیعُ الاول مروّجہ رسموں کے تناظر میں	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۳ ص ۱۴
ٹیلیویژن کے مروّجہ پروگراموں کے مفاسد (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۳ ص ۱۹
ماہِ ربیعُ الآخر	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۴ ص ۱۸
حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ	ابو محمد عشرت علی	شمارہ ۴ ص ۲۳
حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ (قسط ۱)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۵ ص ۱۷
حضرت نواب عشرت علیخان قیصر صاحب کے خلفاء ومجازین	ترتیب: // //	شمارہ ۵ ص ۱۹

Idara Ghufran

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ (قسط۲)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۶ص ۱۸
ماہِ رجب کے مختصر فضائل ومنکرات	// //	شمارہ۶ص ۲۱
حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ (قسط۳)	// //	شمارہ۷ص ۱۴
ماہِ شعبان اور شبِ برأت	// //	شمارہ۷ص ۲۴
حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ (قسط۴)	// //	شمارہ۸ص ۱۱
ماہِ رمضان مختصر فضائل ومسائل کی روشنی میں (قسط۱)	// //	شمارہ۸ص ۱۵
حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ (قسط۵)	// //	شمارہ۹،۱۰ص ۱۹
ماہِ ذیقعدہ اور عشرۂ ذی الحجہ کے احکام	// //	شمارہ۹،۱۰ص ۲۵
حج سے متعلق چند اصلاح طلب پہلو	// //	شمارہ۹،۱۰ص ۳۶
زلزلوں کے مراکز کی تلاش	محمد امجد حسین صاحب	شمارہ۹،۱۰ص ۵۴
متأثرینِ زلزلہ کا تعاون کیجئے مگر!	محمد رضوان صاحب	شمارہ۹،۱۰ص ۶۴
ادارہ غفران میں اجتماعی قربانی	ادارہ	شمارہ۹،۱۰ص ۷۰
حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ (قسط۶)	محمد رضوان صاحب	شمارہ۱۱ص ۱۷
ماہِ محرم کی فضیلت واہمیت	// //	شمارہ۱۱ص ۲۱

﴿تاریخی معلومات﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ماہِ محرم: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	سعید افضل/ طارق محمود	شمارہ۱ص ۲۱
ماہِ صفر: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ۲ص ۳۰
ماہِ ربیع الاول: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ۳ص ۲۳
ماہِ ربیع الثانی: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ۴ص ۲۰
ماہِ جمادی الاولیٰ: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ۵ص ۲۲
ماہِ جمادی الاخریٰ: پہلی صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ۶ص ۲۴
ماہِ رجب: دوسری صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	مولوی طارق محمود	شمارہ۶ص ۳۱
ماہِ شعبان: دوسری صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ۷ص ۲۹
ماہِ رمضان: دوسری صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ۸ص ۲۶

Idara Ghufran

ماہِ شوال/ ماہِ ذیقعدہ: دوسری صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	سعید افضل/ طارق محمود	شمارہ ۹،۱۰ص ۱۷/۲۷
ماہِ ذی الحجہ/ ماہِ محرم: دوسری صدی ہجری کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں	// //	شمارہ ۱۱ص ۲۷

﴿نبیوں کے سچے قصے﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حضرت ھود علیہ السلام اور قوم عاد (چوتھی وآخری قسط)	مولانا محمد امجد	شمارہ ۱ص ۲۴
حضرت صالح علیہ السلام اور قومِ صالح (پہلی قسط)	// //	شمارہ ۲ص ۳۴
حضرت صالح علیہ السلام اور قومِ صالح (قسط۲)	// //	شمارہ ۳ص ۲۸
حضرت صالح علیہ السلام اور قومِ صالح (قسط۳)	// //	شمارہ ۴ص ۲۵
حضرت صالح علیہ السلام اور قومِ صالح (قسط۴)	// //	شمارہ ۵ص ۲۸
حضرت صالح علیہ السلام اور قومِ صالح (قسط۵)	// //	شمارہ ۶ص ۳۵
حضرت صالح علیہ السلام اور قومِ ثمود (قسط۶)	// //	شمارہ ۷ص ۳۲
حضرت صالح علیہ السلام اور قومِ ثمود (قسط۷)	// //	شمارہ ۸ص ۳۰
حضرت صالح علیہ السلام اور قومِ ثمود (قسط۸)	// //	شمارہ ۹،۱۰ص ۷۳
حضرت صالح علیہ السلام اور قومِ ثمود (قسط۹)	// //	شمارہ ۱۱ص ۳۱

﴿صحابہ کے سچے قصے﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
صحابیٔ رسول حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ	انیس احمد حنیف	شمارہ ۱ص ۲۸
صحابیٔ رسول حضرت شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ	// //	شمارہ ۲ص ۳۹
صحابیٔ رسول حضرت حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ	// //	شمارہ ۳ص ۳۲
صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن سہیل رضی اللہ عنہ	ابوعبداللہ	شمارہ ۴ص ۲۸
صحابیٔ رسول حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	// //	شمارہ ۵ص ۳۳
صحابیٔ رسول حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ (قسط۱)	طارق محمود	شمارہ ۶ص ۴۱
صحابیٔ رسول حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۷ص ۳۷
صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ	// //	شمارہ ۸ص ۳۸
صحابیٔ رسول حضرت ابوسُفیان بن حارث رضی اللہ عنہ	انیس احمد حنیف صاحب	شمارہ ۹،۱۰ص ۷۵

Idara Ghufran

صحابیٔ رسول حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ	طارق محمود صاحب	شمارہ ۱۱ص ۳۵

﴿ اصلاحِ معاملہ ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
تجارت کی فضیلت واہمیت (دوسری وآخری قسط)	مفتی منظور احمد	شمارہ ۱ص ۳۰
آدابِ تجارت (قسط ۱)	// //	شمارہ ۲ص ۴۱
آدابِ تجارت (قسط ۲)	// //	شمارہ ۳ص ۳۴
آدابِ تجارت (قسط ۳)	// //	شمارہ ۴ص ۳۰
آدابِ تجارت (قسط ۴)	// //	شمارہ ۵ص ۳۵
آدابِ تجارت (قسط ۵)	// //	شمارہ ۶ص ۴۴
آدابِ تجارت (قسط ۶)	// //	شمارہ ۷ص ۳۹
آدابِ تجارت (قسط ۷)	// //	شمارہ ۸ص ۴۰
آدابِ تجارت (قسط ۸)	// //	شمارہ ۹، ۱۰ص ۷۸
آدابِ تجارت (قسط ۹)	// //	شمارہ ۱۱ص ۳۹

﴿ سہل اور قیمتی نیکیاں ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
خالق اور مخلوق سے اچھا گمان رکھیئے	حافظ محمد ناصر	شمارہ ۱ص ۳۳
اپنی طبیعتوں میں نرمی پیدا کیجئے	// //	شمارہ ۲ص ۴۶
بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت	// //	شمارہ ۳ص ۳۷
تواضع اختیار کرنے کے فوائد	// //	شمارہ ۴ص ۳۴
مسواک کی فضیلت واہمیت	// //	شمارہ ۵ص ۳۹
صدقہ، خیرات کی فضیلت واہمیت	// //	شمارہ ۶ص ۴۷
راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینے کی فضیلت	// //	شمارہ ۷ص ۴۵
قرآن مجید کی تلاوت وسماعت کی اہمیت وفضیلت	// //	شمارہ ۸ص ۴۶
نیکی کی ہدایت کرنا اور بُرائی سے روکنا	// //	شمارہ ۹، ۱۰ص ۸۴
اخلاص کی فضیلت	// //	شمارہ ۱۱ص ۴۵

Idara Ghufran

﴿آداب المعاشرت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
مہمان ہونے کے آداب (قسط ۱)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۳۵
مہمان ہونے کے آداب (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۲ ص ۴۸
مہمان نوازی کے آداب	// //	شمارہ ۳ ص ۴۰
کھانے پینے کے آداب (قسط ۱)	// //	شمارہ ۴ ص ۳۸
کھانے پینے کے آداب (قسط ۲)	// //	شمارہ ۵ ص ۴۲
کھانے پینے کے آداب (قسط ۳)	// //	شمارہ ۶ ص ۵۱
کھانے پینے کے آداب (قسط ۴)	// //	شمارہ ۷ ص ۴۸
کھانے پینے کے آداب (قسط ۵)	// //	شمارہ ۸ ص ۵۰
کھانے پینے کے آداب (چھٹی وآخری قسط)	// //	شمارہ ۹، ۱۰ ص ۸۹
مشورہ کے آداب	// //	شمارہ ۱۱ ص ۴۹

﴿اصلاح وتزکیہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
پریشان کُن خیالات ووساوِس اوراُن کا علاج (قسط ۸)	مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۳۶
پریشان کُن خیالات ووساوِس اوراُن کا علاج (قسط ۹)	// //	شمارہ ۲ ص ۴۹
پریشان کُن خیالات ووساوِس اوراُن کا علاج (قسط ۱۰)	// //	شمارہ ۳ ص ۴۲
پریشان کُن خیالات ووساوِس اوراُن کا علاج (قسط ۱۱)	// //	شمارہ ۴ ص ۴۳
اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ	// //	شمارہ ۵ ص ۵۳
حقیقی ورسمی تصوف	// //	شمارہ ۶ ص ۵۵
تصوف اور پیری مریدی میں پیدا شدہ خرابیاں	// //	شمارہ ۷ ص ۵۳
کیا بیعت ہونا ضروری ہے؟	// //	شمارہ ۸ ص ۵۴
کامل اور ناقص مربی کی پہچان	// //	شمارہ ۹، ۱۰ ص ۹۲
کامل شیخ کی پہچان	// //	شمارہ ۱۱ ص ۵۳
مکتوباتِ مَسیحُ الاُمَّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط ۱۱)	ترتیب: مفتی محمد رضوان	شمارہ ۱ ص ۳۸

مکتوباتِ مسیحُ الاُمّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۱۲)	ترتیب: مفتی محمد رضوان	شمارہ۲ص۵۱
مکتوباتِ مسیحُ الاُمّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۱۳)	// //	شمارہ۳ص۴۵
مکتوباتِ مسیحُ الاُمّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۱۴)	// //	شمارہ۴ص۴۵
مکتوباتِ مسیحُ الاُمّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۱۵)	// //	شمارہ۵ص۵۷
مکتوباتِ مسیحُ الاُمّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۱۶)	// //	شمارہ۶ص۵۹
مکتوباتِ مسیحُ الاُمّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۱۷)	// //	شمارہ۷ص۵۹
مکتوباتِ مسیحُ الاُمّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۱۸)	// //	شمارہ۸ص۵۷
مکتوباتِ مسیحُ الامّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۱۹)	// //	شمارہ۹، ۱۰ص۹۴
مکتوباتِ مسیحُ الاُمّت (بنام حضرت نواب قیصر صاحب) (قسط۲۰)	// //	شمارہ۱۱ص۵۷

﴿اصلاح العلماء والمدارس﴾

(تعلیماتِ حکیم الامت کی روشنی میں)

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
طلبہ کو حد سے زیادہ مارنا (قسط۳)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۱ص۴۰
طلبہ کو حد سے زیادہ مارنا (قسط۴)	// //	شمارہ۲ص۵۶
طلبہ کو حد سے زیادہ مارنا (قسط۵)	// //	شمارہ۳ص۴۸
طلبہ کرام پر شفقت اور غصہ میں اعتدال	// //	شمارہ۴ص۴۷
مروّجہ کمیشن پر چندہ کا طریقہ	// //	شمارہ۵ص۵۹
علماء کا جہلاء کے ماتحت ہونا	// //	شمارہ۶ص۶۱
علماء کا حُکّام کے ساتھ رویہ	// //	شمارہ۷ص۶۰
تخصُّص اور اِفتاء میں فرق	// //	شمارہ۸ص۵۸
علم کے ساتھ صحبتِ اہلُ اللہ کی ضرورت	// //	شمارہ۹، ۱۰ص۹۸
کونسا علم فرضِ عین ہے؟	// //	شمارہ۱۱ص۵۸

﴿علم کے مینار﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما (قسط۱)	مولانا محمد امجد	شمارہ۱ص۴۱

Idara Ghufran

حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما (دوسری وآخری قسط)	مولانا محمد امجد	شمارہ ۲ص ۵۷
بابائے کیمسٹری جابر بن حیان	مولوی طارق محمود	شمارہ ۳ص ۵۰
''امامُ القراءۃ'' امام عاصم کوفی رحمہ اللہ	// //	شمارہ ۴ص ۴۹
ابوریحان البیرونی	// //	شمارہ ۵ص ۶۱
حکیم محمد بن زکریا الرازی	// //	شمارہ ۶ص ۶۴
مورخِ اسلام ابوالحسن علی المسعودی	// //	شمارہ ۷ص ۶۴
ابوالقاسم الزہراوی	// //	شمارہ ۸ص ۶۰
ہر چہ گیرد علتی......(قسط۱)	محمد امجد حسین صاحب	شمارہ ۹، ۱۰ص ۱۰۲
ہر چہ گیرد علّتی......(قسط۲)	// //	شمارہ ۱۱ص ۶۲

﴿تذکرۂ اولیاء﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ (دوسری وآخری قسط)	مولوی طارق محمود	شمارہ ۱ص ۴۴
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ (قسط۱)	// //	شمارہ ۲ص ۶۲
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ (قسط۲)	// //	شمارہ ۳ص ۵۳
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ (قسط۳)	// //	شمارہ ۴ص ۵۴
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ (قسط۴)	// //	شمارہ ۵ص ۶۶
حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ (پانچویں وآخری قسط)	مفتی محمد امجد	شمارہ ۶ص ۶۷
محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (قسط۱)	عبدالسلام صاحب	شمارہ ۷ص ۶۷
محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ ۸ص ۶۳
شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ (قسط۱)	// //	شمارہ ۹، ۱۰ص ۱۰۷
شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ (دوسری قسط)	// //	شمارہ ۱۱ص ۶۵

﴿پیارے بچو!﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
بسنت نہیں مناؤں گا، اور گڈی نہیں اڑاؤں گا	ابوریحان	شمارہ ۱ص ۴۸
اچھا بچہ بننے کے گُر (قسط۲)	انیس احمد حنیف	شمارہ ۲ص ۶۶

عِزّت اور ذِلّت والی زندگی	مفتی ابوریحان	شمارہ۳ص۵۹
ایک ایماندار لڑکا	// //	شمارہ۴ص۶۱
ٹی وی نہیں دیکھوں گا	// //	شمارہ۵ص۷۳
پیسے اور صحت کی بربادی	مفتی محمد رضوان	شمارہ۶ص۷۲
بچّو، لڑائی جھگڑے سے بچو	// //	شمارہ۷ص۷۱
ضدی بچہ	محمد رضوان صاحب	شمارہ۸ص۶۸
سُنہری چڑیا اور بھوری چیونٹی	انیس احمد حنیف صاحب	شمارہ۹،۱۰ص۱۰۹
بچوں کو میں کچھ نہیں کہتی	ابوریحان صاحب	شمارہ۱۱ص۷۰

﴿بزمِ خواتین﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
عورت: گھر کی ملکہ	مولانا محمد امجد	شمارہ۱ص۵۱
پیا جس کو چاہیں سہاگن وہی ہے	// //	شمارہ۲ص۶۹
راحت وسکون والی پاکیزہ زندگی	// //	شمارہ۳ص۶۳
شادی کو سادی بنائیے (قسط۱)	مفتی محمد رضوان	شمارہ۴ص۶۳
شادی کو سادی بنائیے (قسط۲)	// //	شمارہ۵ص۷۶
شادی کو سادی بنائیے (قسط۳)	// //	شمارہ۶ص۷۵
شادی کو سادی بنائیے (قسط۴)	// //	شمارہ۷ص۷۴
شادی کو سادی بنائیے (قسط۵)	// //	شمارہ۸ص۷۱
شادی کو سادی بنائیے (قسط۶)	// //	شمارہ۹،۱۰ص۱۱۲
شادی کو سادی بنائیے (قسط۷)	// //	شمارہ۱۱ص۷۱

﴿آپ کے دینی مسائل کا حل﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
عاشوراء کے دن اہل وعیال پر وسعت کی تحقیق	دارالافتاء	شمارہ۱ص۵۵
کیا ماہِ صفر میں بلائیں نازل ہوتی ہیں؟	// //	شمارہ۲ص۷۳
کیا عورت مَردوں کی امامت کراسکتی ہے؟	// //	شمارہ۳ص۶۸

Iqra Ghufran

مریض کے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کا مفصل حکم	دارالافتاء	شمارہ۴ص ۶۶
مسبوق مقتدی کے امام کے ساتھ سلام پھیر دینے کا حکم	// //	شمارہ۵ص ۸۲
عمامہ کے رنگ سے متعلق تفصیل	// //	شمارہ۶ص ۷۹
امام کا غلطی سے آہستہ یا بلند آواز سے قرائت شروع کر دینا	ادارہ	شمارہ۷ص ۷۸
سحری ختم کرنے اور فجر کی اذان کے بارے میں شرعی حکم	// //	شمارہ۸ص ۷۴
زکوٰۃ دینی مدارس کو دیں یا زلزلہ متاثرین کو؟	// //	شمارہ۹،۱۰ص ۱۱۶
نماز میں موبائل فون بند کرنے کا حکم	// //	شمارہ۱۱ص ۷۳

﴿ کیا آپ جانتے ہیں؟ ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
مفید معلومات، احکامات و تجزیات	م۔ر۔ن	شمارہ۱ص ۶۳
مفید معلومات، احکامات و تجزیات	// //	شمارہ۲ص ۷۷
مفید معلومات، احکامات و تجزیات	مفتی محمد رضوان	شمارہ۳ص ۷۵
مفید معلومات، احکامات و تجزیات	// //	شمارہ۴ص ۷۵
مفید معلومات، احکامات و تجزیات	// //	شمارہ۵ص ۸۵
مفید معلومات، احکامات و تجزیات	// //	شمارہ۶ص ۸۴
جیولری کے بعض کاروباری مسائل	// //	شمارہ۷ص ۸۱
سنت اعتکاف میں کسی کام کے لئے باہر نکلنے کی نیت کا مسئلہ	// //	شمارہ۸ص ۷۹
متاثرینِ زلزلہ کی پاکی ناپاکی اور نماز کے بعض مسائل	// //	شمارہ۹،۱۰ص ۱۲۰
بیل گاڑی سے ریل گاڑی تک (قسط۱)	محمد امجد حسین صاحب	شمارہ۱۱ص ۸۳

﴿ عبرت کدہ ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
بابل و نینوا سے بغداد تک (چوتھی و آخری قسط)	مولانا محمد امجد	شمارہ۱ص ۶۵
ہندوستان کا اسلامی عہد (قسط۱)	// //	شمارہ۲ص ۷۹
ہندوستان کا اسلامی عہد (قسط۲)	// //	شمارہ۳ص ۷۸
ہندوستان کا اسلامی عہد (قسط۳)	// //	شمارہ۴ص ۷۷

Idara Ghufran

ہندوستان کا اسلامی عہد (قسط۴)	مولانا محمد امجد	شمارہ۵ ص۸۹
ہندوستان کا اسلامی عہد (قسط۵)	// //	شمارہ۶ ص۸۶
ہندوستان کا اسلامی عہد (قسط۶)	// //	شمارہ۷ ص۸۶
ہندوستان کا اسلامی عہد (قسط۷)	// //	شمارہ۸ ص۸۲
ہندوستان کا اسلامی عہد (قسط۸)	// //	شمارہ۹،۱۰ ص۱۲۴
ہندوستان کا اسلامی عہد (قسط۹)	// //	شمارہ۱۱ ص۸۶

﴿طب وصحت﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ادرک اور سونٹھ کے حیرت انگیز خواص	ابولقمان	شمارہ۱ ص۷۱
ہرڑ کے عجیب وغریب خواص	// //	شمارہ۲ ص۸۴
صحت کے لئے غذا میں توازُن ضروری ہے	// //	شمارہ۳ ص۸۳
رفعِ حاجت	مفتی محمد رضوان	شمارہ۴ ص۸۲
غسل کرنا یا نہانا	// //	شمارہ۵ ص۹۳
نیند و بیداری (قسط۱)	// //	شمارہ۶ ص۹۱
نیند و بیداری (دوسری وآخری قسط)	// //	شمارہ۷ ص۹۲
نزلہ (INFLUENZA)	حکیم محمد فیضان صاحب	شمارہ۸ ص۹۰
دمہ (ضیقُ النفس ASTHAMA)	// //	شمارہ۹،۱۰ ص۱۲۶
کالی کھانسی (شہیقہ whooping cough)	// //	شمارہ۱۱ ص۹۱

﴿اخبارِ ادارہ﴾

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
ادارہ کے شب وروز	مولانا محمد امجد	شمارہ۱ ص۷۴
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۲ ص۸۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۳ ص۸۵
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۴ ص۸۴
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۵ ص۹۶
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ۶ ص۹۵

Idara Ghufran

ادارہ کے شب وروز	مولانا محمد امجد	شمارہ ۷ ص ۹۴
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۸ ص ۹۲
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۹، ۱۰ ص ۱۲۹
ادارہ کے شب وروز	// //	شمارہ ۱۱ ص ۹۳

اخبارِ عالم

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	ابوجویریہ	شمارہ ۱ ص ۷۶
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۲ ص ۸۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۳ ص ۸۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۴ ص ۸۶
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۵ ص ۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۶ ص ۹۷
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۷ ص ۹۵
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۸ ص ۹۴
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	// //	شمارہ ۹، ۱۰ ص ۱۳۱
قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں	ابرار حسین ستی	شمارہ ۱۱ ص ۹۵

انگریزی صفحہ

عنوان	ترتیب/تحریر	شمارہ وصفحہ نمبر
The Essentials Of Faith	ابرار حسین	شمارہ ۱ ص ۷۸
Music in Knocking	// //	شمارہ ۲ ص ۹۲
Direction of Qiblah during the latrine	// //	شمارہ ۳ ص ۹۲
The Trouser Should be Ankle High	// //	شمارہ ۴ ص ۹۲
Study of Towrah and Bible	// //	شمارہ ۵ ص ۱۰۰
Claim of cleanliness of heart and sight	// //	شمارہ ۶ ص ۱۰۰
SOME USEFUL ISLAMIC INFORMATION	ابرار حسین ستی	شمارہ ۷ ص ۱۰۰
A Chain of Useful and interesting Islamic Information	// //	شمارہ ۸ ص ۱۰۰
To Give Rickshaw or Taxi on Fixed Rent	// //	شمارہ ۹، ۱۰ ص ۱۴۰
The Use of Pictorial Toys and Dolls	// //	شمارہ ۱۱ ص ۱۰۰

Idara Ghufran